

# بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

قل هو الله الرحيم وحكيم  
 هم سلام و همين و جبار  
 ملك و مومن و مבור و شكور  
 نافع و نور و وارث و وائي  
 باسط و قاطض و دود و مجيد  
 حصي و سميع و قوي و مديد  
 برورزان و مقسط و جامع  
 حي و قيوم و واحد و ماجد  
 نيز قهار و هم خط و حبيب  
 هم كثر و مقدم و وهاب  
 نيز نافع هم بيلج و عليم  
 رافع و خافض و سميع و بصير

حق و رحمن و رحيم و كريم  
 شكبر و مבור و غفار  
 خالق و باري و عزيز و غفور  
 ظاهر و باطن است تعالي  
 واسع و باعث و وكيل و شهيد  
 قادر و متقدر و لي و حميد  
 منفي و ضار و بادي و مانع  
 احد و باقي و صمد و احد  
 هم جلالي و رقيب نيز مجيب  
 اول و آخر است هم تواب  
 هم مغر و غل و نيز عظيم  
 عل و هم لطيف و خبير

نیز قدوس بجز ذاتِ حقیت  
ہم کبیر دشمن و غیر غنی

استقم محی و ہم عصورِ حقیت  
ہمک الملک ذوالجلال علی

اندراظم سمائی خالق یکتا اُسی کی تعریف ساتھ اثبات وحدت الوجود کی صفحہ کاغذ  
خاتمہ ہے۔ یہ ناہنجرا سچے پرنش کرنا ہے کہ شکر ہے اُس مہربا وجود کا کہ جو ہر وجود میں  
ہر دور اور سب عہدہ کی اُسی سے کشود ہے اور نہ قابل ہونہ کثیر۔ ذات اُسکی عظیم  
ہر دور۔ اُسکی ابتداء ہے اور نہ انتہا اُسی کا لقب خدا ہے وہی پیچیدہ نہرا مخلوق کا اعتبار  
اُسی کا پیچیدہ نہرا اسمِ نفی ہے پیچیدہ نہرا لباس میں ہی ذات بے نیاز لا نفی ہر  
یہ اُسی کی سدا وہ نہیں تہ اور کیا ہے ہر سب اُسی کا رنگ۔ اُسی کا فعل  
اُسی کا ڈھنگ ہے سب میں اُسی کی ذات کا ظہور اور اُسی کی خبر نیات سے  
کائنات مامور ہے کہ جسے عالم عدم اور علم ذات اور صفات قدرت علی بالکمال  
خود سے بواسطہ انوار حیرتوں ایک دم میں ارواح ملکوتی کو سنور کر کے اسرار  
لاہوتی کا حضرت انسان ناسوتی کو آئینہ جمال خود بنایا اور خیر و شر کا مختار کر کے  
عناصر کے مرکب پر بنجایا اور نہ فرسہ لا الہ الا ہو ستایا در حقیقت پورا پورا  
وہی حال اور ہر موقع پر جمال بالکمال ہے سر سے پاکب ہمیشاں ہے غور کرد  
کہ اُسی کی گویا اُسی کی بینائی ہے اندر اور باہر اس قہر کے اُسی کی  
جس لوہ غائی ہے وہ کون شے ہے جو اس سے خالی ہے ہاں  
مقابل اثبات کی نفی مثالی ہے اور نفی وہ خیال اور اسارہ ہے کہ جبکی  
اثبات کو سہارا ہے یعنی انسان کو موت نہ ہوتی تو اس کی  
حیات دائمی کیونکر سمجھتے۔ روح پاک ہے قالب خاک ہے تا آنکہ



آنگہ تک الموت نے بھی سرج کو نہ دیکھا کہ جیسی ہے اور کیا ہے اگر علم بریں  
 سمجھو رہے ہیں اور جو روح مقابل اٹلی کے سنانی ہے۔ اس کی تعیبات حیات پر  
 حاکم شایع جزا و سزا کا خیالی ہے اور روح اٹلی کو عزت و اور شہرت کو سخی کہتے ہیں  
 جیسا کہ اصل ذات اور دوسرا ہوتا ورنہ خاموش رہو دھین سمجھنے کی بات ہے اگر  
 کچھ کہو تو کہا نہیں جاتا اور لب بختہ بانہیں ہاتھ اس صورت میں مصیبت و غم  
 ہے یہ ہے کہ اپنے دھین سمجھو بہ لیا واقعی کہ کون سے کا وعظ اور پھیلانا ہے نہایت  
 پریشان کہانی مگر عاشقوں کی بھی جانی ہے پس اس باب زبان و کھوٹا موسیقی رہو جی  
 خیال کو بختہ کر کے دست لکڑے ٹوٹو وہ دو نہیں بھارت کے پرگہ جان سے ترسے  
 خود وہی عالم کثرت میں ایک دوسرے کا محبوب اور عیب چوہ ذرا سمجھو  
 فصل کہان جو وصل ہو کیوں و در دور جاتے کیا خود میں اسکو نہیں  
 پاتے تم اپنے کو فنا کر کے اُسکے بچا کو دیکھو جب اپنی بقا نہیں تو  
 وہ کسی حالت میں جدا نہیں اس قالب مستعار کا کیا اعتبار ہے جبکہ  
 یہ فنا ہوا تو اس سے دو چار ہے جبکہ یہ خیال پختہ ہو گیا وہ ان کا ظاہر  
 و باطن ہر دم یار ہوا تو میرا دریا سے وحدت سے پار ہے کسی کا یہ شعر  
 حال ہے حال ہر جگہ بہ کف عدم و اندر بند و نہ پیش و نہ کم و اور اسکی تان  
 یہ کرتا ہے بیرون و درون گرفتہ ہم تک با بجران و دھن کردہ ہر رنگ بڑا  
 اس حکایت کو سنکر خوب غور و فہم کرو کہ کتاب طالب نے ایک محقق سے  
 سوال کیا کہ خدا سے کیا ہے کہان سارے کس شکل سے ہے جواب دیا کہ  
 ذات اسکی ایک ہے ورنہ اسکی بیحد میں اور وہ ساتھ عدد و وزن کی

جواب دیا کہ میرے سامنے تم موجود ہو محقق فرمایا کہ یہ بات تم آنکھ کے فعل کی مدد  
 کہتے ہو میں جائز نہیں رکھتا طالب نے جوش میں آکر غصہ سے محقق کا ہاتھ پکڑا اور  
 کہا کہ یہ عبد اللہ ہے محقق نے جواب دیا کہ یہ تم ہاتھ کے فعل کی مدد سے کہتے ہو  
 اسکو بھی میں جائز نہیں رکھتا جبکہ تم نے پکڑا اسکا نام ہاتھ ہے یہ سکر طالب نے  
 خفا ہو کر یہاں محقق کا پکڑا کہا کہ یہ عبد اللہ ہے محقق نے کہا کہ یہ پاؤں ہے عبد اللہ  
 نہیں ہے پھر طالب نے غلبہ جوش سے محقق کا سر پکڑا کہ یہ ہے جواب دیا کہ  
 بالکل جھوٹ اسکو سر کہتے ہیں پھر تو محقق نے خفا ہو کر کہا کہ اب یہ قوت تو  
 اپنے اعضا کے فعل کی مدد سے عبد اللہ کے اعضا کے نام بدرتہ گاہ سے بنا  
 سن یہ عبد اللہ کے اجزا ہیں سمجھ کہ یہ سب ملکر عبد اللہ ہوا اور جو عبد اللہ  
 خاص وہ روح ہے اور وہی سب اعضا میں علول ہے وہ روح ایک ہی  
 اور یہ سب اعضا جدا گانہ اسی کے لباس ہیں سب جڑ کر عبد اللہ کہلا  
 سمجھا فضل دل کا ہے نہ کہ ہاتھ پاؤں کان آنکھ کہ جس سے تو مدد  
 چاہتا ہے ارے الحق دل سے مدد چاہ وہ تیرا راہ نما ہوگا اب  
 دوسرا سوال تیرا یہ ہے کہ وہ کس شکل پر ہے دیکھ میں تجھے دکھاتا ہوں  
 یہ کہہ کر محقق نے عصا کے چوٹی جو ہاتھ میں تھا اسکو زور سے اس سائل کو  
 شانے پر مارا وہ صدمہ نہ ضرب سے گریڑا محقق نے پوچھا کہ کیا ہے اسنے  
 جواب دیا کہ ضرب عصا سے میرے شانیں درد ہر محقق نے کہا مجھ انہی درد کو دکھاؤ کہ

شکل کیا ہے طالب نے جواب دیا کہ میرے درویش گریں شکل اسکی تم کو دکھا نہیں سکتا  
 اسوقت محقق نے کہا کہ اے کور عقل جس حائقین تو اپنے درویشی شکل جو تیرے  
 وجود میں اسوقت حاضر ہے دکھا نہیں سکتا تو اس مطلوب کو میں کیونکر تجھے  
 دکھاؤں کہ اسکی کوئی شکل اور رنگ نہیں جو بات کہنے میں نہ آوے میں کیونکر کہوں  
 تو اپنے سوال کو آپ کسی دل سے سمجھ لے کہ جس دل نے تجھ کو پہلے سوال میں اٹکا  
 دیا تھا اے کم فہم سن جس حالت میں تو اپنے درویشی کو مجھے آنکھ سے نہ دکھا سکا  
 پھر میں تیری آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو تجھے کیونکر دکھا سکتا ہوں مگر تو اپنی ریاضت سے  
 ساتھ بدرقہ عشق کے رہنمائی خیال بختہ چشم دل سے البتہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے  
 جبکہ تجھ کو یہ حوصہ دید کا ہے تو پہلے تو دین کا دال دوئی کا دال دوری کا دال  
 دیو کے کا دال ان یا بچوں کو دفع کر اور دید کے دال کو دل کے دال سے مل کر  
 خوب سوچ کہ کیا ہے خیال کر کہ آفتاب میں روشنی ہے مہتاب میں نہیں مگر جب  
 آفتاب مہتاب کے مقابل آتا ہے تو آفتاب کی روشنی سے مہتاب روشن ہو جاتا  
 اس صورت میں مہتاب کو آفتاب کے مقابل ہونا تو مقدم اور ضرور ہوا جب تک  
 کہ بخت مطلوب کے حضور نہ ہوگی کچھ نہ ہوگا غرض طالب اقوال محقق کے  
 سکر موقوف ہوا اور محقق کے ہاتھ پر بیعت کی چند روز میں تعلیم پا کر وہ طالب علم  
 کامل ہو گیا۔ بانی قوم کیون اشتبہات کو دریا میں پڑے ہوئے صندوق سنبھالنا  
 سب طرح کی خیالات کا سخن ہی خود مریدا و زود اپنا پیری پیر ہے یہ انسان ارشد  
 ضمیر ہے بدرقہ عشق کے ساتھ عقل سلیم و تکلیف ہے اب بختہ بختہ نفاذ وحدت  
 کے سنو بات ہے کہ کوئی حبس ہوا و حبس کے تعریف یہ ہے کہ بدون ایک تخم کو

اور جن میں نہیں مختصر ہے کہ ہر جنس اپنے مرکز پر رجوع کرتی ہے اور  
 مرکز اور سبداً منقاد المعنی میں اور مرکز و سبداً کا ماخذ اصل ہے جناب  
 رسول الشعلین مخبر صادق فرماتے ہیں کہ کل شیء یرجع الی اصلہ جب یہ خبر جاری  
 ہو کہ پہنچے تو اب کیا شک رہا کل اجناس کی بازگشت طرف اصل کی ضرورت ہے  
 خواہ ہر ارادہ ہو خواہ ہر ارادہ خیال کر دیتا ہر مرکز اصل ایسا ہے کہ پہلے اسکی  
 کوئی دوسرا نہ تھا اور بزرگی اور جلالت اور علم اور نور اور قوت اور قدرت  
 اور سکون اور حرکت صفات کاملہ کا ارادہ مستقیمہ اسکی سے ہیں چنانچہ وہی خبر  
 لایعجزی میں درختان ہرگز آفتاب عالم تات ہے زیادہ تر احتیاج شرح کی  
 نہیں رہی صہین ایک ذرہ بھی عقل ہے تو وہ درجعت سمجھ لے سکتا ہے کہ ذات اسکی  
 صفا قدرت سے پیچیدہ ہزار مخلوق کے ہر فرد کل میں موجود ہے ایک ذرہ بھی  
 وجود کد کیا اس سے خالی نہیں ہے اب اس مقام پر اعتراض لازم آیا کہ جب اللہ ہر  
 جزئیات میں موجود ہے تو ہر جز کو وہی قوت اس میں ہے حاصل ہونا لابد ہو گیا  
 ایسا تو ظاہر انہیں ہے کیونکر یقین آوے۔ جواب۔ یہ تو سب کو معلوم ہے  
 کہ بعد از تحویل آفتاب میں ۷۲ دن تک جواب نسیان برشتا ہے اسکا حال  
 یوں ہے کہ اگر وہ بانی موزمین گرا بحیم سنی کا فور ہو گیا اور جو بانسی میں گرا  
 وہ بسلوچن ہوا اور جو صدف میں گرا وہ موتی ہوا اور جو سانپ کی سنہ میں  
 گرا وہ سم بنے نہ رہا اور اگر انکھ میں انسان گرا تو موتیا بند ہو گیا اور اگر  
 چرکین پر گرا تو اس میں کیر سے پیدا ہوئے سوائے اسکے بہت طول و شرح ہے  
 تو اب غور کرنا لازم ہے کہ تاثیر اسکی یہ نہیں ہے کہ سب جاتا تاثیر اسکی ایک ہی

صورت کی تاثیر کہ سمجھنا چاہیے کہ ہر طرف کی سوافیق تہ ظاہر ہوگی نہ کہ وہ  
 باقی اپنی حیثیت خاص کا اثر ایک صورت پر ظاہر ہو لیں دو اعتراض بالاقا  
 نہیں ہوتا اسکی ذات کی وحدت کی قوت اور ہر اور کثرت کی قوت اور ہے  
 کیونکہ وحدت لطیف اور کثرت کثیف ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اک انسان  
 بنیائے لبرکہ سوال سمجھنا چاہیے کہ نقطہ علم سدا بہر وجود کا ہے اس نقطہ سے  
 جسم خود کو کیونکر شناخت کرے جواب ترک تعلقات سے کسواسطے کہ جسم کو  
 طول اور عرض اور عمق لازم اول عمق کو ترک کیا سطح رہ گیا پھر عرض کو قطع  
 کیا خط باقی رہا وہ خط طول کا ہے جبکہ عمق اور عرض دونوں غائب ہو گئے  
 پھر خط کے طول کو قطع کیا تو اسکے آخر باز گشت میں ایک نقطہ رہ گیا وہی خبر  
 لایخبری ہے کہ جب کو بنام نہا نقطہ قرار دیا اور ظاہر ہے کہ ابتداء وحدت سے  
 کثرت ہوئی تو وہی وحدت سدا بہر ہے تم سب جبکہ شاغل بالیقین اس پر  
 قائم ہوا اور تصورات صادقہ سے آمین محویت ہوئی تو بجا عالم حیات اور  
 ممت طالب کو وہی وصل ہے درحقیقت یوں اپنے اشیاء قدیم کو طالب  
 پہنچتا ہے اور اب یہ بھی سمجھنا ضرور کہ واجب و ممکن و متنع یعنی واجب و  
 ممکن ظہور و متنع فرض محقق و واجب لازمی ظہور عالم خلق عارضی متنع فقط  
 خیالات ہے اور درحقیقت ہی نقطہ ہے کہ ہوا الاول ہوا الآخر ہے کہ جو ذات وحدت  
 الوجود ہے اور یہ عالم جو خلق ہوا اسے میں تحلیل ہوتا ہے سوال جلا نقطہ کیا چیز  
 جواب شائع کا قول ہے کہ احوالی ہے کہ اسی سے ابتدا مراتب موجودات و نفوس  
 و عقل و عناصر کے پیدائش پر چرہ سب باز گشت میں منتهی اسی طرف ہر اور اس

فقرہ بالا پر اتفاق کل سالکان طریقت عارف بقا باللہ کہے کہ جو نقطہ علم سبدا  
 ہر وجود کا ہے اور وضع ہو کہ حکما فلسفہ بھی صاحب مذہب ہیں انہیں دو مذہب ہیں  
 ایک کا قول ہے کہ آسمان وزمین کے سوا خلا ہے دوسرے کا قول ہے کہ ارض و سما کے  
 سوا خلا ہے اور مذہب صوفیہ یہ کہ نہ خلا ہے نہ لا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں سب کو احاطہ  
 کیے ہوئے ہوں اور میں مراد قدرت ہے اور قدرت کا جسم نہیں کہ جس میں ہو سکے  
 پس اس قدرت کی جو کیفیت ہے مثال جیسا پھول کی خوشبو وہ احاطہ کیے  
 ہوئے ہے اور اک عالم ظاہری سے اودہ کیفیت بری ہے بیان بیان اسکا الفاظ  
 اور استعارات میں ممکن نہیں اور حضرات صوفیہ بھی دو تفسیق میں ایک  
 وجود یہ سابق اور دوسرا شہودیہ حال کا یہ دونوں ذات پاک اللہ تعالیٰ میں  
 بحث کر رہے ہیں۔ وجود یہ قائل نقطہ مرکز کے کہ وہی ہمہ اوست اور  
 شہودیہ ہمہ ازوست کو قائل ہیں وجود یہ کے ساتھ عشاق کو اتفاق شہودیہ کے  
 ساتھ شایع کو مذاق ہے ضرور ہے کہ طلباء تصوف خوب غور کریں کہ  
 علما شریعت کو پردہ اوب کا حائل بہشت اور روض کے جھگڑے میں  
 پڑے ہیں اور جو فریق صاحب دل عاشق کامل میں انگو بے حجابی اور بیباکی  
 سامنے آئے کیسی طرح کا پردہ نہیں وہ روض کو بچا کے اور بہشت کو چلا کے رہی  
 عشق سے مرکز خود میں تحلیل ہوتے ہیں کیونکہ عاشق مقید روح الٰہی  
 ہیں اور شیعہ وائے مقید روح مثالی کے جسکی نسبت جزا و سزا کا قانون  
 شریعت ہے اسکے کتب بطول سے صحت ہے اور طارخان باقی باللہ کا کتب خانہ  
 سینہ ہر ادب تاخیر نے طلباء مبتدیوں کی سمجھنے کے لیے کچھ بطور حکایات و کہانی لکھا ہے


اب اس مقام پر یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے گہیر کیا عقدا کو اوپر دلوں انسانی  
 جس کو کہ جس لائق سمجھا اور اسکے واسطے نتیجہ کار پر در و کار پہلے ہی مقدر کر چکا  
 اور واسطے رہنمائی ظاہری ایک فریق کے کہ بیجا نبیوں کو ساتھ دلائل عقلیہ کے  
 چنانچہ یہ ثابت ہوا ہے تورات کتاب موسیٰ و اوراد کتابوں اور صحیفوں اور وحی  
 اور الہام سے نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور روشن سے چھٹا حصہ نکال دیا  
 اپنے پریش اور نمائش کے الغرض بیچیدہ ہزار مخلوق کو اسی شئی اب خاطر کردہ  
 اسی کا وہ نور تھا جس سے سب کائنات مرتب ہوئی اور عقلی نقلی دونوں قاعدوں سے  
 غور کرو تو بیچیدہ ہزار مخلوق کام کر رہی ہے اور اس نور سے آتش اور آتش ہے  
 ہوا اور ہوا سے پانی اور پانی سے خاک نکالی یعنی نور لطیف تر اور اس نور کا میل  
 آتش اور آتش کا میل ہوا اور ہوا کا میل پانی اور پانی کا میل خاک۔ ہے کہ اسی  
 خاک سے قالب آدم تعمیر ہوا اور پہر وہ نور پاک اُس میں داخل ہوا تو نور پاک سے  
 پانچواں درجہ خاک کا سفلی ہوا اور یہی مقامات خمسہ عروج کے ہیں یعنی نور لطیف  
 مقام حیرت آتش لاہوت مقام معرفت باد حیرت مقام حقیقت اب لکھو یہ مقامات  
 طریقت خاک ناسوت مقام شریعت ہے اور نور نفس لائونہ و لامحدود ہے  
 ذات رب اور نور نفس مطمئنہ روح حیوانی یہی ظہور کثرت ذات اور باد نفس واجب  
 روح انسانی ہے آمینہ جمال رسول اور اب نفس ملہمہ قوت طبعی ہے فیض مرشد  
 اور خاک نفس امارہ ہے قالب مثالی انسان کا طالب نفس چنانچہ عروج اور  
 نزول کے یہی منازل ہیں چارہ استدراجی اور ایک کوئی کہ جو مقام حیرت  
 اتفاق ہے اس بات پر کسی فرقہ کو مقام دم زدن کا نہیں اور یہ بھی یاد رکھو



کہ جب صور بھونکا جائیگا اور سب شئی فنا ہوگی اور فنا سے مراد یہ ہے کہ روح  
 سب کو اپنی اپنے قالبوں سے علیحدہ ہو جائیگی تو خالی قالب انکی کون سی  
 طرف قرار پا دیں گے اگر یہ سمجھتے ہو کہ یہ قدرت سے سب نابود ہو جائیں گے نہیں نہیں  
 بیولے سب کے باقی رہیں گے جیسا کہ دخت خشک ہو کر سوکھی لکڑی ہوا اُس لکڑی کو  
 جلایا تو کوٹا ہوا پھر کوٹا جلایا تو راکھ ہوئی جب راکھ کو بچایا تو نمک ہوا جب نمک کو  
 جلایا تو اُسکا دیوان نکلا اسیکا نام بیولہ ہی غرض وہ دیوان طرف اپنے کرۂ مار کے  
 جا کر لٹکیا پھر اور کرۂ مار تعلق نور کے ہے اور نور وہی جو تھا حصہ سابق جو نکلا  
 ہوا ذات پاک سے تھا پس اپنی اصلی کی طرف رجوع کر گیا غور کرو کہ اسی کا نام  
 وصل ہے اور وہ ایک عالم عدم ہے کہ جہاں تحلیل ہوتا ہے تو یوں سمجھو کہ خود فنا  
 ہو کر انکی لقائیں شریک ہوا اب وہی وحدت الوجود کا مسئلہ صادق آیا اب  
 بجز حیثیت حیرت کے عدم کی کیفیت عدم کی مابیت عدم کی قدرت عدم کی دید  
 عدم کا اثر بیان نہیں ہو سکتا کہ کچھ کہ سکون اور جبکہ طالب نے اُس مقام کو دیکھا  
 اور اُس نمک پہونچا تو عقل سلب ہو گئی اور انکی ذات شد رگم ہو گئی اور اُس  
 گمشدگی سے مراد برقرار تصور سے فنائے ذات خود ہے پس فصل کیسا بھی ہو  
 اس حالت میں ادب کے سبب میں وہ بات نہیں کہہ سکتا کہ جبکہ کنا ضرور ہو  
 اگر کے تو سزاوار حد شریعت کا ہوتا ہے سوال حیات اور موات کیا چیز ہے جواب  
 دونوں صفات الہیہ کے پر تو ہیں سوال - خلقت موت اول کیا خلقت حیات  
 جواب باعتبار وجود کے موت اول ہے اور حیات بعد یعنی اول موت جہاں میں  
 پیدا ہوئی تھی بعد اُس کے حیات ارحام میں آئی اور حیات اول اس اعتبار سے ہو

عہ نامی رحمت نہ فرم  
 چارہ کوئی صلا نہ دے  
 شمع کندن ناگہ جہ  
 اشک کی شمع کی آہی اور  
 ہم کیا بعد نام ہو سہا  
 ایک بنظم رو دیں  
 قدس ہو فریب دے  
 اور نہ کیلکہ جہاں اس  
 ارادہ سے قدرت ہوا  
 ہو کہ اس کے کہ نام نہ  
 ماب نیکی غنی  
 ہوا کہ جب یہ بات  
 ہوا غامد اس کو  
 موت کی کیا معلوم  
 انہم نام رہا



کہ عدم سے پائون بیچ ایوان مشہور کر لیا وہ ستار سپہ اور باعتبار اس ناس نامہ کے  
 بعد حیات کے اسکو موت آئی تو بعد موت تھی کہ اس قفس غنصری کو چھوڑا عالم بقا کو  
 گئے اور یہ وجود اسکا کالعدم ہو گیا اور یہ حیات ابدی اپنے سچی موت نہیں رکھتی  
 اس بحث سے یہ تحقیق ہوتا ہے کہ یہ حیات ستار اس جہان سے بیچ دو  
 عدم کے واقع ہے تصدیق یہ ہوتا ہے کہ ابتدا سے عدم اور انتہا سے عدم  
 خانی ہے اور عدم کی نظریوں پر  اگر حاد کے اوپر نقطہ ہے تو خدا ہے اور  
 اگر وہ نقطہ حاد کے نیچے ہے تو آدم ہی یعنی خدا ہے اور بعد ان اس کے یہ شعر  
 محقق کا ہوشعر فی الحقیقت دگرے نیست خدائیم ہمہ ؛ لیکن از گردش یک نقطہ  
 جدائیم ہمہ ؛ اور اگر نقطہ نہ اوپر اور نہ نیچے ہے تو یہی حاد حجاب حیات کا ہو غرض کہ  
 حاد کے نقطہ اوپر ہونے سے خدا اکملایا اور حاد کے نقطہ نیچے ہونے سے بنام  
 نناد آدم جدا اکملایا اور حاد کے بے نقطہ خود ہے خود وحدت الوجود ہر دوسرا  
 کوئی نہیں سمجھو کہ اول عدم سے آنا اور ثانی عدم میں جانا اور چند سے قبل آسمانیز  
 ستار قیام کرنا ہے مفصل ذکر اسکا مثلاً بحث وخت عشق میں آگے لکھا گیا ہے  
 ملاحظہ کرنا مثال دوسری یہ کہ ۲۸ حروف ابجد کے شروع الف سواغیر اور  
 بازگشت میں ۲۷ حروف عین سے الف میں تحلیل ہوتے ہیں مثال تیسری  
 جیسا ایک عدد سے نو تک بازگشت میں آئوں عدد ایک عدد میں تحلیل ہوتی  
 ہیں جو تھی جیسا کہ ہفتہ وار روز تو اول روز اتوار ہے تو روز شنبہ فی جہا بازگشت  
 تو ساتھ اس کے سب دن اتوار میں تحلیل ہو گئے غرض کہ مرکز اول پر نظر سب کی ہو  
 یہ چار دن مثال شاہ خبر لاہی خبری کے ہیں نقشہ اس کا یہ ملاحظہ ہو۔

علامہ ذوالقادر اسحاق دہلوی نے کہا کہ عدم اسکو سیرت ہے اسکو سیرت ہے



کہ جو نقطہ درمیان کا ہے، اسی کو اثبات ہے اور اسی سے ربط و  
 ربط ہے۔ چنانچہ اس کے اور رب خطوط بازنشست سے اسی نقطہ میں تحلیل ہونگے کہ وہی  
 مرکز ابدی ہے پس تصور کر۔ وہی نقطہ عدم ہے اور وہی وحدت ذات عدم  
 کی ہو کہ جسکی یہ سب کثرت عالم ظہور میں ہو اور لا بد ہو کہ یہ کثرت بازنشست میں اسی  
 نقطہ وحدت میں تحلیل ہوگی کہ یہاں سجدہ ہزار مخلوق میں اور وہاں واحد  
 ہو سوائے اُسکے کوئی دوسرا مبدار پایا نہ گیا کہ سوائے اُسکے دوسری طرف  
 بازنشست ہوتی اس بات کو سوائے کاملوں اہل ول و حید کمال کے کسی  
 دوسرے کو نہیں معلوم اور اس موقع پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
 ابیات نقطہ جنبش کرد و خط آمد و یزید کیا۔ جسم نقطہ را آن خط نہ دیدہ از وجود  
 خط چو نقطہ یافتی بہ صاف گشتی چو بگو بگذاشتی <sup>نقطہ</sup> یعنی النقطۃ فی الخط الخط فی <sup>نقطہ</sup>  
 یعنی اُسکے انجز فی اکل اکل فی انجز اور بعض مکمل کا کلام ہے۔ کہ حیات کا  
 نام نفی ہے اور عدم کا نام اثبات ہے مثال اُسکی وہی خبر لا تجری جو نقطہ عدم  
 کا ہو کہ جو حقیقی القیوم ہے اور وہی سجدہ ہزار مخلوق میں موجود اور دوسرے سب  
 اُسکے لباس میں نہ اُسکی ابتدا ہے اور نہ انتہا ہے اُسی پر اطلاق نیز لگایا  
 کہ جسکے شرح سے قلم اور زبان و دونوں قاصر ہیں۔ اب عالم ظہور میں اُس  
 نیز لگی۔ کہ فعل کی حقیقت سینے کے فنا سے اصلی اور فنا کے مثالی دو ہیں  
 چنانچہ اعلیٰ من اللہ ہے اور مثالی بارادہ ذات ہے اس طرح ہے کہ اگر انسان  
 حیات مستغار میں ساتھ علاقہ دنیا کے غافل رہ کر مریا نتیجہ اُسکا بنیوہ اور  
 سبے کیست ہو یہ من اللہ ہے اگر انسان نے زندہ رہ کر علاقہ دنیا کو ترک کیا

کہ جسے جو عشق خدا میں فنا کر دیا کہ وہ دنیا پر رہا نہ رہا۔ اور اس میں فنا ہو کر  
 فنا ہو گیا۔ اور اسے ہوا کیا چھوٹا کہ خود ماحول سے جدا ہو گیا۔ اور تالیف سے جدا ہو گیا۔  
 اور اس میں رہا نہ رہا۔ اور اسے ہوا کیا چھوٹا کہ خود ماحول سے جدا ہو گیا۔ اور تالیف سے جدا ہو گیا۔  
 سبنا دونوں حالت ساوئی ہو گیا۔ وہ تو عشق حقیقی ہے۔ چشتی مجازی کا عقل  
 سن کہ جب تیس کو جوش بخون ہوا۔ آنگو تصور میں لپٹے کر عداوتہ دنیا کو ترک کیا  
 اور تصور سے عداوت خیال بخت سے لپٹے کو اپنے دل میں جمالیا صحت کہ سراپا لپٹا  
 گوشہ دل میں قائم ہو گیا۔ اسی دم میں ایک مدت میں آئینہ بن گیا۔ ہرگز نہ  
 بیٹھا اسی حالت میں ایک روز بے سامنے مجنون کے آکر بھڑی ہو گیا۔ اور کہا  
 کہ اے مجنون میں نیلے آئی ہوں اس آواز کو کہہ سکتے ہیں۔ انھیں کھولیں جواب  
 دیا کہ انا لیلے وانا مجنون لپٹے کہاں ہے لپٹے میرا خودی مجنون ہوں اور خودی  
 لیلی ہوں۔ تو جاے لحاظ ہے کہ جب عشق مجازی کی یہ تاثیر ہو تو عشق حقیقی کو  
 بقدر زور اور تلاش اور تاثیر ہو کر ازلانہ عقل پر تو دیکھ لے اور نہیں ہو کر  
 اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَحَيٍّ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَيٍّ اور یہ یعنی میں قریب ہوں  
 رگ جان سے اور پھر فرمایا اللہ نے کَحَيٍّ مِنْ نَبِيٍّ مِنْ رُوحِي یعنی جو  
 بچے اُنکے روح اپنی روح سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَيُّهَا كُوْلُوْا وَشَبَبُوْا  
 یعنی جب ہر پھر دم اور صورت زندگی ہے وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مُّخِيطٌ  
 حقیقی اللہ تعالیٰ ہر شے پر گہرا کیا ہوا ہے وَاللّٰهُ كُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالدُّنْيَا وَاللّٰهُ  
 نور ہے آسمانوں اور زمین کا وَمَا اَمْسٰتْ اَقْرَبُ كَيْتْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ رَءٰی نَبِيَّكَ تَوَّابًا  
 جس وقت کہ چھٹا تیر لکھن اللہ تعالیٰ نے چھٹا دس پلٹن لکھ ایتنا فی المافات دینے

انفسهم حتى تبين لهم انه الحق ثم اقبلوا هم ولكن الله قتلهم وهو  
 معكم انما كنتم بوجوه اقرب اليه منكم ثم تبينون ۝ ۱۵  
 بتلاوتہ کے ہم نشانیاں اپنی زمین کی اور ذاتوں انہی کی ہاں تک ظاہر ہوا ان کو  
 حق قتل کیا تھے انکو مگر اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ساتھ تھاری ہی جہاں تم ہوا اور  
 ہم قریب بین طرف انکے تھارے سے لیکن تم نہیں دیکھتے ہوا اور یہ حدیث  
 قدسی ہے حَلَّی اللہ اَدَمَ عَلٰی صُورَتِہِ یعنی پیدا کیا آدم کو اللہ نے اور  
 صورت اپنی کے اور جناب محمد مصطفیٰ رسول الشکین اُمید نے جمال باری تعالیٰ  
 مخبر صادق یہ فرماتے ہیں وَالَّذِي لَفَسَ مُحَمَّدٌ بَيِّنَةً لِّسَانِي قَدَسِي مُحَمَّدٌ  
 جان ہے جسکے ہاتھ میں تو اَنَّهُمْ دَلِيْمَةٌ بِجَبَلٍ اِلَى الْاَرْضِ السَّابِعَةِ الشَّكْلِي الْهَبَةِ  
 عَلٰی اللہ تَعَالٰی تَرَوْا حَلِيْمَةَ السَّلَامَةِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ  
 اَنْتَ اَمَّا اَخْلَیْسُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ اَيْسُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ وَاَنْتَ  
 الْبَاطِنُ لَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ دُوْلُ دُوْلُ الْاَوَّلِ الْاَوَّلِ الْاَوَّلِ الْاَوَّلِ  
 کی طرف اللہ کریم اللہ پر پھر ہا حضرت نے اللہ تو اول ہے نہیں آگے تیرے کوئی  
 چیز اور تو آخر ہے نہیں بعد تیرے کوئی چیز اور تو ظاہر ہے نہیں اور تیرے  
 کوئی چیز اور باطن ہے نہیں ہے نیچے تیرے کوئی چیز اور پھر یہ فرمایا اَدْنٰی  
 رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَتِہِ الْاَمْرِ دِکْھائیے رب کو اپنے اوپر صورت نوجوان کی و  
 اَدْنٰی رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَتِہِ الْاَمْرِ اور دِکْھائیے رب کو اپنے اوپر صورت کھڑے  
 اور یہ بھی فرمایا وَاَدْنٰی رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَتِہِ الْاَمْرِ دِکْھائیے رب کو اپنے اوپر  
 حالت اور یہ بھی فرمایا وَاَدْنٰی رَبِّیْ عَلٰی صُوْرَتِہِ الْاَمْرِ دِکْھائیے رب کو اپنے

اِخْتِصَامُ اَنْتَ فَمَا كُوْدِكِيَا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا رَأَيْتَ  
 شَيْئًا اِلاَّ وَرَأَيْتَ اللّٰهَ فَيُذَرِّعُ يَفْعُ نَهْنِ دِكِيَا مِيْنِ نَ كُوِيْ جِيْرُو لِكِيْنِ دِكِيَا اَسْمِيْن  
 اللّٰهُ تَعَالٰی نَرَا وَرَضَتْ عَمْرَ فَارُوْقُ فَرَاتے ہیں مَا رَأَيْتَ شَيْئًا اِلاَّ وَرَأَيْتَ اللّٰهَ مَعَهُ  
 لِيُوْذِيْ نَهْنِ دِكِيَا سِيْ جِيْرُو كُوْدِكِيَا اللّٰهُ كُوْسَا تَرَا سَكِي۔ اور حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں  
 مَا رَأَيْتَ شَيْئًا اِلاَّ وَرَأَيْتَ اللّٰهَ بَعْدَ كِيْ نَهْنِ دِكِيَا مِيْنِ نَ سِيْ جِيْرُو كُوْدِكِيَا اللّٰهُ كُو  
 بِنَا سَكِي حضرت علی رضی کرم اللہ فرماتے ہیں لَمْ اَعْبُدْ رُبًّا اِلَّا كِيْ نَهْنِ  
 عِبَادَتِ كِيْ مِيْنِ نَ رُبِّ كِيْ جَبْتَا كِيْ نَهْنِ دِكِيَا مِيْنِ اُسْكُو۔ اور حضرت قطب  
 غوث انقلا ب محسوب جانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں لَا تَسْمَعُ  
 وَلَا اَدْرِيْ وَلَا سَاكِيْنَ بِكُلِّهْمَا اِلَّا هُوَ نَهْنِ ہے آسمان نہ زمین نہ کوئی رہنے والا  
 اسمیں گروئی اللہ تعالیٰ۔ اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ  
 الْحَقُّ مَحْصُوسٌ وَتَحَلَّى مَعْقُولٌ بَلِ اللّٰهُ مَبَاقِيْ وَهُوَ مُنْتَرَقٌ بِاعْتِبَارِ الذَّاتِ  
 وَمُسْتَبْتٌ بِاسْتِبَارِ الصِّفَاتِ یعنی حق محسوس ہے اور خلق معقول بلکہ اللہ تعالیٰ مَبَاقِيْ  
 اور تمام فانی وہ مندر ہے باعتبار ذات کے اور شبہ ہے باعتبار صفات کے ہ  
 شَعْرَاتُهَا اَلْوَنُ خِيَالٌ وَهُوَ حَقٌّ فِي الْحَقِيقَةِ بِكُلِّ مَنٍ لَيْفَتُهُمْ عَدَا اَحْبَادُ  
 اَسْرَارِ الطَّبَقِ فِيْ خَبْرٍ مَبْت کہ کون خیال ہے در حقیقت وہ حق ہے جسے  
 سمجھا سبات کو یا با اسرار طریقت کو۔ اور قیصری قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں  
 اِنَّ الْمَوْجُودَاتِ بَدْوَاتِهِمْ وَوُجُودَاتِهِمْ وَكَمَا لَا تَجْعَلُ لَكُمْ مَظْهَرِ الْحَقِّ  
 وَهُوَ قَاهِرٌ فِيْهِمْ وَمَتَجَلِّ بِهِمْ وَهُوَ مَعَهُمُ اِنَّمَا كَاوُودَاتِهِمْ وَوُجُودَاتِهِمْ  
 وَلَقَاهُمْ وَجَمِيعُ مَفَاتِيْحِهِمْ بَلِ هُوَ الَّذِيْ ظَهَرَ لِهَذَا الصُّورِ كُلِّهَا فِيْ

الحق بالذات والصفات الحقيقية تحقيق موجودات ايشه ذاتوں اور صفاتوں  
اور وجودات سے تمام معبرین میں اور وہ ان میں ظاہر بھی کرتے ہیں اس کے  
اور اس کے ساتھ یہ جہان نہیں ہوں، اتنی ان کی اور بقا ان کی اور یہ بھی  
اس کے بلکہ وہی سے الہ تمام صورتوں سے وہی حق و اصلات اور بالذات  
اور سید عبد الکریم قدس سرہ جلی فرماتے ہیں وَلَوْ كُنَّا الْوُجُودُ الْأَوَّلُ  
أَحَقُّ وَالْوُجُودُ الثَّانِي أَصْحَقُّ وَلَوْ كُنَّا الْوُجُودُ الْأَوَّلُ الْوُجُودُ الثَّانِي  
الْثَّانِي أَحَقُّ وَذَلِكَ أَنَّ الْأَوَّلَ الْأَوَّلَ الْأَوَّلَ الْأَوَّلَ الْأَوَّلَ الْأَوَّلَ  
اس کے وصف ہیں اول حق اور ثانی غلق اور اس کے لیے دریافت ہیں اول حق  
دوم حدوث اور اس کے دو نام ہیں چلارب اور دوسرا عبد اور حضرت شیخ منہجی  
قدس سرہ فرماتے ہیں لَيْسَ فِي الدَّائِرَةِ خَيْرٌ كَمَا دِيَا لَيْسَ فِيهِ يَدُونَ  
جہان میں سوا اس کے رہنے والا۔ اور حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ فرماتے  
ہیں لَيْسَ فِي الْوُجُودِ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ فِيهِ بَيْعٌ وَجُودٌ كَوْنٌ مَرَّةً لَعَلَّ  
اور صاحب تحفہ المرسلہ قدس سرہ کہتے ہیں إِنَّ أَحَقَّ سُبْحَانَكَ تَعَالَى هُوَ الْوُجُودُ  
ذَلِكَ الْوُجُودُ لَيْسَ لَهُ شَكْلٌ وَلَا حَدٌّ وَلَا مَقَرٌّ وَلَا مَقَرٌّ وَلَا مَقَرٌّ وَلَا مَقَرٌّ  
أَحَدٌ وَلَا يَتَغَيَّرُ عَمَّا كَانَ مِنْ عَدَمِ الشَّكْلِ وَعَدَمِ الْحَدِّ أَلَا إِنَّ  
كَانَ وَأَنَّ الْوُجُودَ وَاحِدٌ وَلَا كِبَاسٌ مُخْتَلِفَةٌ وَمُتَعَدِّدَةٌ وَأَنَّ ذَلِكَ  
الْوُجُودَ وَحْدَهُ جَمِيعُ الْوُجُودَاتِ وَبِأَنَّهَا فَاتٍ جَمِيعِ الْكَائِنَاتِ هِيَ اللَّهُ  
لَا تَقُولُ مَعَى ذَلِكَ الْوُجُودُ وَرَجْعٌ حَقِيقُ اللَّهِ تَعَالَى وَهِيَ مَوْجُودَةٌ وَاسْطَى  
اس وجود کے کوئی شکل نہیں اور کوئی حد نہیں باوجود اس کے کہ ظاہر ہوا اور

اور تحقیق وجود واحد ہے اور لباس مختلف اور متعدد ہیں اور تحقیق یہ وجود حقیقت  
نامی موجودات کی ہے اور انکا باطن ہے اور تمامی کائنات ایک ذرہ تک اس  
خالی نہیں ہے۔ اور مولانا جامی فرماتے ہیں ہر ممکن نشکنا سہم پاکشیدہ است  
واجب بجلوہ گاہیان نامادہ گام : و حیرتم کہ این ہم نقش ظهور کیت : بر لوح صور  
آدم مشہور خاص عام : اور مولانا مولوی جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : ہر ستر ذرہ

ہر خطہ بشکل آن بخیار برآمد دل نہ دناش  
کہ توح شد و کرد جان بدعا غرق خود ز کشتی  
یوسف شد و از مصر فرستاد قیصر آج چاہد عالم  
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا از بطن  
خود کوزہ و خود کوزہ خود گل کوزہ خود در سبزه  
خود گشت صراحی می و ماغ و ساقی خود زرم زین  
آنی نی کہ بین بود کہ میگفت انا کحتی در صورت  
این جملہ امین بود کہ می آمد و میرفت ہر وقت  
رومی سخن گفت و گفت است مگوید کس نہ علم

ہر دم لباس گران یار برآمد کہ یہ جوان  
کہ گشت قلیل و دینار برآمد گلزار از ان  
در دیدہ یعقوبی انوار برآمد تا دیدہ عیان  
موسیٰ شد و جویندہ انوار برآمد ہر روز و ان  
خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد لبشک می  
خوردان خوشترست بازار برآمد شور و ج  
منصورہ آن بود کہ بردار برآمد نادان گما  
تا عاقبت آن شکل عرب را برآمد دارا چا  
کا فر شود انکس کہ بالکار برآمد مرد و دوجا

### اور مولانا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں

دور میان بارگاہ اکت است :  
ذات پاکش ز جونی و چند سے  
در کین و مکان چہ فوق و چہ تحت  
و حد تکش نہ کثرش طار سے

بیش ازین بے نبودہ اند کہ بہت  
ہستی سادہ از نشانند سے  
و حدت سلفج است و ہستی بخت  
دو ہر ساری از ہمہ عار سے

|                                  |                                   |
|----------------------------------|-----------------------------------|
| از حد و تعلقات برو ن ب ب ب       | وز قیود تعینہ مصیہ ون ب ب ب       |
| نه بدم قیود صید شده ب ب ب        | نه با طلاق نیز قید شده ب ب ب      |
| هم مقید خود است و هم مطلق ب ب ب  | که ز باطل نمود گاه ز حق ب ب ب     |
| قید او ساز و ار با اطلاق ب ب ب   | زهرش آمیزگار با تزیان ب ب ب       |
| اوست مغر جهان جهان همه اوست      | خود چه مغر و چه پوست خود همه اوست |
| بود کل جهان در دستور ب ب ب       | کرده در گل بذات خویش ظهور ب ب ب   |
| گل درو عین اوست او در گل ب ب ب   | عین گل همچو آب اندر گل ب ب ب      |
| آب در گل گلست و گل در آب ب ب ب   | آب و گل این دقیقه را دریاب ب ب ب  |
| همسایه و هم نشین و بهره همه اوست | در دل گدا و اطلش همه اوست ب ب ب   |
| در انجمن فسق و نهان خانه جمع     | بالله همه اوست ثم بالله همه اوست  |

اورسید محمد حسینی گیسو در اندیشه فراترین غزل

|                                     |                                     |
|-------------------------------------|-------------------------------------|
| ای ز نور آفرینش شد مصور در جهان     | عقل حیران زین لعب فهم ابر در جهان   |
| هر چه در عالم عیانست این زهر کائنات | از انقباب رویتو هر یک منور در جهان  |
| آفتاب و ماه تاب در هم زمین و آسمان  | با ستاره نور تو فرمود در جهان       |
| که بلای میشود این نود تو اندر طلوع  | که بغیرت در سفر شد مدد انور در جهان |
| گاه کردی صبح صادق گاه کردی وقت شام  | که شب تاریک کردی که مقرر در جهان    |
| گاه کردی چرخ گردان گاه کردی برج     | گاه کردی روز روشن که مغیر در جهان   |
| که نمائی رنگ اسود که لپی رنگ سفید   | که سفیدی که سیاهی گاه احمد در جهان  |
| گاه گندم گون نمائی که ملاحت ترنگ    | که نمائی سبز گونش گاه اصغر در جهان  |



گاه خاندگاه مهان گاه صحرگاه کوه  
 که زمین که سمائی که میان این و آن  
 گاه بتری گاه بحری گاه باشی بین  
 که خلایق که ملائک گاه عقل گاه فهم  
 گاه آدم گاه عا گاه شیطان گاه دیو  
 که محمد گاه عمر و گاه عثمان که حلقه  
 از مفصل در گذر یک سخن کوتاه کن  
 ای خدا چون توئی غم و شادی  
 هم تو لیل و هم تو مجونی  
 یاری دارم که جسم و جان صورت است  
 آفتاب و در هزاران آگینه تابنده  
 جمله یک نواست لیکن رنگها مختلف  
 چشم دارم همه پراز صورت دوست  
 از دوست و دیده فرق کردن نگویت  
 منی و توئی چون کی شود  
 چشم من این روی ما را بین  
 هیچ میدانی که هستی منی یا کیست  
 اینکه می بیند بصیر است اینکه می شود  
 هر نقش که بر تخته هستی پیدا است

گاه دهنان گاه شهنه گاه سر و جهان  
 گاه بنجی که تو شجری که شمس در جهان  
 گاه گوهر گاه دریا بحر اخضر در جهان  
 گاه روحی گاه بشری جمله بر در جهان  
 گاه گریان گاه شادان گاه غم بر جهان  
 که نمائی همچو آن صدیق اکبر در جهان  
 هر چه بینی در دو عالم دوست اظهر در جهان  
 نهتمت را به ما چه نهیادی  
 هم تو شیرین و هم تو فزادی  
 چه جسم و چه جان بلکه جهان صورت است  
 پس بزرگ هر یک نمائی عیان انداخته  
 اختلاف این و آن را در بیان انداخته  
 بادیده مرا خوش است چون دوست دوست  
 یا دوست بجا دیده و یا خود دوست  
 همه این و آن جمله یک و مشو  
 که در هر دو بهیمنم بالیقین  
 دولت در باب نیکو هستی یا نیستی  
 که بیدارند علیم است پس گو تو کیستی  
 آن صورت انگس است لیکن اقتضای هستی

در این کتب و کتابها و این کتب و کتابها

دریا کهن چو بر زینر سوخته و  
این سخن دادم اسکنی که تو سنی  
بیرون ز تو خجست آنچه در عالم هستم  
خوش خوانند و در حقیقت دریا است  
زین آئینه جمال شاهی که تو سنی  
در خود بطلب هر آنچه خواهی که تو سنی

پس حضرت صوفی سر مقدس فرمایند:

اے جلوه گر نهان عیان شو بر آ  
خواهم که در آغوش کنارت گیرم  
شهر شدی بدلربائی همه جا  
شاید این طور تو ام ای جانان  
کردی تو عسلم به دلربائی خود را  
این دیده که میناست تماشا تست  
چون منظره نظر ما و را بنگر  
کیدم ز کسی جدا نیایی هرگز  
تو که کردم چارهای جمل از ما و خویش  
گر تو می خواهی چنین هم شو جدا از ما و خویش  
یا ترک تعلق نفسی یا ریشو  
یا چشم کنی باز بهم باز نسو

در فکر بختیم که هستی تو کجا  
بپند تو در پرده منبائی خود را  
بمثیل شدی در آشنائی همه جا  
خود را نه غائی و نه منبائی همه جا  
هم در فن مهر آشنائی خود را  
هر لحظه بعد رنگ نمانی خود را  
چون چشم دنگ جدا و یک جا بنگر  
ماندگی و بوبست بهر جا بنگر  
نوحی را دیده ام از زیر تابان خویش  
تا به بینی منظر حق جمله سر تا پا خویش  
زین بار گران دمی سبک بار بشو  
ای بیخبر از خویش خبر دار بشو

مغزلی رحمت الله علیه فرمایند:

یا دهر ساعته آید بسیار دیگر  
کسوت دیگر پوشد جلوه دیگر کند  
تا بود حسن و جمالش را خریدار دیگر  
منظر دیگر نماید بهر اظهار دیگر

|  |   |  |
|--|---|--|
|  | مولانا عبدالرحمن علیہ الرحمہ فرنگین زبانی   |  |
| گر طالب شریک و گر کاسب خیر<br>از روی تعین ہم نہ غیر اندن عین   | گر صاحب خانقاد و گر راهب دیر<br>و زروے حقیقت ہمہ عین اندن غیر   |  |
|  | سید ناصر علی شاہ رحمت اللہ علیہ فرامین تخلص شاعر رباعیات  |  |
| <p>اللہ محمد شدہ آمد اینجا<br/>شاعر بنظر ہرچہ در آید بیشک<br/>ہمدم بہ بقا باش و فنا را در یاب<br/>غافل توجہ از وجود ہستی ہستی<br/>این جملہ وجودی و شہودی بدو سو<br/>از دار مرا چہ خوف باشد بچہ جان<br/>اللہ شوم چو خواب گرد و طاری<br/>در خلوت دہزم شاہی جز من نیست<br/>ای شان توحیران کندم از ہر شان<br/>چہ جسم و چہ جان ہر دو چہان بیشک مریب<br/>ای حسن خلقی چہ بے نیاز آمدہ<br/>از وحدت خود نمودہ رود در کثرت</p> | <p>از نور رخس کرد چہان را پدید<br/>انظار وجود او ست حسن یکتا<br/>در راز بقا عین بقا را در یاب<br/>آدم شدہ در عدم خدا را در یاب<br/>گوید ہمہ را دیکے و دیگر ہمہ نند<br/>منصورم انا نہ گویم الا حق ہو<br/>واللہ محمد دم دم بیداری<br/>در روز رسول و شب جناب باری<br/>عالم ہمہ جسم و تو دور و سچو جان<br/>باشد بوجود نبود غیر تو آن<br/>خود عاشق خود با تمیاز آمدہ<br/>آدم شدہ خود کاشف راز آمدہ</p> |  |
|  | یوسف شاہ صاحب طبعانی رحمۃ اللہ علیہ کہ یہ دوستیں صحیح نہیں  |  |
| <p>خوجہ ہر شب فغان و غوغا کن<br/>برائے دیدن او قلب را مصفا کن</p>  | <p>مہر سر پہے ہماش تلاش بھیا کن<br/>مثال آئینہ غافل تو چشم دل حا کن</p>   |  |

|   |   |
|---|---|
| جمال دست بہر شش جہت شاگن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن              |   |
| کہ تانہ ہو تجھے پہر احتیاج عینک کی<br>ہر ایک جانتی ہے حضرت باری         | جو شوق دیدہ ہو چھکو تو جام عشق کو پی<br>نہ جا حرم کو نہ کر ذکر قلبی دستری     |
| جمال دست بہر شش جہت شاگن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن              |   |
| اُسی کا عکس ہے آئین بعد کرشمہ و لا<br>تیرے ہی پیش نظر باب گنج مخفی باز  | یہ کائنات ہوا آئینہ ہو وہ آئینہ ساز<br>رہا نہیں کسی صورت سر دیکھ یہ نہان ساز  |
| جمال دست بہر شش جہت شاگن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن              |   |
| وہ ایک ذات ہے موجود باہر اوصاف<br>وہ آپ ہی آپ ہے محمود قبلہ حاجات       | میں کس کو نفی کروں اور کس کو اب اثبات<br>اشارہ کرتے ہیں یوں لال صوفیہ کا      |
| جمال دست بہر شش جہت شاگن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن              |   |
| منوذبہ سے پہری ظہور تار و پود<br>سمجھ تو یا نہ سمجھ ہو وہ ذات یوں موجود | ہوئی ہر دانہ سے منوذبہ کے پہلے دیکھ فود<br>وہ تار و پود ہے دستار و سپین کا جو |
| جمال دست بہر شش جہت شاگن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن              |   |
| ای ہر شاخ دی برگ اور وہی ہر شجر   | وہی ہر تخم دی پھول اور وہی ہر شجر   |

|   |  |
|---|--|
| جودیکے رنگ حقیقت کو تو بزرگ دگر   | تجھے تمام ہمہ اوست یزیدیں بچ نظر   |
|   | جمال دست بہر شش جہت کشاکن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیداکن               |
| وہ لامکان ہو اگرچہ یہ ارکے سین کان<br>کوہوں ہوں مسئلہ دھرت الوجود بیان      | ظہور جلوہ معبود جا بجا ہے عیان<br>اُس ایک لائے سرتو دیکھہ خرم دجہان      |
|   | جمال دست بہر شش جہت کشاکن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیداکن               |
| کمین وہ شمع شبستان ہو اور کسیر گل<br>بہا نہیں اسکی ہو نیز گلیوں کا بریا نعل | کمین تنگہ ہو وہ اور کمین ہو وہ بل<br>ہر ایک جزو دین دیکھا ہو چنگ نظر گل  |
|   | جمال دست بہر شش جہت کشاکن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیداکن               |
| جدا ہوا ہے قطرہ نہ موج اور گرداب<br>خدا کیواسطے کہ دور دریا سے عجاب         | بزرگ قطرہ گرداب موج خود ہوا آب<br>شتاب دیدہ بینا کو کہول شکل حباب        |
|   | جمال دست بہر شش جہت کشاکن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیداکن               |
| محیط یون ہو وہ ہر شئی میں داور و عاف<br>وہ تحت فوق ہوا وہ وہی ہر بین فی آ   | کہ جسے نقطہ سے ہو گرد حلقہ پر کار<br>نہ کر تو دلمین پس پیش ہو کمین بیدار |
|   | جمال دست بہر شش جہت کشاکن<br>خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیداکن               |

جب سو آدم میں ہوا خانہ نشین نور قدم وہ دم کشاکش میں ہوا بین وجود اور عدم  
جبکہ دم کو ہوا ظاہر کر ہی ہو جس دم مضطرب ہو کے لگاڑ بنے یہ مصرع ہر دم

یاد خانہ دین گرد جہان میگرم  
آب کو زہ دین تشہ دمان میگرم

شیخ خانو س کے پردہ میں ہی دیکھو ظاہر ایساں جلوہ دکھاتی ہی وہ اندر باہر  
جبکہ پروانہ ہوا راز سے اس کے ماحر بیقراری ہو گیا دیکھو تماشا اگر

یاد خانہ دین گرد جہان میگرم  
آب کو زہ دین تشہ دمان میگرم

یار کو دیکھتی بہتی ہی نظر جو ہر جا پر کہیں اسکا فضا ہی نہیں ملتا پتا  
آئینہ اس کے مقابل میں کہیں آجو گیا عکس کے ہوتی ہی دو چار گلی کہنے

یاد خانہ دین گرد جہان میگرم  
آب کو زہ دین تشہ دمان میگرم

ماہی تشہ جو دیا میں پہرے ہی مضطرب ڈو ہونڈ ہتی پانی کو اور بچکے ہر وہ اندر  
بونہ باقی ہے وہ جب پانچے اوپر اگر ڈوب جاتی ہی پس اس غم سے یہ مطلع لکھ

یاد خانہ دین گرد جہان میگرم  
آب کو زہ دین تشہ دمان میگرم

فقیہے خورشید کی غواہش میں آج جا بجا پر نظر میں وہ کیے بھی نہیں آتے ہیں  
روزن خانہ سے جوت شمع پانی میں خود چکے ہیں زبانہ سخن لائے ہیں

یاد خانہ دین گرد جہان میگرم

|   |  |  |
|---|--|--|
|   | آب در کوزه و من نشسته دہان میگردد  |  |
| تو خدا خود ہی خود آؤاؤ کے پردہ کو نکال<br>ایسے اپنی زبان پر ہوا سے یوسف یہ مقال   | ایک دن پیر طریقت نے کہا مجھ سے یہ حال<br>جب خود آیا تو خدا سے ہوا در پردہ وصال   |  |
|   | یا دروغ خانہ و من گرد جان میگردد<br>آب در کوزه و من نشسته دہان میگردد  |  |
| مجموعہ فقیر کے مہربان عیسیٰ و دوران حکیم غلام دستگیر روشن نے بی بی و من شاعر علی کامل وہ فرمایا<br>زمین و آسمان کو تو مسکان اللہ ہی اللہ ہی<br>بیان اللہ ہی اللہ ہی و مان اللہ ہی اللہ ہی<br>ملکین اللہ ہی اللہ ہی مسکان اللہ ہی اللہ ہی<br>خودی چھوڑی تو دیکھا سچاں اللہ ہی اللہ ہی<br>بہار اللہ ہی اللہ ہی خزان اللہ ہی اللہ ہی<br>جو پوچھی کوئی تو کہہ دے کہ ان اللہ ہی اللہ ہی<br>عیان اللہ ہی اللہ ہی نہان اللہ ہی اللہ ہی | فنا ہو کر جو دیکھا سب جہان اللہ ہی اللہ ہی<br>حرم اور دیز میں کیا ہی جو دیکھو چشم حق بین<br>تو تم اعتباری ہو ہی ہو بے ہی ہر ب<br>دوئی چھوڑی تو پایا ایک ہی سار زمانہ کو<br>عجبش ہی شادی و غم ملیو نیز گئے گل پر<br>ہوا ہی یہ ہوا ظاہر ہوا بالطن کے معنی<br>نصو رکہ غلام دستگیر انگوٹھ میں احمد |  |
| حضرت شمس الحق تبریز پیر طریقت مولانا روم کے فرماتے ہیں : غزل :  |  |  |
| حسبہ لا الہ الا ہو<br>برور لا الہ الا ہو<br>خلعت لا الہ الا ہو<br>ذکر شان لا الہ الا ہو<br>صفقت لا الہ الا ہو   |  | لا الہ الا شرک لہ<br>حاشا جان و دل نثار کنند<br>مصطفیٰ یافت در شب معراج<br>موفیان گر بہشت میطلبند<br>باغبان قدیم لم یزل لی |

|                                   |  |
|-----------------------------------|--|
| طوق لعت نکلند برالمیس :           | خیرش لا الہ الا ہو :                   |
| سوشان راغیم شد روزی               | برکش لا الہ الا ہو :                   |
| خوش درخیت در میان جان             | میوداش لا الہ الا ہو :                 |
| شمس تبریز گر خدا طلبے             | خوش بخوان لا الہ الا ہو :              |
| لال جی پریم ہنس دوہرا کہتے ہیں    | دوہرا                                  |
| سیرت سیرت ای سبھی ساگر نیچ کی ہرا | بوند جو پڑی سمند میں سو کیسے سیرا جائے |
| جے کشن پریم ہنس دوہرا کہتے ہیں    | دوہرا                                  |
| جب ہم تم تھے جوت سرور             | ہمرا تمہرا ایک ہی روپ                  |
| جب ہم بے کایا باسا                | تم بے ٹاکر ہم بے داسا                  |
| دینا ناتھ پریم ہنس دوہرا کہتے ہیں | دوہرا                                  |
| نیک بیوہ ہر سبھی سرور ملی جلا     | جس تھے دس بچے اب کچھ کنو جلا           |
| نام داس پریم ہنس دوہرا کہتے ہیں   | دوہرا                                  |
| نینان پنج بے اوتل بیواوٹ          | جملک ہووٹ ہو کر سن کی کہوٹ             |
| رگناتھ پریم ہنس دوہرا کہتے ہیں    | دوہرا                                  |
| ہردی بسکی نینن بیچ ہرائی          | سو پر رگہ کو نے نینان ڈروٹھن جلا       |
| مادو داس پریم ہنس دوہرا کہتے ہیں  | دوہرا                                  |
| ہردی نینان بسکی گئی بلا سے        | جس لون بہتیر جل لمبا سے                |
| ہر گوپال پریم ہنس دوہرا کہتے ہیں  | دوہرا                                  |
| پیشے سن بسکے پاچھو نین دور ای     | ایسے چنچل سون کچھ کہو نہ جائے          |



|  |                                    |  |
|--|------------------------------------|--|
| پرہوداس پرہنس دہرہ کتہین دہرا  |                                    |  |
| اپنے اپنے چور کو ہر کوئی ڈارے مار  | مورا چور مجھ سے تو تن من ڈاروئی    |  |
| آسا رام پرہنس دہرا کتہین دہرا  |                                    |  |
| گہری نمیان پریم کی کیوں مارا ایک   | بت بدگی ڈو بتے جو آہ ہوتی ایک      |  |
| جگہر کیشر دہرا کتہین دہرا  |                                    |  |
| ہر ہرین ہر بے ہر ہر سے انجان   | ہر چت چکی جوت ہر چت میں انجان      |  |
| اپرل کیشر دہرا کتہین دہرا  |                                    |  |
| سرکہ ہوئی کی اور نین ہی کی اوٹ   | نین ہی کی لاگ ہر نین کی چوٹ        |  |
| سکھ دیو کیشر دہرا کتہین دہرا   |                                    |  |
| جگمگ ہوت ہونا کا ہو کی اوٹ   | دیکھت اندھیری ہوت ہی سو کر شکی کوٹ |  |
| تکسی داس دہرا کتہین دہرہ   |                                    |  |
| رام رام تو بکین ٹنگا کراو چوہ  | بنا پریم ریجے نہیں تلشے نہ کشور    |  |
| تکسی داس غاری جو ہر کتہین چوہرا  |                                    |  |
| اوٹھی ہول پریم کا تنکے چے اکاس   | تن کا تن میں جالے تنکا تنکے پاس    |  |
| بہل برہم بھوچک گیان کر تکسی داس  | سن میں اپنی دہلیر دہر پیا لگاؤ اس  |  |
| چھین داس دہرا کتہین دہرا   |                                    |  |
| دیکھت دیکھت لیا دیکھ   | مٹ جائے دو گندہا رہجا ایک          |  |
| مختی نہیں ہر کہ ملائے غواہر نسبت ساکان طریقت جو مسئلہ وحدت الوجود کے<br>فائل ہیں اور آپ قائم میں اپنے تفصیل اور تکفیر کا اطلاق کر رہے ہیں اکثر کتب میں |                                    |  |

ذکر اسکا ہے تا آنکہ بمقابلہ تحریر تحقہ المرسلہ وصاحب لمعات سید عبداللطیف المودودی  
 سید شاہ محی الدین قادری نے واسطے رفع شبہات کے استفتاء سہی بہ غایت  
 التحقیق مرتب کر کے ۱۲۹۹ ہجری میں قالب طبع میں لائے ملاحظہ ہو چنانچہ مولانا  
 شاہ عبدالغفر دہلوی کہ اس زمانہ آخر میں مثل اُنکے دوسرا اب تک نہیں ہوا وہ  
 فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ اسرار سے ہر شریع اور ادیان موقوفہ اور جانتے اس  
 مسئلہ کی نہیں ہوا اور مصححانہ حدیث شریف ہر اذافر القدر فاسکو واذ ذکر الحقا  
 فاسکو واذ ذکر الخیر فاسکو۔ ویسا ہی اس مسئلہ کے باب میں بھی تصور کرنا ضرور  
 وواجبات سے کیونکہ اس مسئلہ کی سبب افتتاح باب اتحاد ہوا بحث شروع  
 ہوا اور بیان اس مسئلہ میں بیشبہات عقلیہ اور نقلیہ و متشابہات کی بہت  
 باریکی و دقت ہے اگر تفصیل منظور ہو کتاب تنبیہ المجہولین میں مطالعہ کرو کہ علمائے  
 متکلمین اور قول ادنون کے اٹھارہ صریح نہیں کرتے بلکہ سکوت کرتے ہیں  
 اور عرفاً جمہور صوفیہ اور دوسرے علمائے نامدار نے بھی مسئلہ وحدت الوجود  
 اختیار کیا ہے اور مطابق واقع کی ہر کسو اسطے کہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اور اسکا قائم ہونا  
 چنانچہ رسالہ اولۃ التوحید شیخ علی مہدی گجراتی کی شرح و مبسوط ہے اور  
 جردیہ و مشہوریہ و تکلمین یہ تیہون طائفہ کہ سبب تفایق توحید وجودی و توحید  
 اشودی واقع ہوا یہ سمجھو کہ مانند اختلاف سستی اور رافضی اور خارجی کے نہیں ہے  
 بلکہ تفصیل و تفسیر احادیث میں از جانبین ہو بلکہ مانند اختلاف مذاہب اربع ہے  
 اس طرح سے کہ قاین حنفی و شافعی و مالکی و حنبلیہ ایک دوسرے کے صواب پر  
 اتفاق نہ کرے تو تفصیل اور تفسیر کا اطلاق اسکی طرف نہیں ہو سکتا نہ ہن

ہر واحد کا اعتقاد اُسکے ذات کو نفع اور نقصان دینے والا ہو اور اولیٰ مرتبہ پر  
 کہ ایک طریقہ والے پر دوسرے طریقہ والے کو ترجیح دینا۔ مناسب نہیں ہر ایک  
 طریقہ والے کو بحال خود چھوڑنا مناسب ہے کس واسطے کہ جو ایک کوئی دوسرے کو  
 کافر کہے اگر وہ نفس الامر میں کافر نہیں ہے تو وہ کہنے والا کافر ہو گیا مشیع  
 محمدی میں یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کی طاعت کبیرہ کی نسبت کیا  
 بغیر اپنے دلیل قطعی کے حرام ہے تکفیر تو کیا ذکر وہ تھا کہ نہایت دشوار تھا  
 کہ تکفیر ادنیٰ مومن کی کفر ہے پس صوفیہ کہ جو وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ  
 اُسکے محقق ہیں اور علماء کہ کثرت و جبر کے حاکم ہیں اس صورت میں مناسب  
 حال صوفیہ وحدت ہے اور مناسب حال علماء کثرت ہے اور دعوت صوفیہ  
 بذات واحد تعلق ہے اور دعوت انبیاء کی کثرت تعلق ہے۔ ائمہ اور جاغوری  
 کہ کیسے کیسے ہزار ہا صوفیہ ولی کامل ہوئے اعلیٰ و اعلیٰ نسبت اُسکے حکم تکفیر اور  
 تفصیل کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر میں بالاسیحاب جوابات اطلاق تفصیل اور  
 تکفیر کے اس کتاب مختصر میں درج کروں تو ایک دفتر طولانی ہو جائے ایسے  
 اپنی طریقت کے عقائد سے فضول سمجھ کر خامہ کو روک لیا وضع ہو کہ شکر ہے  
 روح القدس کا ساتھ تعریف وحدت الوجود کے بدلائل عقلی و نقلی و امثال  
 وغیر ان نص قرآن و حدیث قدسی و حدیث نبوی و ادراکت مطلوبہ اقوال  
 بزرگان عارف باللہ سے ہر چند لاحد ولا تعد بہت مختصر لکھا اگر کسیکو یہیں  
 شک ہو تو واسطے تسکین کافی کے پڑاوت زبان ہما کا ملک محمد جاسی کے اور  
 شہنوی شریف زبان پھولانا مولوی جلال الدین رومی کو جو مقرر قرآن ہے اور روح البیان

زبان عربی تفسیر قرآن مجید کی اور عروس البیان اور فتوحات مکہ زبان عربی شیخ  
 محی الدین عربی سے استخراج ہوئی واور کتابین متعدد کہ موجود ہیں نکات وحدت الوجود  
 کہ اسکے مطالعہ سے مجھ کر تسکین یاب ہو جائے کہ قلب منور اسکا قید شبہ سے آزاد  
 ہو جائے پھر اعتقاد بخیرہ سے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کر کے راہ راست پر  
 آئے پاک و منزہ بن جائے بعد نعت سرور کائنات خلاصہ موجودات  
 اب ضرور ہو کہ کچھ نعت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ضمن میں۔  
 لکھوں کہ ذات آنحضرت خیر الورا کی آئینہ جمال اسی خالق مکتا کا ہو مگر خاصہ کہتا ہے  
 کہ نعت سرور کائنات کی لانا تھا ہی مجھے اس قدر قوت تحریر نہیں مگر بغیر از کچھ تحریر کیے  
 مگر یہ نہیں حدیث قدسی ہو لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اگر نہ ہوتا تو اسے نبی  
 البتہ نہ پیدا کرتا میں آسمانوں کو تو جاسے غور ہے کہ جب سبب آفرینش طبقات آسمانوں کا  
 ایسا ہوا تو ظلم کی کیا حقیقت ہو کہ جو شیخ انکی مرتبہ اعلیٰ کی کر سکے مگر وہ نظر غیور نہ  
 دوسر کی تقلید کا مقلد ہو کر تظلم کرتا ہوں بصدق اس مصرعہ کے ہاگر قبول افتدوا  
 عنو شرف غازی الدین شاہ عجمی رحمت اللہ علیہ قالب نظم میں یہ غنوی نعتیہ فرماتی ہیں

|                           |                             |
|---------------------------|-----------------------------|
| چہ ساقی ہماں خاتم انبیا   | چہ ساقی ہماں راہ وحدت نسا   |
| چہ ساقی ہماں جلوہ ذات بخت | منور ز نورش چہ فوق و چہ تحت |
| چہ ساقی ہماں عیان نور ذات | چہ ساقی کہ نخلد و بخشد حیات |
| چہ ساقی ہمہ آیت رحمت      | بستان رسانندہ نعمت          |
| چہ نعمت ہماں دولت سرمد    | چہ دولت ہماں دولت سرمد      |
| خیم جسم آدم بر دزالست     | ز تہ جرمہ جام او گشت مست    |

|                            |                           |
|----------------------------|---------------------------|
| محمد خرم بادہ وحدت است     | تن پاشش آمادہ وحدت است    |
| ز احمد جو یک میم کم ساختی  | بنام احد جملہ پرداختی     |
| چو لب آشنا شد بنام خدا     | نگوید ز بانم بجز مصطفیٰ   |
| بر جام محبت می ریختند      | وزان در جهان فتنہ انگیزند |
| از ان فتنہ افشاء اسرار شد  | از ان فتنہ منصور بردار شد |
| توئی محرم راز پنهان عشق    | زبان فہم حسن زبان دان عشق |
| ز روز ازل چون نداری مثال   | بود روح تو چون مثال محال  |
| روان کرد آفتاب اہل راز     | شہاب حقیقت بد جام مجاز    |
| شریعت ان از حقیقت جدا      | شریعت محمد حقیقت خدا      |
| نصیب کند بخودی گر خدا      | زمستی کنم سجدہ مصطفیٰ     |
| کجاست او در غور فہم ما است | سزاوار نقش زبان خدا است   |

رابعی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحب الجمال و یاسید البشر  
 سن و بہک المیر لقا نور القمر  
 لا یکن الثناء کما کان حقہ  
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر  
 اس رابعی بالا سے بلند ہی قدر معلوم ہوئی لیکن مولانا سیف اس سے زیادہ  
 مصرعہ فرماتے ہیں یہ مصرعہ خدا کے بعد تھیں تم ہو مختصر قصہ غور کرو  
 کہ تخصیص تھیں تم سے مراد عینیت کی ہو یعنی کوئی دوسرا نہیں ہو تحقیق کہ  
 غیرت نابود ہو اور سوچا چاہیے کہ آنحضرت کو نیابت شل آدم اور داؤد علیہ السلام  
 اور ملک و سلطنت سلیمان علیہ السلام اور حسن و جمال یوسف علیہ السلام کا

اور عبادت و اطاعت یونس علیہ السلام کی عنایت ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام  
 اگر لباس خلعت ملا ہمارے حضرت کو خلعت محبوبیت مطلقہ عنایت ہوا سو ہی  
 علیہ السلام اگر کوہ طور پر کلام باری تعالیٰ سنا ہمارے حضرت نے عرش برین پہ  
 جو کچھ کہنا تھا اللہ سے کہا حضرت نوح اگر شکرین شہورین ہمارے حضرت  
 شکر اور صبر دونوں میں مشکور ہیں اور جو کمال اور صفات تمام انبیاء کو علیہ السلام  
 ملے ہمارے حضرت کو وہ سب اور بہتر ان سے مجموع عنایت ہوئیں کہ شاہر امسکی  
 یہ آیت قرآن ہے اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی تمام کیا نعمتوں کو اور پر تیرے گرجو بکا اقل  
 اوصاف میں اور انبیاء ہی شریک تھے اس واسطے بظرافت و امتیاز اور اختصاص کے  
 اللہ نے جو آنحضرت کو دوسرے اوصاف عنایت کیے اُن نعمتوں میں آیت کریمہ کی  
 تفصیل مختصر یہ ہے یعنی محبوبیت مطلقہ اور برگزیدگی خاص اور دیدار خود اور ترقی  
 تکمیل و شفاعت عظمیٰ اور جہاد اور محاربہ ساتھ دشمنان کون کے اور علم وسیع  
 اور منصب اور فتویٰ اور اجتہاد اور احتساب اور کمال قرأت اور جیسا آپ  
 سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی قفائے گردن سے جانب حضرت کو نظر آتا تھا اور  
 اندھیری رات میں ایسا دیکھتے جیسا کوئی روز روشن میں دیکھتا ہے اور قوت بصارت  
 ایسی تھی کہ مسجد مدینہ منورہ کی بنا کرتے وقت کعبہ شریف کو چشم سر دیکھ سکتے تھے  
 درست فرمائی اور عقد ثریا کے جو ستارہ ہیں انکو حضرت نے تکلف و مدبرہ ظاہر  
 شمار کرتے تھے اور سماعت اس درجہ تھی کہ ایک روز دفعتاً آسمان کی طرف آنکھ  
 اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ اس وقت میرے کان میں ایک دروازہ کھلنے آسمان کی  
 آواز پہنچی قبل اسکے وہ دروازہ کبھی نہیں کھلا تھا اور اس وقت اس دروازہ سے

شتر ہزار فرشتے سورہ انفام لیکر آ رہے ہیں اور لعاب دہن میں آپ کے یہ تاثیر تھی  
 کہ جس کوٹین اور باؤلی میں لعاب ڈالا شور پانی اُنکا شیریں ہو گیا اور جگے نشین  
 لعاب ڈالا پھر تمام عمر اُسکو تشنگے معلوم نہوئی اور چہ شہ ہزار معجزہ آنحضرت کے  
 کتابوں میں لکھے گئے اور جو خاطر سے فرد گداشت ہوے وہ سوا ہوں گے اور  
 حضرت سلیمان کیلئے ایک تخت بلقیس اُٹھالایا تو کیا پمارے حضرت کیواسے  
 نکاح زینب میں خود جناب باری تعالیٰ نے زوجہ فرمایا اور آنحضرت شب مسلح  
 اُستقام پر پہنچے کہ دہان جبریل امین کا بھی گزند نہیں ہوا دلیل اُسکی یہ آیا کہ میرے  
 دلی اُفتدائی مکان قَابِ قَوْسَیْنِ کا اذنی اور یہ غور کرو ہر نبی کا زمانہ ایک ملک  
 گزر گیا مگر ہمارے نبی کی اولیٰ ہونہوت سے نوبت بیخ وقتہ زمین و آسمان میں ہے  
 اَشْهَادُ اَنْ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہ کی بیتی ہو اور دام رہیگی اور معجزہ شتی القم تو غوب سوتا  
 ہند شہور ہوتا کہ راج ہونے کا کونچہ چشم خود دیکھا اور سیر معراج اور سواری برا  
 اور سب سے پہلے قبر آچکا اٹھا اور شتر ہزار قرشنون کا جلالت میں ہونا اور عرش کے  
 داہنی جانب کرسی پر بیٹھا اور لو اے اکھڑا تھر میں رکنا اور مقام محمود پر شرف ہونا  
 اور سب سے پہلے بل صراط پر گھنٹا اور سب سے قبل دروازہ بہشت کو کھولنا اور  
 سب زُریّت آدم کی شفاعت کروانا یہ مراتب آنحضرت ہی کیواسے مخصوص ہیں  
 اور باتیں فضیلت کی بیشمار ہیں کہ حصر اُٹھا ارکان نہیں رکنا رتبہ الکا خدا یتعالیٰ  
 خوب جانتا ہے۔ مرے مہربان فلاطون زبان حکیم علامہ دستگیر آشنائی میرزا پر  
 صاحب دہل اپنے فن پر کیل مل مقام عشق میں وہ قمر امین دل میں کہ سمجھ کر کر چکا ہوتا  
 شرابے حد تک مست ہو کر حال خیر الو کر دیکھو قلم کی خبر نہیں کہ جو خود دیکھو وہاں وہاں

اسی شہادت پر جبکہ ہر عروج اپنا نزول لیتا  
ہر نغمہ وادوں جہاں لایمیں آرزو ثابت چہرہ  
صغانت کی فکر ہو کہ ہر دم غزوات کی فکر ہو بشکر  
کشاہد شہدین کے خالی جہان میں آج کی دنیا  
میں دستگیر خیرین ہو کہ ہر غریب ہونے کی معصیت

اور واجب ہو کہ منقبت خلفائے راشدین کا فوق ترتیب خلافت علی قدر مدارج  
ہر ایک کے خیر ہو مگر ان کی صراحت کو زیادہ تر طول ہونا اس مختصر میں نہوسکا چہ کم کرنا  
ضرور ہوا اس واسطے باختصار کہ گویا کوزہ میں چار دریا کو ہر ذرہ نظم سے بطور غصہ جہول  
بنامین دلایا ملاحظہ ہو۔

منہ اول خلیفہ دوم خلیفہ سوم خلیفہ چہام خلیفہ  
مطہر اول صلیق عمر عثمان حیدر  
مردم اکبر عادل عابد اطہر منصب نبوت حضرت محمد مصطفیٰ خیر البشر  
مصدق اتقی اتوی زاہد النور اور منصب ولایت علی رضی منظر مجاہد  
مصلح مصلیٰ مادی عافی بہر کہ جنکی شانین یہ حدیث نبوی ہے  
مصدق فضل اکرم اعلیٰ بہتر دیکھ دینی و دیکھ دینی و دیکھ دینی

اور اس موقع پر حضرت نظام الدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو خیر چاہے مگر اس عالم ظہور میں بعد نبیوں کے  
کوئی نے کیا خوب فرمایا کہ گھر خیر چاہے مگر اس عالم ظہور میں بعد نبیوں کے  
کوئی چاہے نہ فرزندہ را با فضولی چہ کار خیر عظمیٰ نبی اللہ اور دنیا کے



حضرت مرقی دلی اللہ ہوئے مگر وہ خاتم المرسلین ہوئے اور یہ خاتم اولیا ہوئے  
 حاجی ثناء اللہ محقق اکمل پانی پتی اپنی کتاب کاشف الاحقاق میں اس رمز کو بنام  
 ولایت کے یوں تحریر کرتے ہیں کہ وقت آدم علیہ السلام سے فیض ولایت علی مرقی  
 جاری رہا اور تاروز قیام جاری رہیگا اور کتب سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ قبل  
 مبعوث ہونے حضرت رسالت کے درجہ نبوت اور ولایت کا ساوی نہیں رہا کسوا  
 روح نبی کی بطرف حق اور بطرف خلق ہے یعنی خلق کو بنیام پہنچانا وحی ہے  
 اور روح دلی کی فقط بطرف حق ہے دوسری طرف نظر نہیں مگر وقت موقع حق کی  
 جانب سے اگلے نبی کو ہر ایک عہد کی دلی مدد کو کرتے تھے جبکہ جناب رسول اقلین کو  
 سراج ہوئی تو مبعداق اسکے اتمت علیکم تعقی ولایت بھی انا شاشریک نبوت کی گئی  
 اور اسی ولایت کا طہت خاص کلی عنایت ہوئی کہ اسی کلی کے عطا کے سبب  
 مخاطب بختاب کلی والے ہوئے کہ آنحضرت کلی والے پکارے گئے کہ شاہ  
 جسکا سورہ فرل جواب اس کلی کی حقیقت کو غور فرماؤ کہ چالیس ہزار سال پہلے  
 آدم سے فردوس اعلیٰ میں جو دنبہ کہ رنگ سیاہ اور جابا گئی اسپرثلث سفید اور  
 آگے کے پاؤں اسکے سفید اور پشانی اوسکی سفید اور چار شاخ کشادہ اور دراز  
 اور در میان شاخوں کے گھنی سفید اور رنگ آنکھوں کا سبز زمردی اور دونوں  
 آنکھیں پر وہ شکاف جیسا بہن کی آنکھوں پر ہوتا ہے پرورش پایا تھا اور وقت  
 قصد فیج حضرت اسماعیل نیچے چھری حضرت ابراہیم علی نبینا کے حضرت جبریل فی  
 اسی دنبہ کو دایا تھا اور وہ دنبہ فیج ہو گیا چنانچہ اسی دنبہ کی بانو کی پوست کی کلی  
 منقش مثل کجاوہ آستر کے حضرت سارا نے بوائی وہ کلی بعد رحلت حضرت

ابراہیم اور اسماعیل کے جبریل لیگئے تھے آنحضرت کو وہی مکی عنایت ہوئی تھی اسی  
 مکی کو مدائے صوف کستہ میں بعض کے نزدیک جو سیاہ اور بعض کے نزدیک سفید  
 اور بعض کے نزدیک سیاہ و سفید تھی قول صحیح تیسرا یہ معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت نے  
 بوقت نزول اس آیت کریمہ کے موقع مقابلہ کفر پر اسی میں اپنے اہلبیت کو انعام فرمایا  
 لَيْدُ صَبَّحْتَكَ الْمَرْحُومُ اِلَى الْبَيْتِ وَيُطَهِّرُكَ تَطْهِيرًا لِّغَيْرِ لِيَا تَحْضُرَ اور پھر مقام جب  
 غدیر میں اسی مکی کی واسطے حضرت جبریل خدا کی طرف سے حکم لائے کہ اے حبیب میرے  
 اب زمانہ ختم رسالت کا قریب ہے وہ مکی دوسرے کو جو کہ لایق اسکے ہو جو الہ کر دے  
 کہ تا انتظام نبوت آئندہ بقوت ولایت تا یوم القیام قائم رہے جو نبی انصاف امور اس  
 ہووے پس اسی روز آنحضرت ارشاد فرمایا کہ اَلْوَلَايَةُ اَفْضَلُ مِنْ النَّبُوَّةِ یعنی ولایت  
 افضل ہے نبوت سے اس حدیث شریف سے استدلال ہوتا ہے کہ سلف کی نبیوں کی  
 نبوت سے ولایت افضل تر ہے کہ جبکہ ضمن میں ذکر آئندہ کے کام نبوت کے انصراف  
 پانچواں ہے چنانچہ ایسی روایتیں متواتر ابی اسحاق بیہقی اور ہانی بن ہانی اور دار  
 قطنی نے عمر سے اور حاکم و بیہقی اور ابن عساکر و امام بغوی اور طبرانی نے سلمان  
 فارسی سے کہ ہانی وہی مکی ہے۔ درج ہیں۔ الغرض جناب رسالت مآب نے  
 موافق وحی کے دو سو روز چار ماہ سے اُسکے کر کے علی الترتیب ہر چار صحابہ کو  
 مکی جو اب کی نسبت بہت سے پوچھا تم اسکو کیا کرو گے جواب دیا کہ میں خدا  
 اطاعت کروں گا اور حکم خدا اور رسول کا پیچھا کروں گا پھر حضرت عمر رضی اللہ  
 سے پوچھا کہ اسے تم کیا کرو گے جواب دیا کہ راہ خدا میں جہاد کروں گا تاکہ قوت  
 اسلام پڑے۔ بہت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم اسکو کیا کرو گے جواب دیا کہ



مالک بن حویرث اور دلیلی نے انس بن مالکؓ اور ابن عساکر اور ابن عمرؓ اور  
ابن عباسؓ اپنی رشتہ سوار اور ابی حیان اور عبداللہ نے ابن عباس سے اور  
نے یوں شجہ کی ہو کہ وقت نماز جمعہ قریب تھا حضرت رسول مقبول منجر صادقؐ فر  
ہیلے نماز جمعہ باجماعت کثیرہ ادا کی بعد اسکے کجاوہ ہائے شتر کا مہر بنایا اور آنحضرتؐ  
اُس پر رونق افروز ہوئے اور ادا سے مد خداوند تعالیٰ کے بعد جماعت عام کثیر  
مخاطب ہو کر خطاب فرمایا کہ اَيْهَا النَّاسُ اَنَا مَدِيْتُهُ الْعِلْمَ وَعَلِيَ بَابُهَا فَسَن  
اِذَا دَا لِعِلْمٍ فَلْيَا تِ الْبَابِ اور مقام مہر سے حضرت علیؓ کو پاس اپنے بلا کر سی  
کلی کو دوش علیؓ پر ڈال دیا اور بعد اُنکے پہر فرمایا کہ مَنْ كُنْتُ مُوَلًّا فَيَحِلُّهُ مُوَلَّا  
اسوقت جب قدر حاضر تھے سب نے سنا اور سب لوگ ایک بار اُسے اور باوازنہ  
یا علیؓ سنا سنا لکھا کہ باتہ میں باتہ دیکے مصافحہ کیا پہر سب اپنے اپنے مقام پر  
واپس گئے اور حضرت علیؓ ہی اس کلی کو زیب دوش کیے ہوئے ساتھ اور  
ہمسرا ہون کے اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے اسوقت اس کلی کا بار ایسا تھا  
کہ حضرت یسینا پسینا ہو گئے جو یا لکھا کہ باتہ سوار ڈا کر رکھیں نہ اور تریچ شخص  
دودہ باتہ لگا کر زور کر کے اس کلی اُتار لیا اس سے اشارہ وہی ہی تھا کہ فلا  
تَاب کے ہمہ خلیفہ ہونگے المنقرب مدینہ طیبہ میں واپس آؤ تو جو مراتب تعلیم کے  
تمو آنحضرتؐ نے وہ سب حضرت علیؓ کو سکھائے سناے دکھائے ایک روز چھٹا  
ایک ترکی دوسرا ترکی تیسرا تین ترکی چوتھا چارٹکے پنجواں پانچ ترکی چہٹا چھ  
ترکی حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو دیئے اب اس مقام پر یہ بھی سن لینا چاہیے  
اب اس تعلیم کا اسقدر اثر پڑا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

کہ ایک شب میں سو رہی تھی خواب سے جو چونکی سر اٹھا کر دیکھا مینے کہ رسول اللہ  
 زیر آسمان کھڑے اور دونوں ہاتھ سوے آسمان کر کے فرما رہے ہیں کہ بواسطہ  
 ولایت علی کے قبول کر اسوقت اٹھ کر بوجھا مینے کہ یا حضرت ایک سی ایک بہتر  
 سابق دلی گزرے ہوئے اور آئندہ بھی گزریں گے مخصوص واسطہ علی کا کیا ضرورت  
 سنکر حضرت نے داپنے ہاتھ کی دو انگلیاں سیدھی کر کے بطور دروازہ بنا کے  
 مجھے لکھا کہ بیچ سے اس طرف آسمان کے دیکھو اسوقت دیکھا مینے کہ دروازہ  
 آسمان کا کھلا ہوا اور عرش معلیٰ سامنے ہی صاف دیکھا مینے کہ زینہ عرش پر علیؑ بیٹھا  
 اوپر جاتے ہیں اور عرش سے پہر نیچے آتے ہیں آمد و رفت مسلسل جاری ہیں  
 یہ دیکھ کر خاموش ہو رہی پھر آنحضرت اور میں دونوں زیر سقف کانیں بیٹھی حضرت  
 مجھ سے فرمایا کہ دیکھا یہ قرب دوسر کو سوا میرے حاصل نہیں ہی پھر سوائے علی کے  
 کس دوسر کا واسطہ کام آسکتا ہی غرض کہ بعد سفر آخرت آنحضرت کو علی مرتضیٰ  
 خداوند ولایت نے خلیفہ اپنے ایک دوسرے کے بعد اس تفصیل سے کیئے  
 یعنی خلیفہ اول حسن مجتبیٰ خلیفہ دوم حسین شہید کربلا خلیفہ سوم خواجه کیل ابن ابی  
 خلیفہ چہارم ادیش قرنی بن عامر قرنی خلیفہ پنجم قاسم بن ابی المقدام شریح بن یافعی  
 بن زید غسانی خلیفہ ششم حسن بصری چنانچہ انہیں چھ خلیفہ سرفیضان بہت اقلیم میں  
 اب تک جاری اور تاقیامت جاری رہیگا اور جو ہم غدیر میں چھ شخصوں کی کو دوش  
 مبارک سے اتار اتھا وہ یہی چھ خلیفہ ہونیکا اشارہ ہی اور جو چھ تلخ جناب رسول اللہ  
 نے دیئے تھے حضرت علی مرتضیٰ نے علی المرتبہ جگو جگو خلیفہ کہا انکو انکو وہ  
 دیئے وہی اجازت چھ خلیفہ کی اسمقام پر ہی صادق آئی کہ ایک ترکی حاج علی

اور دوسری تاج حسین کو اور تین ترکی تاج خواجہ کبیل کو اور چار ترکی تاج اسکا  
 قرنی کو اور پانچ ترکی تاج قاضی ابی المقام کو اور چھ ترکی تاج خواجہ حسن بصر کو  
 تقسیم کیئے اور انہیں چھ خلیفہ سر سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک منتہی ہو کر  
 امت عالیہ رسول مقبول کی بارگاہ رب العزت و فیضیاب ہوتے ہی بمصدق  
 اسکے پڑھتے تھے و ستہادت خداست اور کتاب مناصب الارواح بجا والد دوسرے  
 کتب کو کہ جامع اسکا شیخ المشائخ سمیع الحق کو فی ہر اسمین لکھا ہو کہ شیخ عبد الغفر  
 ذخیرۃ الاخبار اپنی کتاب میں شیخ قدسی لکھتے ہیں کہ پایا میں اسکو شیخ محی الذین غفر  
 کی کتاب بدۃ الیقین سے اور انہوں نے خلیفہ احتیاق محمد اسحاق مقری سے  
 اور انہوں نے روایت کی محمد بن ابی بکر سے اور انہوں نے سند گردانا اگر  
 حدیث قدسی کو عبد اللہ بن عباس کہ وہ بھائی چا زاد اور صحابی آنحضرت سے تھے  
 اور تحقیق کہ انہیں سے تفسیر قرآن مجید کی ابتدا ہو اور وہ اسطرح سے ذکر کرتے ہیں  
 کہ بالصدق یہ حدیث عشرہ سوم شہر رمضان شریف سال وفات سول التقلین  
 میں بوسالت الہام نازل ہوئی اور حضرت سرور کائنات نے آغاز ماہ شوال کو  
 کہ جمعہ تھا بعد نماز ممبر مسجد پر رونق افروز ہو کر ساتھ تمہید رجوع ولایت بذات  
 علی مرتضیٰ لبان فیض ترجان سے وعظ میں یہ فرمایا اور بعد اسکے یہ حدیث بھی  
 اسی جلسہ میں آنحضرت نے فرمائی الخلافة بعدی ثلاثون سنة بعدہ ملک  
 عضوض یعنی خلافت پیچھے میرے تین سال ہر پیچھے اسکے بادشاہ درندہ  
 ہونگے الخ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خلافت نبوت چھ مہینے ابتدا  
 عہد حسن مجتبیٰ تک قائم رہی بعد اسکے بادشاہت مطلق حکومت دنیا کی ہو گئی

تا آنکہ بعد زوال دولت عباسیہ وہ تشریح سے اور ابو خاند بخاند ہوا اس سے  
 صاف ظاہر ہوا کہ منصب نبوت حضرت کی ذات پر محمول ہوا اور منصب خلافت امام حسن پر  
 بحیات اُن کے جاتا رہا اب رہا منصب ولایت وہ خم غدیر میں تعلق علی مرتضیٰ کے  
 ہوا تھا کہ ایک سلسلہ اسکا رہا اور تار و ز قیام جاری رہیگا اور فیض باطنی ہر  
 کوئی جائز و منقول یا غیر منقول سے نہیں ہو کہ جس پر کوئی اپنا غواہ بیگانہ کسی طرح کا  
 دعویٰ کر سکتے اور شرح اسکا فیصلہ کر سکے اس بات میں جو اللہ تعالیٰ کے لئے منظور اور  
 مقبول تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا اور یہی ثابت ہوا اس قول  
 جمع تثنیہ امام ابو حنیفہ نہان رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے ہیں کہ لوکا الشہان  
 لکب الغمان یعنی اگر نہوتے دو طریقہ سنت ہر آئینہ ہلاک ہوتا نعمان اس قول  
 شریعت اور طریقت مراد ہی اور طریقت میں بیعت امام جعفر صادق سے کہتے ہیں  
 اور پہلے اسکے بیان اور حقیقت کلی میں ساتھ تمام ثنوی نعمتوں نسبت انکس  
 امامت اس سے ہوا ولایت کا ذکر ہو چکا ہے کہ خم غدیر میں وہ امانت حوالہ کی گئی علی  
 مرتضیٰ کو چہ کیا نکلتا اسکی اور قریب رحلت شریف آنحضرت کی جو حدیث تھی  
 ما من ہوی وہی وہی ہوا ایضا الذین آمنوا آمنوا النورین انزلناہما ثلثون  
 علیکم آیات و نجد انکم عن اب یوم علیکم فیروزان بعض ما من بعض انما  
 دفع لکم کہ وہی دو چیز تھیں اور یہاں آیات پر بھی اور نوران میں ہی دونوں کو خدا علیہ من ربک دونوں  
 سمیع العلیمہ ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی آیات لہم جنات  
 کہ بعض آیات پر بھی اور یہاں آیات پر بھی اور رسول اسکی آیات کو دے گا  
 النعمیمہ والذین کفروا من بعد ما آمنوا بنقضہم و ما قضاہا  
 نعمتوں اور جو کافر ہوئے بعد انکے کہ ایمان لائے تھے اور انکے کو اور انکے کو





كَأَنَّهُمْ يَأْتِي وَحُكْمُهُمْ مَعْرُوفُونَ ۚ وَرَسُولُ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ لِّمَنِ الْبَصِيرَةُ ۚ  
 اُن لوگوں کی طرح تھیں اور حکم میرے سے نہیں پھیر سکتا۔ مثال اُن لوگوں کی کہ پورا کر دین میں عہد سے تحقیق بلا دین  
 الْمُعْجِمَةُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ مُعْجِزًا وَبَشَرٌ لِّظَهْمِهِ ۚ وَإِنَّ هَٰذَا وَلِيُّ اللَّهِ مِنَ الْمُقْضِينَ ۚ  
 اگر وہ غرض تو ان میں۔ تحقیق اللہ البتہ صاحب قدرت ہے اور حجتا تو یہ کیا۔ اور تحقیق علی میری اس کا بے ہنگام دوست  
 وَأَنَا لَوَقَّيْتُهٖ حَقَّهٗ يَوْمَ الدِّينِ ۚ ثُمَّ أَنُحْنُ مِنْ ظُلُمِ الْغَائِلِينَ ۚ وَكَمْ مَنَاءَ ۚ عَلَى  
 اور تحقیق ہم اللہ پر دیکھیں کہ کونسی اس کا قائل ہے۔ نہیں ہم ظلم آپ کے سے غافل۔ اور بزرگی دی میں اس کا  
 أَهْلِكَ أَجْمَعِينَ ۚ فَإِنَّهُ وَرَدَّتْهُ لَصَائِرُهَا ۚ وَإِنَّ هَٰذَا وَلِيُّ اللَّهِ مِمَّا يُجْزَى ۚ  
 اور ہوں بڑے کے سپر۔ پس سختی وہ اور اس کا واسطی میری ہوا ہے۔ اور تحقیق میں اس کا بے ہنگام دوست

ثَلَّ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْبَيْتَ مَا أُمِنُوا فَلْيَبْتَزُوا إِلَيْنَا أَعْمَاقُ ۚ وَاسْتَجِبْ لَهُمْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ  
 کہہ دے اُن لوگوں کو کہ اگرچہ وہ کہے ایمان لا رہے تھے زینت زینتانی دنیا کی اور جہدی کام نہ سانسہ آپ کے  
 وَلَيْسَتْ لَهُمْ مَا وَعَلَّ كَوْكَبُ سَمَوَاتِهِمْ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لَهُمْ  
 اور رسول کی قوم جو وہ کہتے تھے اور رسول اس کا اور تو یہ تھے عہد کے پھر پھر کر دے تھے۔ اور تحقیق بیان کیا ہے  
 الْأَمْثَالَ لَعَلَّهُمْ يَحْتَدُونَ ۚ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ أَمْرًا إِلَيْكَ آيَاتِ بَيِّنَاتٍ

ثَالِثِينَ تَأْتِيهِمْ سَاعَةً وَمِنْ أَفْجَاءٍ لَّا يَشْعُرُونَ ۚ فَالْمُهْزَنُونَ  
 اسی رسول تحقیق اللہ پہنچے طرف تیرے نشان نیاں ظاہر  
 فِيهَا مِنْ يَتَوْفِّيهِمْ مَوْتًا وَمِنْ يَتَوَلَّاهُ مِنْ بَعْدِ لِيُظْهِرُوا ۚ فَالْمُهْزَنُونَ  
 جس کے جو شخص میرے مومن اور شخص پر جو اور لاد بھیجے تیرے پیچھے میرے کہ۔ پس تم پھیر آئے  
 أَنَّهُمْ مَعْرُضُونَ ۚ اللَّهُمَّ حُضْرُونَ ۚ فِي يَوْمٍ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ شَيْءٌ ۚ  
 تحقیق وہ منہ پھیرنے والے ہیں تحقیق وہ حاضر کی جائے۔ اس دن کہ وہ آئے ان کی جبر اور نہ وہ  
 يَوْمَ يَحْمِلُونَ ۚ إِنَّ لَٰهُ فِي بَعْثِهِمْ مَقَامًا عَيْنَهُ لَا يَحِيطُونَ ۚ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ  
 تم مجھے یاد دلاؤ کہ تحقیق وہ اسے خود متعین میں مقام ایک اس کا جادو کر دے۔ پس بالیہ ایک

رَبِّكَ وَلَكِنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۚ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ بِمَا اسْتَخْلَفَا

پروردگار تیرے اور ہموجہ کریموں کو اور تحقیق بھیجا اپنے موسیٰ اور ہارون کو ساتھ اگلے کھانڈے

فَبَعَثْنَاهُمَا فِي صُورٍ مَّجْمُوعٍ فَجَعَلْنَا مِنْهُمْ الْفِرْعَوْنَ وَالْخَنَازِيرَ لَعَنَّا

پس سرکشی کی انہوں کو دوں پس بہتر ہی پس کیا اپنے اگستہ بند اور سور اور لعنت کی

إِلَى يَوْمٍ يَبْعَثُونَ ۚ فَاصْبِرْ فَيُصْرَفُونَ ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَابَ الْحَكَمِ كَالَّذِي

اُس دن تک آتا جائیگے پس صبر کر پس فرستے صبر کریگے اور تحقیق دیا اپنے ساتھ تیرے حکم مانند ان کو

مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الرُّسُلِ ۚ وَجَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ رُحَمَاءَ لَوْلَا نَبَأُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

کہ آگے تجھے بھیجے رہے اور کیا اپنے واسطے تیرے اگستہ وحی واسطے ولایت تاکہ وہ ہر آوین

وَمَنْ يَتَوَلَّى مِنْ أَمْرِ فِي فَا فِي مَجْمُوعٍ فَلْيَتَوَلَّى مِنْهُمْ قَلِيلًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ السَّاجِدِينَ

اور جو شخص کہہ راو حکم میرے پس جو میں کہہ رہا اُدکے پر جو کچھ نہ فائدہ نہا میں نہ کفرانے کہ تہو را پس

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ فِي أَهْلِ الدِّينِ أَمْنًا مِمَّنْ هُمْ أَتَّخَذُوا ۚ وَ

اے رسول تحقیق کیا اپنے واسطے تیرے گردن میں اُن لوگوں کی کہ ایمان لا محمد پر پس اُسکو اور جو

كُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۚ إِنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ كَأَنَّا بَابُ الْبَيْتِ وَسَاحِلُ الْبَيْتِ الْأَخْرَابِ

شکر فرما رہے تحقیق علی ہدی اللہ کا گھر رہنے والے رہتیں اور صحبہ کریموں کے دیکھ میں آج

وَيَرْجِعُوا إِلَى اللَّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ ظَلَمُوا وَهُمْ لَعَنَ إِلَى يَوْمِ الْبَاسِ ۚ

اور اید کہ تہو پر پروردگار را کو کہہ کیا برابر تہو میں وہ لوگ کہ ظلم کیے گئے اور وہ عذاب میرا جانتہ ہیں

لِيَجْعَلَ الْأَخْلَافَ فِي أَهْلِ الْقُرَىٰ ۚ وَهُمْ عَلَىٰ أَهْلِ الْقُرَىٰ يَنْبَغِي مَوْنٌ ۚ أَنَا

البتہ کہ یہاں تک پہنچ گردنوں اگلی کے اور وہ اوپر اعمال اپنے کے عزامت کرتے ہیں تحقیق

لَيَسْأَلَنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ الْقُرَىٰ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ وَأَنَّهُمْ لَا يَخْلَفُونَ ۚ فَعَلَيْهِمْ

بجارت دی ہتھے ہو گئے۔ اگستہ اولاد کے بچوں کے اور جو وہ واسطے حکم ہمارے میں بھیجے ہو گئے ہیں یا ہر ایک

اور جو شخص کہہ راو حکم میرے پس جو میں کہہ رہا اُدکے پر جو کچھ نہ فائدہ نہا میں نہ کفرانے کہ تہو را پس

بجارت دی ہتھے ہو گئے۔ اگستہ اولاد کے بچوں کے اور جو وہ واسطے حکم ہمارے میں بھیجے ہو گئے ہیں یا ہر ایک

مَنْ صَلَّاتٍ وَرَحْمَةٍ أَحْيَاءُ وَأَمْوَاتًا يَوْمَ يَجْعَلُونَ ۖ وَعَلَى الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ  
مجسے دروین اور رحمت زندہ ہوں اور مردہ اس تک کہ اٹھیں گے قبروں اور اوپر ان لوگوں کے

حَالِهِمْ مِنْ بَعْدِكَ غَضَبِي إِنَّهُمْ قَوْمٌ خَاسِرِينَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ

کہ کشتی کے تھوڑے اور بڑے بچے پیر غصہ میں تھیتق وہ قوم ہری ٹوٹا یا نیوالی اور اوپر ان لوگوں کی کہ

سَلَكُوا أَسْطَلَهُمْ مِنْ بَعْدِكَ وَهُمْ فِي الْعَرَفَاتِ اصْنُفُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

چلتے ہیں راہ انکی یہ طرف سے ہر جہت اور وہ بچے مٹو گئے اس میں رہینگے اور سب تعزیرات واجب در طے اندہ کہ

الْعَالَمِينَ ۚ اُور یہ تو جو نبی واضح ہو چکا کہ ولایت بھی ایک صفت پر صفا  
باللہ الامیر

الہی سے کہ وہ رجوع ہوے اور پر ذات خاص مرتضیٰ کے کہ تصدیق اسکی محی

اور حدیث قدسی اور حدیث نبوی سے بلاریب ہو چکی اب بیٹنی کہ مناقب مرتضیٰ

میں لکھا ہو کہ فرمایا رسول اللہ نے مَثَلُ عَلِيٍّ فِي النَّاسِ كَمَثَلِ قُلُوبِ الْوَلَدِ لِحَلَاةٍ اُور اُور

مسئلہ ہمہ امت صوفیہ کرام کے نزدیک تو بیحد ہزار مخلوق لباس اسی کا ہو

تو اکثر کا قول یہ ہو کہ نام علی کا ہر لفظ با معنی یا بے معنی ظلم وغیرہ کسی زبان کے مجاز

میں ہو جو قدر دو نو جانین الفاظ مرکب میں غور ہو کہ ان سب استخراج ہو تا ہو

کہ یہ وحدت اسم بیثالی اسی صفت باری تعالیٰ سے ہو اور یہ عقدہ خواجہ اولیاء سے

کھلا اور اس قاعدے کو علم حساب یعنی کسی شاعر نے ان آیات میں نظم

کر کے بیان کیا ہو آیات علی بابی ہر لفظ معین ہر کئی شش چند اعداد و ش

بدین فن بہ بیشتر ایک بین و عشر مشروب ہر وزن پس بست بست از طرح افکن

یگانہ نمچ کن دریا زہر مشرب ہر شہود نام مبارک بر تور روشن ہر جس کی کہ دریافت

کرنا اس سب کا مشورہ اس حساب سے دیکھ لے اور اہل طریقت کو یہ غنا

خبر دہو کہ انزل سے نفل جناب ولایت آب علی مرتضیٰ کا سب پر ہو اور ناصر علی شاہ  
مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رباعی فرماتے ہیں۔  
رباعی

|  |  |
|--|--|
| چون نام علی اصدق گیر و ہندو<br>او آمدہ ماہ دین بین بمعدہ است | شک فی مسلمانی او یکسر ہو<br>از روئے جمال لا الہ الا ہو |
|--|--|

مگر بظلمات اعتقادات بعض کے اعاداً باللہ من سوء اعتقاد بس عاقل کہ اشارہ  
کافی ہے حضرت شمس الحق تبریز قدس پیرۃ فرماتے ہیں -

تا صورت پیوند جهان بود علی بود  
 هم اولی و هم آخر و هم ظاهر و باطن  
 هم آدم و هم شیث و هم ایوب هم ادیس  
 مارون ولایت که پس از موسی عمران  
 موسی و عصا و یسفا و نبوت  
 جبرئیل که آمد ز بر خالق بیچون  
 آن لحک لحنی بشنو تا که برانی  
 آن شاه سرافراز که اندر شب سحر  
 چندان که نظر کردم دیدم بحقیقت  
 آن شیر ولایت که بر اسطخ نفس  
 این کفر ناسخ که سخن کفره گفتیم  
 در هر جهان بجز ز پید او ز پنهان

نادر شاہ طوسی رحمۃ اللہ علیہ فراتے میں عیت

مظهر ذات خدا کیست بغیر از علی  
هم صفت مصطفیٰ کیست بغیر از علی

غازی الدین احمد شاه مجی حجتہ العلیہ فرمایا بن مشنوی

|                             |                            |
|-----------------------------|----------------------------|
| بیاساقی حوض کوثر بیا        | پیر از باد کن ساغر مد عا   |
| بہ من وہ کہ بر یاد حیدر کشم | با خلاص جام می در کشم      |
| بلطف کند دانشش رہبری        | بدر بس وستان پیغمبری       |
| اگر جاکند در ضمیر عسل       | کند مهرش آئینہ دل جلی      |
| ز علم ار بہ پرسی وار باب او | نبی مشعر علم او علی باب او |
| مگردان ازان می بسویم تہی    | کہ بخت بد نشہ آگہی         |
| بغوجرائم زرب جلیل           | بود ساقی حوض کوثر و کیل    |
| خدایا بروزیکہ اسید و بیم    | نمایان کند راہ خلد و جہیم  |
| مکن نا امیدم ز لطیف نبی     | بحق نبی و بہ حق علی        |

اور یہ نظمین حافظ رحمۃ اللہ علیہ شیرازی کی ۳۴ شاعری ہے ازان جملہ

انتخاب کر کے، شعر نظیر خصار کتابا کی لکھی

|                                  |                                   |
|----------------------------------|-----------------------------------|
| مقدر یکہ ز آثار صنع کرد اظہار    | سبحر و مہر وہ و سال ماہ دلیل نہار |
| بدوستی نبی و ولی اساس نہاد       | جہان دہرچہ در وہست خالق جبار      |
| اگر نہ ذات نبی و ولی بدری مقصود  | جہان بہ تم عدم رستہ ہجو اول بار   |
| نوشتبہ بردہ فردوس کاتبان قضا     | نبی رسول و ولی محمد حیدر کرا      |
| امام جہی دانسی علی بود کہ علی    | ز کس خلق فروست از صفار و کبار     |
| ز نام دوست معلق سما و کرسی و عرش | ز ذات دوست طبق زمین برین بختار    |

علی امام و علی امین و علی ایمان  
 علی عیلم و علی اعلم و علی عالی  
 علی نصیر و علی ناصر و علی منصور  
 علی عزیز و علی عزت و علی افضل  
 علیت فتح فتوح و علیت یلحاح و یج  
 علی سلیم و علی سالم و علی مسلم  
 علی صفی و علی صافی و علی صوفی  
 علی نعیم و علی ناعم و علی منعم  
 علی زبجد محمد زہرچہ بہشت بہشت  
 کہ نیست دین ہرے را بقول پاک رسول  
 نگاہ ہفتقد و ہفتاد بد کہ در شیراز

علی امین و علی سرور و علی سردار  
 علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار  
 علی منظر و غالب علی سر و سالار  
 علی لطیف و علی انور و علی انوار  
 علیت فاضل و افضل علی سر و سرور  
 علی قسیم قصور و علیت قاسم ناز  
 علی وفی و علی صفدر و علی سردار  
 علی بودا شد قاتل الکفار  
 اگر تو مومن با کی نظر دریغ دار  
 امام غیر علی بعد احمد مختار  
 تمام کرد بیک روز حافظ این اشعار

میر نہیں جان فیلسوف جان حکیم غلام دستگیر روشن دل طریقت میر کی طاعت جبرین

منظر ذات خدا شیر خدا  
 واقع رتر نہان شیر خدا  
 بادشاہ اولیا شیر خدا  
 کون ہے ہمسر علی کا دو بتا  
 فرق پر وحدت کا جسکے تاج ہر  
 اولیا جتنے ہوئے چھوٹے بڑے  
 غیر مولانا راستہ حق کا کمان

جانشین مصطفیٰ شیر خدا  
 رہنما انس و جان شیر خدا  
 ہادی شاہ و گما شیر خدا  
 لافچی الّا علی حق نے کہا  
 دوش احمد پر ہوئی سحر ج ہر  
 خاک میں مولا کی سب و پلیز کے  
 واسطہ ہر مرتضیٰ کا در بیان

|                               |                            |
|-------------------------------|----------------------------|
| ہر گھڑی فرماتے تھو یوں مصطفیٰ | ہر عبادت مرتضیٰ کا دیکھنا  |
| رائدن اہل نظر کی دید تھی      | بہید ہوا اللہ کا رو سے علی |

اور ایک کتاب میں دیکھا میں لکھا ہوا اس عبارت سے کہ بعض اہل طریقت علی مرتضیٰ را در مرتبہ فنا فی اللہ آنچنان دیدہ کہ ظہور ہر قول و فعل و ہر اصراف از ذات باریتعالی تصور یدہ اند چنانچہ صاحب کشف الغمۃ در فضائل علی کرم وجہ روایت کردہ کہ شخصے از ملا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ پرسید کہ در حق امیر المومنین علی مرتضیٰ چہ میفرمائی ملا در جواب گفت چلویم اگر تو شش میپرسی این آیت بر ذات مخلص ملول است انما امرؤ اذا ادّٰر شئنا ان یقول کہ کن فیکون و اگر رفتش می پرسی قل ہو اللہ احد و اگر ناش می پرسی ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشاہدہ ہو الرحمن الرحیم و اگر از ذاتش میپرسی یس کشف شیء عنک و ہو السمع البصیر است و این فقیر گوید کہ الحق است کہ ذات مرتضیٰ بسبب غفران بدرجہ فنا فی اللہ آنچنان مجتمع فضائل و فواضل بود کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنان قرآن و کعبہ را منسوب بخدای تعالیٰ میکرد علی را منسوب بسو حق تعالیٰ می نمود یعنی چنانکہ قرآن را کلام اللہ و کعبہ را بیت اللہ میگفت علی مرتضیٰ را اسد اللہ میفرمود و چنانکہ دیدن قرآن و کعبہ را عبادت میدانست دیدن علی را ہم عبادت می نمید چنانچہ از حدیث نبوی النظر الی المصحف عبادت و النظر الی الکعبۃ عبادۃ و النظر الی وجہ العلی عبادۃ کہ در اکثر کتب حدیث و سیر و اخبار و تفسیر معتبر مثل حدیث طبرانی و حاکم و تفسیر فتح الغزیرہ وغیرہ متواتر مبرور و ثابت و در نور الشہداء از ابن عبد البر روایت کردہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ

علاء اور مولانا جامی شہید می رہا علی را با چہ لبوی کہ در دور و دشت و دن بسو خجف و برب کہ بسو انعام است حق طاعت و تقویٰ کہ سمان سمن است

اکثر بر روی علی میدیدتا آنکه چون دس مجلس آمد س نظر از دس س بازند و اکثر  
 پانچ روز س حضرت عالیته صدیق رضی اللہ عنہما از دس سوال کرد کہ ای پدر من با  
 جیت ہر گاہ علی پیش تو می آید نظر از وی بر نمی برداری فرمود سمحت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقول النظر الی وجہ علی عبادہ اور صاحب جماع الکلم  
 یعنی سید محمد کیو دراز نوشته کہ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر دو نوع است  
 خلافت کبری و خلافت صغری یعنی خلافت کبری خلافت باطن است و خلافت  
 صغری خلافت ظاہر است و آن میان است مخلف فیہ گشتہ و امام محی السنہ بقی  
 در کتاب فضائل الصحابہ با سند خود این حدیث را مرفوعاً ذکر کردہ کہ قال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان یبظرا الی آدم فی علمہ والی نوح فی تقوی و الی  
 ابراہیم الخلیل فی حلمہ و فی روایۃ فی حکمۃ والی موسی فی ہیبتہ و الی  
 عیسی فی عبادۃ فلینظر الی علی ابن ابیطالب یعنی اگر کسی ارادہ کن کہ نظر  
 کند بسوی علی کرم اللہ وجہہ دمی جامع جمیع صفات انبیاء سابق است و  
 پس در باب طریقت بقوت قرابت و نسبت صہرت بر رسول اللہ و پرورش  
 در کنار دیت حبیب اللہ و قول در بیت اللہ و سبقت اسلام و جامعیت علوم  
 خیر الانام و بار دیگر مراتب بالا پیشوای افضل ملت خود میداند و سلسلہ مستقیم  
 تا علی رضی رسانیدہ مشرف باسلام خود میشوند اور خواجہ بزرگ حسین الدین چشتی  
 ۱۰ بیت فرماتے ہیں بیت من علی را دوست دارم خلق گوید را فضیلت :  
 پس خدا و جبریل و ہم محمد را نفسی است : اور مرادات میں روایت لای ہیں  
 کہ فرمایا رسول اللہ تو اچلی انت خیر البشر من شک فیہ لقد کفر او مختصر کیا اس



اہل کواہر طلب اس بیت کے بیت میر حسنؒ علی ونبی ہر دو نسبت ہم ہر دو تائید  
 جوان زبانِ قلمؒ شہید آغاز تالیف کتاب ہذا کہ واسطے مبتدیوں کے تعلیم  
 دانی اور ترویج کے ہدایت کافی ہو۔ اب یہ گزارش ہو کہ حسب فرمائش جناب  
 پیر و مرشد شریف باغ شریعت ضرغام میدان طریقت شہباز نشیہ حقیقت شناس  
 دریا سے معرفت مولانا ابوالفخر سید نظام الدین احمد شاہ حسنی اکسینی قادری حقیقی  
 النظامی اویسی قلندر شہرب رام فیضانم بغدادی کے خادم کترین بندہ سرافندہ  
 جعفر حسین خادم الاطہاء المعروف محبوب شاہ ترک خاکپای فقرا نے ارشاد جناب  
 ممدوح کو جو نص قرآن مجید اور حدیث قدسی اور حدیث شریف نبوی اور اقوال  
 بزرگان دین تین طریقت آئین اور راویان صادق الاخبار سے جو مطالعہ  
 کتب سے دیکھا اور کافون سے سنا بتا یاد اپنی جمع کر کے درج رسالہ ہذا کر کے  
 شیرازہ بند کیا اس میں کوئی مضمون طبع زاد اضافہ نہیں لکھا اور نہ اس پر کیا  
 بہ خلوت مجوسیانہ موسوم کیا اسید صادق ہو کہ شائقین نظر انصاف سے اس میں  
 جہان کین خطا اور نسیان پاویں بدامن اصلاح چھپاویں اور میں بڑھیا  
 بیچمدان گلچین چمنستان تصور خلوت گاہ قادریہ اور بارگاہ چشتیہ نظامیہ اور جلو گاہ  
 اویسیہ کا ہوں حضرت پیر و مرشد فی جہد مجہد تعلیم فرمایا اسی قدر سنا اور دیکھا  
 اور پایا توجہ مرشد بھی لوگی بوباس میرے دماغ میں سمائی ہی خوشبو سے  
 ہر گل کی رہبری سہت سیدی راہ عدم کی بانی زبان کو اسکی مشق کا یا نہ  
 وہاں عقل کا گذار نہیں مجملہ سمجھ لو کہ مرکز اصل کے جانب سبکی باز گشت ہے  
 ہمارے العین سے دیکھو غیر نہیں ہمارے العین ہر والا ایک نقطہ سے عین ہر جا ظاہر

مکتبہ وید و ادیکہ گزشتہ اور ہدایت نیالات پختہ پیوستہ سب سے بہت کرنا اور  
 یہ امر بحال ایام صدق اسکے کہ الامرفوق الادب و رثہ میں کہاں اور یہ جو خیر و احسان  
 ہر آن میں پیر پرتا رہوں اور یہ میت و مدد زبان ہی قانع از رسم و رواج  
 سلمان کردی بہ مرشد اگر تو گردم کہ چہ احسان کردی بہ اور یہ قطعہ تالیف  
 اس رسالہ مفید العام کی ہنگام آغاز زبان گہر فغان سب جناب افتخار آئینہ نور الیہ  
 احمد مرشد زادہ مولف فی فرمای داتقی کہ تالیف ہذا زیب کتاب اور کتاب زیست

لازم و لزوم ہوئی قطعہ

کہ در حسن معانی سبب نظیر است

کتابی طرفہ گشت است تالیف

از ان تالیف او فخر الفقیہ است

چہ فخر جملہ درویشان معنی است

تعاریف ترتیب بیعت پیر کو بمقابلہ مرید کے اسطور پر ان رسم ہو کہ پہلے پیر اس مرید  
 کہ جسے ارادہ بیعت کا کیا ہو ایام گزشتہ کے گناہوں پر صیغہ توبہ پڑھا کر پاک کردی  
 بعد اسکے مرشد اپنے پنجہ دست راست کو مرید کے انگشت نرہ دست راست کی پنجہ  
 دیکر اوپر ہاتھ اپنا اور نیچے ہاتھ مرید کا رکھے مگر اولایر فاتحہ پڑھ کر ثواب اسکا بروج  
 مبارک رسول تحلیل کی مذکر سے بعد اداسے مذکر کے پھر ہاتھ اپنا دوبارہ مرید  
 ہاتھ پر پہلے کی طرح رکھے و نون انما ادب بشیر اول یہ خطبہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ  
 مُحَمَّدٌ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا لَقْنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ  
 اَحْمَانَا مَنْ يَّحْمِلُ اللّٰهُ فَلَا مَضَلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلّْهُ وَمَنْ يُّضِلّْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ  
 وَنُشْهِدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنُشْهِدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ  
 رَسُوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَتَسْعَوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ يَوْمَ يَرْسُوْ

بِإِذْنِ اللَّهِ قُوَىٰ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ يَبْكَتْ فَلَهُمَا يَبْكَتْ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا  
 عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ وَجَاهِدْ فِي سَبِيلِ الْهَلَاكِ فَلْيُحْمَلْ أِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ  
 ائِمَّا يُبَايِعُونَ اللَّهَ فَمَنْ يَبْكَتْ لَهُ عَظِيمًا وَلَنْفَعُوا بِمَا يَكْرَهُ اللَّهُ لَنَا  
 وَلَكُمْ بِهِ مَرْيُوهٍ اقرار کے کہ سب پیغمبر برحق اور سب کتاب اللہ برحق خصوص  
 محمد رسول اللہ برحق اور قرآن مجید برحق ہو اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور  
 نبوت اور انا قیامت کا برحق ہو اور کہو کہ لایا ایمان میں چاروں صحابہ کرام پر  
 اور لایا ایمان میں چاروں امام پر اور لایا ایمان میں پیغمبر فاسے باللہ باقی  
 باللہ سب پیغمبر اور لایا ایمان میں اپنے اس مرشد حاضر پر ساتھ سب اسطو  
 روز قیامت تک نہ پھیرو لگائیں اپنے عہد سوسوقت کے اور چھوڑا بیٹھے  
 دنیا کو اور پیرارہو امین معاہدہ سے اور تہ دل سے اسوقت قبول کیا نہیہ اگر  
 دین اسلام کو ساتھ باتوں بھلائی کے اور توبہ کی کفر اور شرک سے اپنی رعیت اور  
 خوشی سے واسطے بھلائیوں ذات یوم الاخر کو اور اگر اچھا نا اپنے نفس کے انحراف  
 پہروں میں اپنے عہد سوسوقت تعالیٰ خالق دونوں جہان کا عذاب میری جھکو دو  
 جہان میں اور کرے مجھ رسوا دن قیامت کو حساب بد عہدی سے بعض شکست  
 عقد کہ جو ساتھ مرشد موجود کے اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر قبول کیا اسوقت کہ  
 جب عذاب ہو مجھ پر نہ قبول کرے تو میری اللہ تعالیٰ اس رخصت میری  
 اپنے میں گواہ گردانا ہوں کرام کا تین فرشتگان اپنے اور اپنے اس پیر  
 پس مضبوط ہو میں اپنے سب اقرار دن پر جو بیعت قبول کی تھی نیچے ہاتھ  
 فلان کے اور اختیار کیا میں سلسلہ فلان کو اللہ تعالیٰ تو قبول کر میری بیعت کو

اور پھر اس وقت اس واسطہ کا بھی نصیب کروقت مرگے اور بروز قیامت اس  
سانہ کے زمرہ میں لایا جائے گا میں شریعت فقہ و علم و عجم سوزہ پس اب پیرا تہ  
اپنا لہجہ کر کے دونوں ہاتھ اپنے واسطہ دعا و برکتی و یہ سچا آسمان اُٹھا کر پہلے  
پیرا شریعت اللہ مطہرہ پیش ہے

|   |   |
|---|---|
| بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ<br>وَأَخِيهِ اسد اللہ صمعی بعلی<br>والبیہرہ دہلیو ہما بخل زنی<br>وہ موسیٰ و رضام و لقی و لقی<br>الذی یضرب بالسیف حکم اذنی<br>بنہار و لیال و غد و عشی<br>واقض حاجات لنا نکل النبی<br>بعلی بعلی بعلی بعلی | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ<br>وَأَخِيهِ اسد اللہ صمعی بعلی<br>والبیہرہ دہلیو ہما بخل زنی<br>وہ موسیٰ و رضام و لقی و لقی<br>الذی یضرب بالسیف حکم اذنی<br>بنہار و لیال و غد و عشی<br>واقض حاجات لنا نکل النبی<br>بعلی بعلی بعلی بعلی |
|---|---|

اور بعد ختم اس شجرہ طیبہ کے مرشد بام شریعت کو اپنے لب لگا کر اس مرید کو  
پیارے کے کہ بہشت علی مرتضیٰ کی ہو اور یہ صورت تحریر خلافت نامہ ہے  
کہ سب پیر کی اپنے مرید الیق کو خلیفہ بنا کر کے الحمد للہ الذی نور قلوب  
العارفین بتجلیات جمالہ و زین صد و اولیاء بصفات کمالہ و جعلہم  
وسیلہ بقرب الحاجات و ذریعہ لنیل السعادت و الصلوٰۃ والسلام  
علی رسولہ و حبیبہ و اصحابہ کمال قال علیہ السلام الشیخ فی قوسہم  
کا البنی فی امۃ بعدہ و لغت سیکو یہ بتجی بشفاعت بنی حجاز کی سن فلان چون  
فلان راستہ الی اللہ متنون ثنوں اقبالہ و تائباً بالتوبۃ النصیح یا فتم حکم جانے

مرشد کامل خود حضرت فلان خلافت سلسلہ عالیہ فلان باوجود ہم ہرگز رجوع بسلسلہ  
 پیشہ با دوست بیعت دہر وقتہ اللہ تعالیٰ باحکام شریعت الصادقہ و سید المرسلین  
 اللہ ارادہ چنانچہ پوشانیدم خرقہ و بستم دستار خود را و عہد کردم انچہ در بیان شاخخان  
 بیان شدہ اگر روز محشر مرا دینی اجازتی از جناب کبریا و محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ و شفاعت  
 باشد شفاعت او تمام و اگر روز اعلیٰ و شرفی نزدیک تر آئے از من زیادہ تر باشد  
 و ضرورت شیخ من باشد و می باید کہ مومی النہ حسب سلسلہ مرشدان طریقت از زوجہ فقہی  
 بتعلیم کسی و تعلیم فیضان مہربانی تا تحصیل مقاصد طالب خود و بیع را روانہ فرستہ  
 انفادت آن وانی کند کہ کافی باشد تا طالب را پس روی پیشوایان اہل تصوف و مشائخ  
 المشہور و مقلدین بنور سنی و شیعہ بشغل جلاک و جہالک و نسبت علی العدا و  
 المستعیر این ہم این و خلافت نامہ بذاجت اطلاع عام نوشتہ دادہ شد کہ از  
 خانوادہ کے طریقت کد امی کس حجت بلذت نہ نمودہ خلافت بذاقبول دار و عہد اللہ  
 ماہر و عہد الناس شکور ملت طریقت خواہم شد فقط تحریر فی التابج فلان فلان  
 اور یہ بطور یاد داشت سب کے خیال میں تمام رہنما ضروری کہ پیری اور مریدی سب  
 ایک ہاتھ ادھر ہاتھ دوسرے کے رکنا اور عہد باندہنا کہ جیسا زوج اور زوجہ  
 عقد ہوتا ہے اسکے ایجاب اور قبول کی یہ صورت ہے کہ پیران طریقت فی ہاتھ اپنا  
 اور ہاتھ مرید کے رکنا اور کلمہ استغفار و تلقین کے ساتھ کہلائے اور مرید ہاتھ  
 پیر کے عہد استوار کرے ہر وقت بیعت کے مرید اپنے دل میں نیت صادقہ سے  
 یہ سمجھ کہ ہاتھ اللہ کا واسطہ مرشد کے ہر اس بیچ سے جناب سالک کے ہاتھ  
 بیعت کی اور خداوند تعالیٰ انہوں سے راضی ہوا اور سمجھو کہ اگرچہ مرید حاضر نہ ہو

اروہ دل سے بیعت کا کرے اور پیر کو اپنے ارادہ سے پہلے اطلاع کرے تو بیعت  
 غائب کی بھی جائز ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر نہیں تھے اسی ترکیب  
 ترکیب مسطورہ بالا سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک ہاتھ داپٹنے اپنے کو اپنا ہاتھ قرار  
 دیا اور ہاتھ بائیں اپنے کو دوسرا ہاتھ الکا قرار دیکر دونوں ہاتھ ملائے اور صیغہ  
 بیعت کی قرأت فرمائی پس وہ بیعت جاری ہوئی اور عورت کے بائیں چندان  
 ہاتھ میں ہاتھ دینا بھی ضرور نہیں اگر آنحضرت فرساتھ کلمات زبان کی تلبیہ اور  
 ہدایت فرمائی عورت کو اور اس جماعت کی نوا کے اقرار لسانی کو تصدیق قلبی سے  
 عرض کیا اور ہر بشر کو انکملہ و دل اپنی کو اپنے تابو میں رکھنا ضرور ہے پیر اسکی سعی میں  
 تعریف پیر۔ ضرور ہے کہ مرشد مسکات صحیح رکھتا ہو اور حق شریعت کا رجحان ادا کرتا ہو  
 اور عقائد اہلبیت میں پورا پورا ہو اور یہ ضرور نہیں کہ پیر بحیات خود اپنی سجادگی پر  
 اپنے فرزند کو قرار دے یعنی سجادہ کرنا چاہے بلکہ مستحق اسکالایق مرید ہی فرزند نالایق  
 چاہیے کہ مشائخ صوفی منصب بیعت کی جائداد جائداد جدی پدری و سمجھ کہ درحقیقت  
 یہ جائداد وقف ہے اور پر لیاقت کی لگانہ ہو یا بیگانہ اور ضرور ہے کہ مرشد عالم علم خرقہ  
 خاص کا ہو اور جو فرائض و واجبات و سنن و نوافل و استجاب اپنے خرقہ کے جوہر  
 اسکی سجادگی میں تصور نکرتا ہو جو پیر کہ ان دو سگرادہ پایہ حقیقت و گر گیا اور  
 اور جو طریقت سگرادہ حقیقت سگر گیا اور جو حقیقت سگرادہ حقیقت سگر گیا اور جو حقیقت  
 اور ناقابل پیر کی نسبت مولانا روم فرماتے ہیں ہا اے اہلبیت آدم رویہ است  
 ایں ہر وقت بنایا و درشت ہا اور اس بیت پر کجا ہر بیت مرا اہل طریقت  
 ہر وقت ہر خدمت سلطان بند صوفی باش ہا اور کتب محمد مصطفیٰ

جاگسی یہ دوہرا فراتی بین پگر دایا چہ ہو کہ سطلے گہوے ہنم خیم کے سورجوں  
 میں ڈالے دھوے ہا اور نہ اس زمانہ بے تیز کے شائع سبر لوہن ہر زوروش  
 بہنہ درگوش شکر نوش خیرات خورشید کو رشتہ گری باگیر وے کپڑے در ہر ہر زور  
 موجود مرید کے گہر ہاتھ میں تسبیح مگر اور جرب آنہوسی زیب دست باغین باج  
 سوسی کو میں ناسدانی کو تاسید ہو چاک اکا اور بعض کے تمت زیب تن کٹر اولان چہ  
 پاؤنہیں پہرتے ہیں گہر گہر اور جو مرید نے کچھ نہ دیا تو بدرجہ شور و شر راخذہ خدا سہ  
 ہنم خیم دو چار ترکاری فروش تصاب وغیرہ ہمارا پیر صاحب اپنے سابع کہ دیکھتے ہیں  
 یہ خیال کرتے ہو کہ بھین دیکر سے نیت اور طرفہ یہ ہے کہ غلام کو سجدہ کر دینا  
 غم کر کے خود سجدہ بنا چاہتے ہیں اور مرید کرنے پر حارص کہ جتہ مرید زیادہ  
 ہوں آب و دانگی ترقی ہو خدا پرستی کا خیال نہیں پیر اور دن عود انت کہ غم  
 ہوید نہ عطار گوید اور نولانا محمود بکری فرماتے ہیں بیت چون شود از پر تو شفت  
 در بام آئینہ نکشت خود نما بہر کس پیو جام آئینہ بن خیال کر دیکھ مصلحت علی مرانی نو  
 کس قدر زمانہ تک یہ راز پوشیدہ رکھا اور جب ظہر بھی کیا تو عام پر نہیں البتہ خاص  
 خاص پر انما بکل چہ خلیفہ یگانہ و بیگانہ سی کیے کہ ان چہ خلیفہ سی فیض ولایت  
 بہت ترقی کی کہ اب غل آفتاب عالم تاب ہر الغرض پیر میں یہ باتیں ہونا ضرور ہیں  
 اول اکل حلال دوسرے صدق مقال قیصر و شہوت اور لذات کا تارک اور حج  
 غلامی سے واسطے نفع اپنے کے کوشش کرنا کر وہ جانا ہوا اور جو من اللہ اشخاص  
 رجوع ہوں تو اس پر رغبت اور شکر کرے اور اپنی ذات کو کسی پر فخر نہ دے و خد کو  
 سب سے کمتر سمجھے ظاہر و باطن کیساں ہو اور مال کو جمع نہ کرے اور جتہ رو نہ

بابا نہ میسر آوے اُس فتوحات کو روزانہ کو روز صرف کریں بابا نہ کو تمام ماہ میں  
 صرف کرے اگر سب آمدنی وافر کے ذخیرہ جمع ہو جائے تو ہر جمعہ روز روئے کرے  
 جو مستحق اسکے ہوں والہ کیا کریں اور اُس ذخیرہ سے دایم منتظر رہیں اور کسی سے نہ مانگے  
 نہ کرے بلکہ اخلاق کو ڈرامے اور بالارادہ کیونچ نہ پہنچا دے اور ہر ایک  
 کسی سے نہ مانگے اچھے صبر کریں اور اس کے مہربان شکوہ زبان پر نہ لائے اور جی سے  
 دوسرے پر احسان کیا کرے اور اُس دوسرے سے اپنے احسان کا بدلہ نہ چاہے  
 اور پیر ترش رو نہ ہو کہ وہ بد خوئی کھلاتی ہو اور بد زبان اور بد گمان نہ ہو اور یہ اپنی خوش  
 خود ترقی نہ چاہے اور قلب سے خود بینی بہلادے اور اپنے اخلاق اور شفقت پر آباد  
 رہا کرے اور امر اور وزرا کی ملاقات اور اتحاد کی تمنا نہ کرے بلکہ کراہت بہتر ہے  
 کو اسطے کہ ایسی صحبت سے اوقات میں ہرج پہنچتا ہو اور جیسے پرانی غلطی سے  
 خارج البالی واسطے عبادت ذات کی نصیحت کی ہو اور اپنے مخالفین سے برائیت  
 نہ کرے یعنی عداوت نہ کرے حتی الامکان ساتھ اسکے ساز و مدار مقدم جائے اور  
 عدا کسی گناہ کا پیر و نو کہ عمل گناہوں سے ریاضت اور عبادت سلب ہو جاتی ہے  
 حکایت فقیر فیض رانہ نو وار داس مقام پر اس حکایت کو سن لینا چاہیے  
 کہ ایک مقام پر مجلس فقرا میں ایک فقیر آیا اہل مجلس اُس سے سوال کیا کہ ای برادر  
 تمہارا کیا مذہب ہے اسنے تلغفہ دہنی سے جواب دیا کہ ای متکلفان مجھانہ تفرید واسطے  
 مستان زینت دہ میکدہ توحید واسے سالکان مناہج شیعہ وای سارفسان  
 حقانی اصل و نسج تمہارے شیعہ نہ رہو کہ یہ فقیر مذہب انیسار انضی و کھتاہے اور ہر  
 صبح و شام نقش آدم پر تہرہ کیا کرتا ہوں اور سو گندہ رشکی میں اُس نقش کے تابیین سے



بھاگا کرتا ہوں اہل مجلس سیکرٹریش رو ہو کر بولے کہ اسی فقیر صورت مجھ پر ایک  
نفسانیت ہوتی ہو کہ رفض کیا کرتا ہے اور بے تکلف اقرار بھی ہو فقیر نے  
جواب دیا کہ میں تو اپنی دانست میں بہتر اور نیک کرتا ہوں یہ سکر جماعت مجلس نے  
اُسکے گرد گھیر کر کے استفسار کیا کہ شرح اُسکی بیان کر اس سکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ

|                          |                             |
|--------------------------|-----------------------------|
| بخل و بخل و عداوت و بھیت | الکذب و طمع و غشاق و ہم عصہ |
| پس ریاد ہو س حرام و حسد  | محبت و کبر و حرص و ہم کینہ  |

پھر یہ کہا کہ میں ان اسامیوں پر تیرہ کیا کرتا ہوں ارباب مجلس یہ جواب سکر نہایت  
مستقل اور نامور ہے پھر اہل مجلس نے اُس فقیر کا بہت اعزاز کیا اور جو لوگ  
اُس جماعت میں ناقص تھے انہوں نے اُس ناقصی کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سب  
بعد عمل کے کامل ہو گئے بعد چند روز کے وہ غیر سیاح امادہ جنت ہوا  
مستقین نے اُسکو گھیر کر کہا کہ ہم آپ سے سفارت نہیں چاہتے کہ آپ سے فیضیاب  
اب وہ نقش آدم ہکو دکھا دیکھاؤ کہ کیا ہو جواب یا کہ اُسکے اسامی تو معلوم ہوئیں  
اب اُسکی ذات کو تم شاد و سنو آدم کے عدد (۴۴) ہیں اور آدم عناصر کو کرکٹ  
سوار ہے اور یہ چار عنصرین خاک و آب و باد و آتش ترکیب اُسکی یہ کہ عدد دون آدم  
چار چار عدد طرح دو یعنی شغل سو آنگو فنا کر و بعد چار چار نفی کے ایک باقی رہ گیا  
بظاہر دم نہ الٹ رہ گیا وہی ذات واحد ہوا اب خیال کرو ولین کہ میں ہوں یا وہ  
بس ایک روح دو قالب بتقدیق تمام قائم ہو چکا تو کام انصرام کو چھوٹا اور اس  
نقش آدم کو دکھایا کہ وہ لکھ رہا ہے سب سے رحمت ہو روانہ ہو گیا ان لوگوں کی  
تعلیم کو بجا نہ ہو گیا سنو صاحب طبع نیک ہر دوکان کہ باشندہ کسی کی یہ رباعی

واسطے دستی اوقات طالب کے نہایت

ترنوا اور مفید ہی رہے رہے

خواہی کہ شوی بہ منزل قرب مقیم

چیز نقش خویش فرا تعلیم صبر و شکر

قناعت و علم یقین تفویض و توکل و

|       |           |        |       |
|-------|-----------|--------|-------|
| بخل و | کبر و     | حرام و | غصہ   |
| سد    | نفاق و    | انفصاف | حیثیت |
| طمع و | پس ماند و | کینہ   | عداوت |
| حرص و | غیبت      | کذب    | ہوس   |

رضاء و تسلیم محقر کہ بہت تلاش سے پیر مٹا ہی کر گزشتہ شی مستعد جوینہ ہو اس

زمانہ میں جو فروش گندم غائب ہیں ایسا ہو کا نہ اٹھانا بصدق اس شل کو کہ دلو

دین سے گئے پانڈے نہ طوا ہو نہ مائے پیچھے پل دین کو چھوڑا اور دوسرے

دیکھو نیا پیر حاصل کیا ہوا غرض لطف جب ہوتا ہی کہ مرید لائق جوینہ او پیر فائق ہو

تعریف پیر مغان میں بطلب سعی مذاق حضرت غازی الدین احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ یہ

قتوی فرمائے ہیں

کہ دیکر کس نام یاد پیر مغان

بجائے شرابے مرا دستگیر

ترابندہ ام گرچہ آزاد و ام

مرا در خرابات زنجیر کن

از ان بہ کہ بر تخت کاوس کی

چو دریاے قلزم خم آمد بہ جوش

بمی روشنی بخش چشم امید

حلال است می بہر دفع لال

بل دارم ای ساتی فوجان

بہار است اے پیر روشن ضمیر

صراحی صفت ست استادہ ام

بہار است اے پیر تدبیر کن

بہ بیخانہ زنجیرم از موج می

بہار است اے پیر بار ای ہوش

بہار است اے پیر ابرو سفید

بہار است اے پیر صاحب کمال

بهار است اسے پیر فرخندہ ہوے  
 بهار است اسے پیر می نوش من  
 بهار است اسے پیر دلگیر من  
 بهار است اسے پیر شکستہ کشتاے  
 بهار است اسے پیر شیار باش  
 بهار است اسے پیر جوهر شقائق  
 جوانان ز بس کامرانی صوفی  
 جوانی بود بادہ بے طالع  
 جوانی چراغ شب زندگی است  
 جوانی بود رنگ رخسار شوق  
 جوانی گل باغ و داغ دل است  
 جوانی کہ چون رنگ گل بی وفاست  
 جوانی کہ سرمایہ زندگی است  
 جوانی سئے زندگانی بود  
 گل و لاله دارند دست جام  
 منج از سخناے ستانہ ام  
 گناہ تو کردم مرید تو ام  
 از ان می بنوشان کہ مستی کنم  
 ز شوقی کہ دارم بساقتی جام

بدیم و گریبستان گوے  
 چو میثاق پند در گوش من  
 بهشتاے بر عذر تقصیر من  
 بھی چین پیشانے دلکشاے  
 کنون مست باشم خبردار باش  
 تو حال من از حال خود کن قیاس  
 ندانند قدر جوانی در یغ  
 جوانی بود شاہد بے مثال  
 جوانی یغ روز فرخندگی است  
 جوانی بود نور دیدار ذوق  
 می لاله گون ایام دل است  
 ز عمری بی یگانگی آشناست  
 گل باغ پسرایہ زندگی است  
 بشہ طیکہ بایار جانی بود  
 مدین فضل عمر را کہ گوید حرام  
 بهشتاے بر من کہ دیوانہ ام  
 بجای سئے زر خرید تو ام  
 بیک جرم ساقی پرستی کنم  
 خرابات را کردہ ام کعبہ نام

|                           |                            |
|---------------------------|----------------------------|
| نرسیتی نسیم راز را آشکار  | کر مہا بفراد معذور دار     |
| نہ حال سریدان رعایت کن    | کھا بے بچشم عنایت کن       |
| ہوسے خرابات را ہم نہائی   | در فیض بر دوسے دل بر کشائی |
| جوان جو آنے نصیحت دود     | شمار از ما این نصیحت دود   |
| جوانان بزم تو اسے نوش جام | بہر جا کہ باشند از ما سلام |

تقریب مرید۔ مرید ایسا پختہ ہو کہ مرشد پر اعتقاد کامل لاسے اور مستقل ہو کر مرشد کی پیروی کرے۔ مرید کو خواہ دل اپنے مرشد کی طرف سے بعد بیعت کے کبھی نہ پھیرے۔ کتاب سبع سنابل کی شرح سنبہ دوم میں مرید حقیقی کی کہ ارادت میں صادق ہو یہ نقل لکھی ہے کہ جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الہی نے رحلت فرمائی حضرت امیر خسرو مدت چھ مہینہ تک بیچ ماتم اس مصیبت کو رہی اور دو گنو قمر اور رات کو خواب نہ آیا بعد چھ مہینہ کے بھت فراق مرشد فوت ہو اس وقت میں شیخ رکن الدین سہروردی قدس اللہ روحہ دریاں دہلی کے موجود تھے انکو فوت امیر خسرو سے فوراً خبر ہوئی اپنے یاروں سے کہ جو موجود تھے کہا کہ آؤ وہاں جلد ہی جاتے ہیں ہم کہ امیر خسرو کی تجہیز و تکفین اپنے سانسے کریں اور انکی جناب مولیٰ تعالیٰ سے بخشش کرا دیں کہ وہ ملاح شاہون کا تھا غرض جو پہونچے تو کہا کہ امیر خسرو مردہ پڑے تھے سانسے اُنکے اٹھ بیٹھے اور یہ بیت پڑھی بیعت

|                                 |                               |
|---------------------------------|-------------------------------|
| ما ہنوتہائے پیرو پسندہ کردہ ایم | نیست ما را حاجت آمرزش آمرزگار |
|---------------------------------|-------------------------------|

پس وہ اس بیت کو پڑھ کر جیسا کہ مردہ پڑے تھے ویسی ہی پڑ گئے مخدوم سہروردی کہ اتنے تعجب کے خاموش رہے الخ تو ایسا مرید مستقل اور متقدم ہوا اور

اور ضرور ہو کہ طالب اذقات خود کو درست کرے اور اوقات ضروریہ ساتھ ساتھ  
 کے یہ تین کہ طالب غذا کم کھائے اور عرصہ رات نین کم کرے اور مردان حکیم  
 باتین کم کرے اور ذکر اور فکر اور شغل کو بڑھائے اور مرید دل ایسا ہمیشہ ساتھ  
 پیر کے پیوستہ رکھے اور ثبات رہے تا بوجہ مرشد مرید کے دلین جلد اثر کرے اور  
 رابطہ دل مرید کا ساتھ دل مرشد کے قوی تر سختی محنت اور تصور و بخت سے ہوتا ہے  
 اور جبکہ دونوں دل کا رابطہ کامل ہو گیا روز بروز توجہ مرشد سے دل مرید کا کشائی  
 ہوتا رہتا ہے کس واسطے کہ بہت ہی خور و دو عالم شہادت ہی اور بہت ہر دے آگے  
 رکھتا ہے اس صوفی میں بوجہ مرشد کے بھی مرید نیک آسمان تر ہو گی ایسا منہ کب سے سرا خیالی  
 مانع حال اسکے ہی رباعی

|                               |                             |
|-------------------------------|-----------------------------|
| گویم کہ شب نماز بسیار کنے     | در روز دوا می شخص بیمار کنی |
| تا دل نہ کنی ترغصہ و کینہ تنی | صد خرمن گل بر سر یک خار کنی |

چاہیے کہ مرید توجہ مرشد کو خواہ قلبی ہو خواہ دیدار دیدی خواہ اور کسی طرح کی تعلیم  
 کسی ہو بمرقہ مدام نیک سمجھو اور جو وقت کہ مرید کو کوئی سختی اور خوف و شبہ پیش ہو  
 طرف ولایت مرشد کے باعقاد تمام رجوع کرے اور مدد چاہے لاشک فوراً  
 وہ خدشہ رفع ہوگا اور مرید کو لازم ہو کہ مرشد پر کبھی کسی طرح کا اعتراض او گھٹائی  
 غیر نکرے یہ سمجھو کہ جو یہ وہ غیب سے ہی فیض یا بطن و رنج و راحت و محنت و قسم  
 و کشائش و بنگی اس پر راہی رہا اور روئے اعتقاد کو ہرگز نہ پھیرے و چنانچہ  
 عبداللہ سہل شتر سی یہ فرماتی ہیں آیات

|                            |                            |
|----------------------------|----------------------------|
| گفتم کہ ہمیشہ می تو یاپسیر | گفتا کہ دینی ز در میان گیر |
|----------------------------|----------------------------|

|                                   |                                      |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| چون نیک باندیشم نکو بود           | من واد و سپهر هر سبک بود             |
| دوستی با ناولان مایه روشن ملی است | موم چون بار شسته سازد شمع محفل میشود |

اور مرشد کے اعمال میں غلطی نہ کرے بلکہ اگر پیرانِ غفلت بد کی مرید کو ہدایت کرے تو مرید کی درگاہ کو اختیار کرے اور بخوشی تمام مقصد پکار رہو اس وقت مرید با اعتقاد کامل تصور کیا جائیگا ورنہ باغی ہو اور آگے مرشد کے مرید بطرح شکیک رہا اور اسپر بھی فیض کو نہ پہنچا تو ضرور ہی مرید کو دوسرے مرشد طالب ہو کر مرشد اول کی نسبت امین اور جیکہ طالب دوسرے کا ہو کے فیضیاب ہو تاو اعتقاد یہ بھٹا پاس ہے کہ یہ اسی مرشد اول کا فیض ہو اس عقیدہ سے طالب پروردگار کا سایہ نہ چڑیگا اکثر طالب دین میں میں مرشد و کئے پاس حاضر رہ کر طالب ہوئے اور آخر کو فیضیاب ہو کر تولا بدی بات ہے کہ مرشد اول کا فیض ہو گیا یا یہی اس میں ہر کہ اگر یہ مرشد اول کو اسکے کامل نہ جانتے تو اسکی طلب کو دوسرے قبول کرتے تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ اصل قابلیت اور مرشد مرشد اول کی پائی گئی اور اگر مرید مرشد اول سے براعتقاد ہو گیا بیشک مرید ہوا کہ کسی مرشد کے پاس سے فیض نہ پائیگا اور وضع ہو کہ طالب دین کو ترک دینا ضرور ہوا کہ ہانا لازم آگیا اس سے یہ غرض نہیں کہ اہل و عیال اور اسباب دنیا کو چھوڑ کسی جگہ میں گوشہ گزین ہو ترک سے مراد یہ ہے کہ دل سے اسکی محبت اور خواہش مہیا کو نیکی بخیر و برکت کے فضول کو اختیار نہ کرے قلب بھلا ہے رہے اور ولین اللہ کی یاد کو چہرے ہاں یہ واجبات سے ہو کہ طالب جو کچھ علوم دنیا کی دنیا لکھا ہوا اسکو اپنے دل سے بالکل محو کر دے اور مذہب اول کو چھوڑ کر مذہب

مرشد کا پابند ہو زنا و منہب پیر کا اپنا گلہ گیر کر لے اس حالت میں ارشاد و مرشد  
 مرید کو تاثیر کر کے دل میں جاگیر ہو گانا و تکیہ مرید سے جدا و مستقل اور خود اعتقاد کو اپنی  
 استوار نہ کر گیا پیر ہرگز شوق مرید کو نہیں بڑا سکتا اور پیر مراقبہ سے زور مرید پر نہیں  
 ڈال سکتا اور قال سے وسوسات شیطانی کو مرید کے دل سے نہیں نکال سکتا تاہم  
 مرید اپنی قوت دل سے صرف کر کے اقوال و افعال پیر کا ظاہر و باطن سے لیا واد پر گوارو  
 کر کے کچھ بھی نہو سکیگا مرید بے نصیب نہ کام رہیگا پیر پر نہیں ہو سکتا اور واضح ہو کہ  
 مرید دو قسم کے ہوتے ہیں ایک حقیقی دوسرا سخی حقیقی وہ ہر کہ ظاہر و باطن تابع فرما  
 رہا اور سب حرکات سکناات پیر کے بشوق اختیار کر لے کوئی دم خلافت پیر نہ ہو  
 ربط ساتھ قلب پیر کے بڑا یا کرے اور نقطہ طبع دین کی رکھے نہ دنیا کی اور مرید  
 وہ ہر کہ پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر گلاہ اور شجرہ پیر سے لیلیا اور قول کو پیر کے کما  
 سمجھا اور ارشادات پر مرشد کے عمل نکلیا اور پیر کو سچا نہ سمجھا اور جو پیر نے منع کیا  
 مرید نے نہ مانا اور مرد دنیا کی طبع کی چاہی کہ روپیہ ملے اولاد ملے نوکری ملے منصب  
 جاگیر ملے دشمن پر فتح ملے زن جمیلہ ملے موت نہ آنی زندگی بڑے بچا سے ایسی خواہشیں  
 کرے وہ ایک کو کتابیغیر کرتے ہیں وہ ہمیشہ بے نصیب اور بیخیز رہیگا انکو تمام مرد دنیا  
 طبع خراب کیا کر گی اور اعتقاد ایسے مقام پر ہونا تراب علیشاہ کا کوری فرما دین

تظہیر

|                       |                            |
|-----------------------|----------------------------|
| پہچم پیر نقش اللہ است | کی ازین رمز ہر کس آگاہ است |
| ازید اللہ فوق اید یہم | شد یقین کہ مرشد اللہ است   |
| ہر گرفت دامن پیہرے    | مخل نادان و مرد گمراہ است  |

|   |   |
|---|---|
| <p>جفت حدیث آہ صدادہ است<br/> پیر گزین کہ مادی راہ است<br/> ہمہ در کار اندرین راہ است<br/> زانکہ اور رہنما کے درگاہ است<br/> التفاتش ہمیشہ ہمراہ است<br/> بالتیقین از مرید آگاہ است<br/> کو ز سر تا تنم ادبگاہ است<br/> در جہانم بس اینقدر جاہ است<br/> مرشدم کاظم شہنشاہ است</p> | <p>شکری پیری و مریدی را<br/> پیر آمد وسیلہ بہر سخا<br/> پیر اوستاد و جمعیت و خرقہ<br/> پیر را صورت پیمبر دان<br/> گرچہ پیر از مرید دور بود<br/> پیر اگر حاضر است در غائب<br/> با ادب پیش پیر باید بود<br/> بند و پیر دستگیر خود م<br/> کے نہ لاف بہ بحث خویش تراب</p> |
|---|---|

اور حضرت شرف الدین احمد میری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابیات

|   |  |
|---|--|
| <p>راہ رو را می بیاید راہ بر<br/> بی عطاکش کو را رفیق خطا است<br/> فضل دردت را کلید آید پدید<br/> گوہر کوی فرو رفتی بچاہ<br/> سینہ او بجز اخضر آمدہ است<br/> بار را ہر زمان کند عطار<br/> شد ز نگہا عزیز و نیکو نام<br/> خدمت صد یزدید باید کرد<br/> شیطان و منافق نہ درویش</p> | <p>راہ دور و پُر ز آفت امی پسر<br/> کو ہر گز کے تو اندر رفت راست<br/> گر ترا در دست پیر آید پدید<br/> تو اگر بے راہ ہر آئی براہ<br/> پیر رہ کبریت احمر آمدہ است<br/> صحبت باغبان بہ فصل بہار<br/> روغن کنجدش کہ بودش عام<br/> تا بکے ! یزدید بینی فرد<br/> تا رہبر تست عادت خویش</p> |
|---|--|



|   |  |
|---|--|
| خود را بر کاب رہبری بند<br>خاک ادب باش و بادشاہی کن<br>ہنوز از کاف کفر خود خبر نیست<br>خواہی کہ شد مراد حاصل<br>چرخ او گفت راز مطلق دان<br>انگہ زین شیوہ معنی صد ہزار<br>خاک شو تورہ روان راز پیا<br>ہر کہ او کلمے گرفت از خاک پیر<br>مردہ را بس کہ چون دم چینی | تا باز را نہایت ازین بند<br>آن ادب باش مسیحہ خواہی کن<br>حقائق با سے ایمان را چہ ذاتی<br>پیری طلب ای جوان عاقل<br>ہر چہ او کرد کردہ حق دان<br>بہی ودانی و داری استوار<br>تا یابی قرب پیش کبریا<br>خواہ پاک و خواہ کو تا پاک پیر<br>نوحیاتے بہر سخن بخشید |
|---|--|

اور خیال کرو کہ جو بعد بیعت کے مرید اپنے مرشد سے پیر گیا تو وہ گویا کل واسطہ علی تک پھرا اور علی سے پھرا تو رسول اللہ سے پھرا اور رسول اللہ سے پھرا تو خدا سے پھرا اور پھر نبی الا خدا سے دونوں جہان میں مردود ہی نہ تھریں تعریف ذات فقیر کی با سوال و جواب پس لینا چاہیے کہ قال کے موافق اذ قال فقیر کے مجتمع ہونا ضروری ہے جب تک کہ ان سوالات کے جواب نہ نظر کر کے عمل نہ ہوگا بار اس خرقہ فقیری کا کوئی کیونکر اٹھا سکتا ہے؟ سوال ۲: شریعت طریقت حقیقت معرفت کس کو کہتے ہیں۔ جواب۔ شریعت وجود طریقت دم حقیقت عقل معرفت روح ہے۔ سوال ۳: بنیاد شریعت طریقت حقیقت معرفت کی کیا ہے؟ جواب۔ شریعت خاک سے طریقت پانی حقیقت ہوا معرفت آتش سے سوال ۴: شریعت طریقت حقیقت معرفت کی کیا اہمیت ہے؟ جواب۔ شریعت مانند روہ مانند خشت

مانیکہستی مانند جبر طریقت مثل ہی مثل شلخ مثل بادبان مثل گوشت حقیقت مثل  
 کے مثل بیک مثل بیخ مثل استخوان باسرفت مانند روغن مانند شکر مانند طبع مانند  
 غلج حال شریعت طریقت حقیقت معرفت کو کیا کرنا جواب شریعت کو حکم کی بیخ  
 اطاعت کرنا طریقت کو حکم پر بندگی کرنا حقیقت پر توکل اختیار کرنا معرفت رضائے  
 مراد پر نشہ و مان رہنا سوال ۹۹ وجود فقیرین مقامات چاروں فرشتوں کو کون ہیں جواب  
 زبان مقام حیریل دم مقام میکائیل عقل مقام اسرافیل چشم مقام عزرائیل سوال ۱۰۰  
 جسم فقیرین صفت یحییٰ بن جعفر و کاغذ سافر سلطان کون کون ہیں جواب سرصفہ مثل  
 سوسن ہاتھ جو انور نفس کا فرایون سا فرجہ سالم سلمان ہے سوال چشم فقیرین  
 تین بادشاہ تین وزیر کون کون ہیں جواب روح بادشاہ اکبر وزیر اسکی عقل ہے  
 بادشاہ اوسط نفس وزیر اسکا شیطان ہے بادشاہ اصغر دل وزیر اسکی زبان ہے  
 سوال ۱۰۱ تینوں بادشاہوں کو وزیر کیا شورو دیتے ہیں جواب بادشاہ اکبر کو وزیر  
 سکھاتا ہے کہ نیکی کرتا کہ وصل مطلوب ہو بادشاہ اوسط کو وزیر تعلیم کرتا ہے کہ بدی کو  
 دنیا میں جو کچھ ہے دیکھ سکے آخرت کو کسے دیکھا ہے بادشاہ اصغر وزیر کتا ہے کہ جس  
 بات کو تو توجہ ہو وہی بات سب پر غالب ہے خواہ نیک ہو یا بد ثواب و عذاب  
 بے اصل ہے اسکو فرض زید و عمر کی طرح سے مقرر کر لیا ہے سوال ۱۰۲ جسم فقیرین  
 کے روحانہ ہیں جواب دو روحیں ہیں اور ایک قوت طبعی ہے اول روح جو  
 کہ وہ نفس اللہ کا ہے مقام اسکا قلب ہے دوسرے روح نفسانی کہ وہ منہج فقیر  
 مرشد کا ہے مقام اسکا دماغ ہے اور تیسری قوت طبعی کہ وہ ارادہ مرید کا ہے مقام  
 اسکا جگر ہے اور ارادہ مرید ایک ہے یا چند ہیں جواب دو بلخ میں نام آگے ہیں

ایک امامہ دوسرا امامہ سیرالواسہ جو تھا مفسرہ لالوینہ یعنی نفس منقطع مقام کوئی نہ  
 سیرتی سوال ان چاروں ارادہ کے مقامات کون ہیں جواب ارادہ کا مقام اسو  
 ملک ہو امامہ مقام ملکوت پانی ہو امامہ کا مقام حیرت و اسو چھینہ کام لاہوت انشیر ہو  
 سوال ان چاروں کی منزل کون کون سی ہے جواب امامہ کی منزل شریعت امامہ کی  
 منزل طریقت امامہ کی منزل حقیقت چھینہ کی منزل سیرت ہر سوال اسو انشیر  
 عشق و عقل و روح کی کیا طبیعت ہے جواب نفس کی طبیعت خاک عشق کی طبیعت آتش  
 عقل کی طبیعت آبی روح کی طبیعت باد ہے سوال روح جو دائرہ نفسانی کے  
 تابع ہیں جواب دونوں روح تابع فرمان قوت طبعی کے ہیں سوال اگر جسم فقیرین  
 چارہ کون ہیں جواب اول یا صبر دوسرا یا فکر تیسرا یا تقاضا چوتھا یا بدواعت  
 پہچانتا سوال اگر جسم فقیرین کون ہو اور مظلوم کون ہے جواب جسم فقیرین مظلوم  
 نفس امامہ ہو اور مظلوم روح نفسانی مثالی کہ جیسے عذاب ہو تا ہے سوال اگر جسم فقیرین  
 کس قدر چوبین جواب ایک چوبہ دل ہو دوسری چوبہ انگلی ہو اور تیسرا چوبہ جوش اور پیر  
 چہرہ امامہ ہے سوال اگر جسم فقیر لال بمثال کس قدر ہیں جواب اول لال عشق دوسرا لال  
 علم فقیری تیسرا لال صبر چوتھا لال صداقت پانچواں سخاوت چھٹا سواں پانچواں  
 لال کے چوبہ کون کون ہیں جواب عقل کے لال کا غصہ علم کے لال کا جوہر ہیں  
 صبر کے لال کا جوہر ہش صداقت کے لال کا جوہر دروغ سخاوت کے لال کا  
 جوہر بل ہے سوال اگر جسم فقیرین پانچ امام کون کون ہیں جواب امام اول تن ہے  
 امام دوم دل ہے امام سوم جان سے امام چارم عقل ہے امام پنجم فہم ہے سوال اگر  
 ان پانچوں امام کی سیرگاہ کون کون مقام ہیں جواب امام اول کی سیرگاہ دل امام

درم کی سیرگاہ بیت اللہ امام سوم کی سیرگاہ اقصیٰ امام چہارم کی سیرگاہ عرش امام  
 پنجم کی سیرگاہ تہیٰ ہر سوال ۲۲ جسم فقیرین پیر کن اور مرید کن ہر جواب پیر روح  
 اور مرید را وہ ہے سوال ۲۳ صفت فقیر کی کیا ہے جواب اول فقیر فنا آخر فقیر  
 بقا تاج فقیر توکل جامہ فقیر آزادی فقیر تقاضا است فقیر تراش حلال نور فقیر ذکر دین  
 غلبہ بیداری باہوشیاری مرکب فقیر سکون کعبہ فقیر شفقت فیض فقیر بار خدائے  
 فقیر تیر گاری زقار فقیر خود بخارہ فقیر شکر حریر فقیر صبر زر فقیر خطر ہے سوال ۲۴  
 اوقات فقیر کیا ہیں جواب جذب فقیر یابی ہے فروتنی فقیر خلوت دیکھل فقیر ملاقات  
 روحانیان اتصال فقیر شایہ رقی فقیر تنہ و شوق فقیر منارت ذوق فقیر گدہ گروستان  
 وصل فقیر موت و حیات سوال ۲۵ مسائل فقیر استدین جواب اول منزل غامی فنا فی اللہ  
 دوم سری منزل ابی فنا فی الشیخ تیسری منزل بادی فنا فی الرسول بواسطہ خداوند  
 منکر ہما لب علی رضی جو غی منزل آتشی فنا فی اللہ باقی باللہ ساتھ وجود خود کی انچوٹ  
 منزل وجود قائم ہو کار چہروت سوال ۲۶ فقیر کو فرض اور واجب اور سنت  
 اور نفل اور مستحب کیا ہیں جواب ذکر فرض فکر واجب شغل سنت سکوت نفل  
 چہریت مستحب سوال ۲۷ عبادت فقیر کی کیا ہے جواب دل اپنا ہاتھ میں رکھنا  
 اور فیض پر قادر رہنا اور خواہش شیطان سرگزیز کرنا کیونکہ ایذا نینا کہ جہنم ہے  
 وہ سر یکا دل لول ہو اور دوسری ظلم و بدعت و زیادتی پر صبر کرنا سوال ۲۸  
 نتیجہ ما علم کیا ہے جواب سبق اول احکام شریعت کا بجالانا سبق دوسرا جو طریقت  
 میں فرق مرید اور مرشد و ادب اسکے میں اور جو ارشادات مرشد کے ہیں اوس پر  
 درجست عمل کرنا تیسرا جو حقیقت کئے نکات الہیات میں اسکو اچھی طرح سمجھ کر کرنا

اسکو جو دنیا اور دنیا کی چیز غیر غرضت پر نظر کرنا سب سے بڑا نقصان ہے۔  
انکو ساتھ ساتھ غفلت کے اور ساتھ مستعدی و توجہ انفرادی کے ساتھ کرنا سب سے بڑا نقصان  
مقام حیرت میں اسکو کرنا بسبب پیش ہونی غفلت کی بیش از حد غفلت کو دخل نہ دینا  
سوال ۱۵ عدم مقدم چہ یا وجود جواب عدم مقدم ہے وجود ضروری و واجب  
عدم کو قیاسی وجود کو جواب اول عدم آخر عدم ہے و جب مستعدی اعتبار ہے کسوا اثر  
کہ در بیان دو عدم کے حیات پر سوال ہے اس فقیر کو اندھی کو ذکر و وصل ہوتا ہے جواب  
فقیر شمس الگ کر اور نہ اسکا فیاض شمس سوئے جب آتش عشق فقیر ز قوت کی  
اور فقیر خیال پختہ ہو چلا ہے اس پر یہ شہادہ ہے زمین مگر واحد ہو گیا سوال ۱۶  
فقیر کو اندھی عنایت پر یا غیرت جواب کیا کوئی اصل ہونا جدا ہون مقام اول  
جو پہلے ہون سوئے ہون سوال ۱۷ جبکہ فقیر کو وصل ہوتا ہے تو قدرت باری تعالیٰ کی فیض  
یعنی ظاہر نہیں ہوتی جواب جبکہ فقیر وصل ہو گیا تو سونیکا فعل ہے وہ اس شہادہ  
عقل کے مگر فقیر وصل ہیں اسکا اسکی قدرتوں نیرال سے ملا ہوا ہے اور فقیر کی سونیکا  
نہیں ہوتا کیونکہ زندگی اور موت دونوں ایسا اتحاد ہے کہ باہم جیسے حق و غائب  
عالم عدم میں معدوم ہو جاتے ہیں اسوقت فقیر عاشق الہ کو اپنے فعل سے خود ہی کو فقیر  
مطلق ہو جاتی ہے بالصدق نظر وحدت لاریب فعل اللہ کا اسی کا فعل ہے جدا  
نہیں کیونکہ مقام عنایت پر آگیا سوال ۱۸ عالم کس کو کہتے ہیں جواب جانتے والے  
کہتے ہیں سوال ۱۹ عاشق کس کو کہتے ہیں جواب جانتے والے پہچانتے والے کہتے ہیں  
سلطنت والیکو کہتے ہیں کہ ساتھ علم کے اور ساتھ عمل کو خود کو فنا کیا ہو سوال ۲۰  
عارف کس کو کہتے ہیں جواب جانتے والے پہچانتے والے کہتے ہیں سوال ۲۱



تخلیل ہو کر ایک رنگ پکڑے دوئی نہ رہی مثلاً سمجھنا چاہیے کہ سنگ پیرہ شریعت  
 طرف سے کیل کو صاف کرتا ہو کہ اس سے طرفت بالکل صاف اور پاک ہو جاتا ہو  
 اور قلعی طریقت کی بعد اسکے طرف برکتی ہیں اور جب نوشاد حقیقت کا اور  
 اسکے چکر کتے ہیں اور پیرہ معرفت وہ ہے کہ قلعی اور نوشاد کو لیکر اس طرف سے  
 مرشد قلمی گر کی طرح رنگ دیتا ہو ضرور ہو کہ اول طالب باستقلال تمام حق شریعت  
 ادا کرے کہ احکامات امر و نہی کے پرشیدہ نہ رہیں کہ اس سے نجاست ظاہری  
 دفع ہوتی ہو جیسا کہ ساہون پکڑی میل آلود کو صاف کر دیتا ہو بعد اسکے طریقت کو  
 اختیار کرے کہ اس سے تزکیہ باطن خصائل مذموم سے ہوتا ہو کہ جیسا شیشہ عرق گلاب  
 میں گند پیدا ہو جاتا ہو جب اسکو صافی سے چھاننا تو وہ کدر اس سے جدا ہو جاتا ہو اور  
 دل صاف مثل آئینہ طریقت سے ویسا ہی ہو کر ہو کہ گویا طریقت سے آئینہ جدا ہو کر  
 حقیقت کو دیکھو سمجھو کہ اصل اصول بنیاد جس جنس کی خریداری مضطر ہو تو اس  
 جنس کی طرح طرح کا نمونہ دیکھتے ہیں اکون کس طرح کیا ہو الغرض یہ تینوں مثل شریعت  
 اور مجموع انسان بھی تین چیزیں نفس اور دل اور روح اور ہر تینوں کو ایک  
 علیحدہ ہے یعنی نفس کو شریعت اور دل کو طریقت اور روح کو حقیقت سے واسطہ ہو  
 کہ بے ہر قسم شریعت و دواژہ طریقت کے اندر نہیں جاسکتا اور نہ طریقت کے  
 راہ حقیقت کی نہیں پاسکتا اور جبکہ طالب ان تینوں منازل کو طے کرے تو  
 اسرار معرفت میں گذر سکتا ہو اگر کوئی چاہے کہ بدون ان تینوں امور  
 کسی معرفت کو پہنچو ہرگز بعد مضطر ہو ممکن نہیں البتہ فیض رہی وہ دوسری بات  
 کہ جیسا عاشق اللہ کے میں تحقیق کہ جیسا میلان کثرت کو طرف وحدت کی ہو دلیا ہو

یہ جو کہتے ہیں کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو نہ بدو شہر آباد  
 اور نہ ہی کوئی ایک وجہ میرے سامنے ہے۔ اس کے سوا وہ جس کے  
 ہونے والے ہی وہ ہر چیز میں عجائبات کے ساتھ ہیں اور غالب کو ضرور

|                            |                           |
|----------------------------|---------------------------|
| ہرگز نہ آدھ عمل مادی       | دین دولت بدو شہر آباد     |
| کافر بنے علم بار و بر بندہ | تخم بے مغرب ہم ٹھہر نہ ہر |

یہ سب یہ کہ لو کہ سات سمندر باہم ملے ہوں اور صبح اکی ایک دوسرے سے ہیں  
 اسی کی قدرت ہو کہ باد و ہوا کے رنگ ہر ایک کا طحڑا طحڑا ظاہر ہو اس  
 لطافت کسافت ہر رنگ کی ظاہر ہو اور ایک دوسرے کے ذائقہ میں بھی فرق  
 نہیں ہو یعنی شیریں تلخ شور پیکا اور تلخ شیریں بھی فرق ہو کوئی باضم کوئی سستیل  
 اسطرح سے ساتویں فرق ہو غور کرو کہ خرابی یہ ہے کہ جو غیر عین ہو جادوی موقع فضل کا  
 نہ ہے کا الواحد بنے۔ بمصادق اس مصرعہ کو یہ دور کی چھوڑ دی ایک رنگ پلجہ اور  
 ظاہر ہے کہ جب مرکز ہے تو بعد مفارقت کے یہ ریح اسلام اور کافر کے دونوں  
 متصل مرکز ہونگے مگر ایسا کہ مرکز خاص کے حاشیہ اسلام ملا اور اسلام کے حاشیہ  
 کفر ملا تو در میان میں اسلام حائل رہا مثلاً دودہ کو پانی میں حوض کے چھوڑ دو تو وہ ملے  
 ہر رنگ ہو جائیگا مگر تحلیل میں کلام ہے خدا چاول کی بیج حوض پر آب میں چھوڑ دو تو  
 وہ اپنی بلکچ جمع ہو گئی گو اب ظاہر اقصائے پانی سے ہو مگر درحقیقت کنارے وہ بیج جدا ہو  
 ہو گئی وہ کفر اور دودہ پانی میں حوض کے لہجائیگا وہ اسلام ہو اور یہ کھا کر نا چاہیے  
 کہ شخص طالب کو مذہب والا ہو جب تک وہ اپنے پہلے مذہب کو دلسے ترک نہ کر گیا  
 اور کوراکٹر اس صاف ہو کر اس مذہب کو اختیار نہ کر گیا ہرگز دوسرا رنگ نہیں آگیا



یعنی مستعد کو نہ پہنچیکا یعنی کیا ہی شہسوار ہو وہ بلکہ مردان پر بد فہم و اجبر و سوار  
 نہیں کر سکتا پس ایسی حالتیں ضرور ہیں کہ طالب مذہب پر یہ اثر شود کہ کامل و مستعد  
 بیدار اختیار کرے کہ اس مذہب کو عیش اللہ کہتے ہیں اور صاحب اس کا صوفیہ  
 سب مذہبوں سے علیحدہ اور غرض اس کے یہ ہے

ہفتاد و دو طریق مستعد سے ہے

یہاں کچھ تکرار نہیں پردہ میں یا نہیں آئندہ دل کی سبب خباہت سے پریدہ  
 بجا رہت حضرت گلدرین احمد شاہ رحمت اللہ علیہ عینی فراتے ہیں تو نوی

لیم من بہت خانہ آرا دہ

نہ قابل بکفہ و نہ ثابت بدین

نہ خورہ شرابے بہم شربان

نہ باز اہان اتفاقی مرا

نہ سجد قبولم کندنے کشت

نہ خانہ خوش آید نہ صحرا مرا

بہر مجلس ذکر خیرم بر بند

ز بس غور فتم بہ آوارگی

شدہ مونے بزم تنہا یے

من نشہ بادہ افقی

من و آشنائی ز بیگانگی

حریفم بجزے سادا کہے

بہ بیت خودی بجز ادا

جبین پرانہ دم بہر گن

نہ جسمہ نوا بے زہم زبان

نہ فغان نہ غم

نہ دوزخ بود جائے من نہ بہشت

نہ باس قرار عہ تنہا مرا

کچھ کعبہ و گہ یہ دیرم بر بند

ز خود دل بکندم یکبارگی

من و بادہ و بادہ پیایے

من و ساقی و کج بے آفتی

جنون رسائی و دیوانگی

انیم بجز نے سادا کہے

زانے و لہم تانے بدو  
 تشاید و دیوانہ و لگیر خوش  
 زانے بگو شمع خدا تانے  
 مینار و روغن سارم خدا  
 پور غلطی سینه ام جام می  
 چنان بر شده شیشه و دل ز می  
 بنامکم بیابخت خاکستری  
 ایام بیان روح در تن و مید  
 اسما صریح فی الجمله اماره شد  
 بیاباکم مطلقا پاک نیست  
 سرور و فقر پاک جانان  
 بیاساقیا اعرلیها چو قند  
 دلی مستندم که بیمار تست  
 بیاساقیا اے بحرف آشنا  
 بلقطه و به معنی همه باد و  
 بیاساقی اے مجلس آرای سن  
 خداے سرت هرچ داریم ما  
 شب و روز در سوز و سار تو ایم  
 دلم خواہای دلبر بے بدل

جزوئے رسالتش می بود  
 کلم من آواز زنجیر خوش  
 سوز و بداریج و لہم تانے  
 هر دم بجز می مبادا دوا  
 نگذرد و روز منتنا می  
 ندانم که شب کے شور روز کے  
 سرکش بہ خوناب چشم تری  
 کہ آتش ز گرمی سکو دل دوید  
 روان در رگ و ریشہ ام بادہ شد  
 خدایم بجز شیره تاک نیست  
 کہ دستگیر گیر و بہ پیسانہ  
 تو دار و فروشی و من در دمنہ  
 دوا شربت قند گفتار تست  
 مکن لفظم از رنگ معنی جدا  
 برویم در فیض بکشا دہ  
 بیاساحب دین و دنیا می سن  
 کہ خوانان کوس و کناریم ما  
 تو معشوق عاشق باز تو ایم  
 کہ خوانی ز سوز محبت غزل

## عزل

|                               |                          |
|-------------------------------|--------------------------|
| بود رام نام ولا آرام          | نگر دو ندام چسارام       |
| ضنا در حرم تو نامحرم است      | لبوشت رساند که پیغام     |
| چو گل بشکفت غنچه دل ز شوق     | اگر بکشتی به دشنام       |
| غنم می بستم غنم دوستم         | برین چه خدی بر اسلام     |
| برم بر زبان نام تو هزاران     | که نام تو شیرین کند کام  |
| اگر بزم افروزی از شمع وصل     | بر دروشتی صبح از شام     |
| منی غیر اجام عشرت بگفت        | کسی بر زخاں جگر بسمام    |
| بیفتد دل ما بدام کس           | شود جرم دل گرد امان      |
| بجز مشت پر چشم دام ندید       | ز بس کند شد رشته دام     |
| کند صیدم آخر خط نوحه          | نه آغاز پیدانه انبام     |
| باین جلوا که را سے زور        | کند جلوه باشی درو با مان |
| ز می جام پر کرده خند پر و گفت | که غازی بین است انعام    |

جا سے غور ہے کہ اہل دل کا کیا کلام میں ولولہ ہوتا ہے کہ جس سے شوق ٹپکا پڑتا ہے جبکہ عشق صادق ہے تو کچھ ایک نہیں ایسے مقام پر دل طالب کا خود پیر ہو جاتا ہے بصادق اس مصرعہ کے ہشاگرد باش عشق ترا دوستاؤں  
 اگر طالب بی علم اور بے کس رہا اور دنیا سے کافی سو کوچ کر گیا تو حسیا ذکر بلا اختلاف رنگ و ہنگ کا تطبیق چکا دیا ہی خلوت حرام انکے مانو بھی میر خاں  
 شمار نہ ہوگا موافق رباعیات ذیل عمل پیرا ہوا طالب کہ ضرور رہے۔ رہا علی

|  |  |
|--|--|
| <p>دروادی شک چو گمان سیر کن<br/>         ایک کعبہ گزین و سجد و غیر کن<br/>         خود تفرقہ آن بود نمی دانستم<br/>         بسن میان بود نمیدانستم<br/>         آن سنی مرا چہ سود دارد گوئی : پ<br/>         بابت ہمین تو جانی دیگر ہوئی<br/>         و ز خلعت تو وصف کجا گویم سن<br/>         تزد دل خود کہ در دل تو من</p> | <p>بہ سخن از کعبہ د از دیر من<br/>         زوشہ ہستی رشیدان آموز<br/>         بسن میان بود نمیدانستم<br/>         گنستم بہ طلب کجا می رسم<br/>         ای آئندہ حشر زہان می بودی<br/>         نیز کہ تو جان نشان اوئی<br/>         گفتم لکارترا کجا جویم سن<br/>         گفتا کہ مرا جوی بر عرش و بہشت</p> |
|--|--|

پس سمجھ کر اور زیادہ وحشت ہوئی کہ تمام عمر کیا کرتا رہا مای کیا دقت تا کج  
 اور جاتی بھی ہے اس کو فرصت کمان چبٹال گذشتہ جو رباعی

|  |  |
|--|--|
| <p>کیا بار بہ تکدہ شنیدم ناقوس<br/>         ای عمر عزیز رفت رفتی افسوس</p> | <p>ایک چند بسوی کعبہ گنستم مایوس<br/>         یک گام نیامدم بسوی تحقیق</p> |
|--|--|

سنو برادر من حیات ابدی میں جو خوشہ کام آئے اسکی فکر لازم ہو ورنہ اوقات  
 حیات مستعار کے بعد مرگ وہاں ضائع ہوگی مثال یہ کہ لبن دی اور پستی کی ٹانڈ  
 کس قدر فرق ہوتا ہے اور غفلت اور ہوشیاری کا کیا نتیجہ ہو سونی اور جاننے کا  
 فرق میں ہوسفیدی اور سیاہی میں کس قدر تفاوت ہوشیرین اور ترش میں  
 کیا نزاع ہو گئی اور سردی میں کیا بعد ہو سکون اور حرکت میں کس قدر فاصلہ  
 ایسا ہی اس تکمیل باکیف اور وصل بے کیف میں بے مزی ہو پس چاہیہ کہ طالب  
 اپنی عمر کو ضائع نہ کرے حضرت شاہ غلیل الرحمن رحمہ اللہ علیہ ہنسوی امام

اعظم صاحب کی اولاد سرشاو امین رہتی ہیں وہ فرماتے ہیں۔ ایپات

|                                  |                                |
|----------------------------------|--------------------------------|
| ایں لکھن از تملطون دور نیست      | نہایت در عالم کہ دی امور نیست  |
| ویدہ ام من عام و خاص و عالمی     | نہیت خالی از تصرف یکہ سے       |
| عام بے علم اند از اسرار نجیب     | خاص را مکشوف شد اسرار نجیب     |
| انکہ بے علم است بخود سید و د     | برہ امریکہ از آمر رود          |
| وانکہ را علم است داو را محرم است | راہ حکمش رفت گویش کم است       |
| وانکہ خاص الخاص در گاہ ولایت     | فانخ از فردا و امر و دوی است   |
| بادہ عشقش چنان از خود ربود       | گشت تعمیل و مگر واقع نہ بود    |
| انکہ شد قافی بذات پاک او         | جملہ شد آزاده و بیباک او       |
| فعل کر قافی حق صادر شود          | بہم بعینہ فعل ذات حق بود       |
| فاعل و مفعول و فعل اینجا یکیت    | لنگ شد پائے تلم گو خوش تگیت    |
| قافی حق امر ہے حق میکند پ        | ہر زمان بانگ انا اللہ میزند    |
| خود شود در قاص و خود از خود بود  | خود بود قوال و خود بخود بود    |
| خود بود ساقی و خود پیمانہ        | خود بود صہبیا و خود مستانہ     |
| خود بود لیلاد و خود مجنون بود    | خود بود دلدار و خود مستحق بود  |
| این جهان و آن جهان خود نور است   | انچہ می بینی ہمہ سمور است      |
| خود مقیم و خود قیام و خود غریب   | خود طریق و خود بعید و خود قریب |
| خود بخود ہر دم تصرف میکند        | خود بحال خود تملط میکند        |
| خود خائیں کعبہ مہر و صفا         | خود حبیب ذات یر نور خدا        |

ہر کہ او در کار خود باشد تمام جان خود در کار باز دوا سلام

حکایت مرید کہ در چہم افتادہ بود مگر اعتقاد تمام شد و انوار

یہ حکایت شیخ لال گوش ہوش اسقام پرسن لینا ضروری کہ وہ ملتان میں ایک شخص تھا اور وہاں اسکے پیر کا بھی مکان تھا مگر ایسا اتفاق ہوا کہ وہ شخص پیر کا مرید نہ ہو چکا تھا نہ تعلیم مرشد کی نہ آئی تھی کہ فکر معاش سے وہ پریشان تلاش کو کر رہا تھا دوسرے ملک کو چلا گیا اس عرصہ میں پیر کا انتقال ہو گیا مرید دس برس کے بعد آیا وہ سارے تہاتر کہ غیبت میں بھی فیض مرشد کا جاری رہتا ہے وہ اس بات پر اعتقاد لگا کہ ایک روز پھول مٹھائی لیکر قبر مرشد پر گیا پھول مٹھائی قبر پر رکھ کر فاتحہ پڑھ کر لگا پھر فاتحہ ختم ہوا آٹھ انگلیہ سو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوہا آیا پھول کو گرا دیا مٹھائی کمانی لگا آنسو دینے لگا تعجب کیا کہ پیر سے اس وقت کچھ بھی نہ ہو سکا یہ خطرہ گدنا کہ چوہا زبردست ہی افسردہ دل مکان پر چلا آیا اس روز سے وہ چوہوں کو عزیز جانتا تھا اور انکو مٹھائی کھلایا کرتا اس شخص سے کہ پیر تو زبردست ہی انہیں سے شاید مجھ کو فیض ہو ایک روز گھر میں یہ چوہا کھلا رہا تھا کہ ایک بابلی آئی اور ایک چوہا سنے پکڑا اور باقی چوہے بھاگے اس وقت اسکے دل میں گدنا کہ واہ یہ بھی خیال میرا بیچ تھا بلی قوی دست ہے وہ اس روز سے بلیوں کو عزیز رکھتا کھلاتا پھلتا تا حسب اتفاق ایک دن باہر سے کتا ایک آیا اسنے بلی کو پکڑ لیا اس وقت تو یہ گھبرا دہے کہ کتا یہ سچ بھی میرا غلط لگا کتا صاحب قہر ہے اس روز سے وہ کتوں کو لانا باس بھاتا ایک روز جو داسکے سامنے کھانا نکال رہی تھی وہ دوسرے طرف منہ پھیر کر دوسری چیز لینے کو جھکی دوڑ کر گئے نہ کھانے میں

سنہ ڈال دیا اُس نے منہ پھیرا تو دیکھا کہ گناہگار ہوا اُس نے کتے کو خوب مارا وہ گناہگار  
 اس وقت یہ دیکھ کر اپنے دل میں سمجھا کہ واہ جو کچھ ہو وہ میری عورت ہی اس روز  
 وہ اسکی تابعداری حوصلہ سے زیادہ کرنے لگا اس امید پر کہ شاید اس کو خوش  
 دستور ہے کہ عورت زیادہ خاطر داری سے بہکے جاوے انا سخت سے باہر جا  
 چنانچہ اُس شخص کو ایک روز باہر جانکی ضرورت ہوئی اور شب کو کچھ نہ کیا یا تو اجنبی  
 شدت کی معلوم ہوئی جو وہ سے کہا کہ کھانا دو وہ عورت سرخسپی تھی اُس نے گرجی  
 جواب دیا کہ صبر کرو تیار نہیں ہو یہ سن کر اسکو غصہ آیا تاب نہ لایا جو تاپاؤں سے تھکا ہوا  
 اسکو مارا کہ وہ روتی ہوئی باہر کو بھاگی اس وقت یہ دل میں متعل ہو کہ یہ سب خطایہ  
 گزشتہ میری تہین دوسرا نہیں جو کچھ ہون میں ہوں افسوس کہ اپنے امید رسید میں  
 اوقات خود شائع کی خوش اس نہ سو وہ مستعد ہو کر حضور مرشد اپنی دل سے مشورہ لینا  
 شروع کیا چونکہ مادہ قابل تھا دید خود سے بے نظیم ہر کے چند روز میں ولی کامل ہوا  
 اب وہ شیخ لال شاہ الہیلے ولی اس جو زمین مشورین چاند انہوں نے زبانی  
 اس دو مرتبہ دلیل و نارمین بسر کی تیار ہوئی جب موت قریب آئی تو اپنے ہشتون سے  
 یہ وصیت کی کہ جب روح میرے قالب سے مفارقت کرے تو مجھے غسل دے اور دیکر  
 جنازہ بنا کر رکنا اور اٹھائیں کچھ توقف کرنا تاکہ ایک شخص اپنی نقاب پوش دیگا  
 جب وہ کانا میرے جنازہ کو لگا دے تو میری جنازہ کو قبر پر لایا اور دفن کر دیا  
 انقض وہ مر گیا جب کو کہ وہی کیا تھا انہوں نے جنازہ تیار کر کے رکھا منتظر اس  
 نقاب پوش کے رہی بعد تھوڑے عرصہ کے ایک شخص منہ نقاب ڈالے آیا  
 اور کہا کہ اٹھا دو لوگوں نے یہ سن کر ساتھ اس امینی کو تین شخص دوسروں کے ساتھ

جنازہ لے کر قریب تیار تھی وہاں لیکن وہ اجنبی پہلے قبر میں اُترا اور دوسرا شخص بھی اُتر  
 اور اُس مردہ کو قبر میں رو قبیلہ لٹا اور مٹہ اسکا کفن سے کھول دیا اسوقت اس اجنبی  
 نقاب والے نے بھی اپنے مٹہ کو نقاب دیا اور مردہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ  
 سلام علیکم اب ہم رخصت ہوتے ہیں مردہ نے شکر جواب دیا کہ علیکم السلام بعد  
 اس جواب کے وہ اجنبی باہر قبر کے اگر سب کی نظر غائب ہو گیا مگر اسوقت  
 جو لوگ حاضری میں اس نقاب پوش کے جسے کہ مٹہ کھولا تھا موجود تھے ساتھ غور  
 کامل کے دیکھا کہ اُس مردہ اور اجنبی کی ایک شکل بعینہ تھی ذرا ہی فرق نہ پایا  
 غرض اُس قبر کو بند کر دیا اس دید پر سب کو متحیر ہوا کہ حقیقت وحدت کو کثرت سے  
 استعدا تھا و تعالیٰ ہی لینے وہ خود ہی خود تھے بمصدق اسکے کہ ایک روح دو  
 قالب اب یہ مقام دم زدن کا نہیں ہے خیال کرو کہ آغاز وہ تھا بسبب عقیدت صحیح  
 یہ انجام ہوا تو طالب کو پوچھنے کی بات یہ ہو کہ تعلیم قلبی جیسی چیز ہے مگر مشدہ نہائی غرض  
 اگرچہ اعتقاد عجیب چیز ہے بدون مرشد کے امکان اور طالب بعض بعض حل نہ  
 ہونگے خیال کرو کہ وہی فیض دو طرح سے ہوا اول تو یہ کہ روح طالب کو عین بطور الہی  
 کے ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ مرشد کامل ہو اور مرید باقی اور اعتقاد میں  
 اچھا ہو اُس پیر نے اپنی فرصت کی کمی نظر کر کے ساتھ تائید مقدر مرید کو مرشد غی  
 ایک دم میں بشوق تمام انگہ و یکمراٹھ کو سراپا رنگ دیا اور بعینہ مثل مرشد کو وہ کہ  
 آگیا یہ بات کم ہوتی ہے دونوں صورتیں شاذ ہیں مگر اس تیسری صورت کسی سے  
 تو فیض عام ولایت علی رضی کا جاری ہو اور رہی لیکن ہاؤقتیکہ طالب کا تصور ہم  
 اور پختہ نہ ہو کیونکہ وہ شی عشق ہے مجازی ہو یا حقیقی ہے بدرق زور کے منزل کو



نہ پہونچ گیا اس مقام پر مرشد مجبور رہتا تھا تاہم محبت مرشد سے قال مرید کا اس  
 ہو جائیگا کہ مرید بظاہر روئی کہا کہ ایسا قول کہے سوا فعل اور حال سے مجبوری ہو گی  
 قول میت کے میت صوفی شری و شیخ شری و دانشمند ابن علیہ شری ولی  
 سلمان شری بہ اور جبکہ مرشد طالب کو بخوبی تعلیم کہہ گا اور طالب نے اس تعلیم  
 نظر کر کے محنت کی ترقی اپنے شوق کی چاہی اور مطلب کے دید کا شوق بڑھا  
 تو پھر سب کام انجام دے دینگے مختصر یہ کہ کان رکھ مقام رفعت پر کہ سلطان جنتی نے  
 حاکم نفس کو ادا دوسرے لشکر جو اس عشرہ کیواسطی درستی ملک دل اور انتظام عالم آبی  
 گل کے سونپا اور اسکو دوسرے لشکر کے مسلط کیا تاہر ایک ان اعضا و اعضاء سے  
 کہ تابع اسکے ہیں جو کام کہ فرماے بجا لائیں کہ ان کان خیل فخیل وان شری منترا  
 پس چاہیکہ فرمانبرداری حکم عايشان الہی کو نتائج بے انتہا جائز نگہداشت اور  
 حراست میں اس ملک کی کوشش کریں اور ہر ایک سیاہیون سے اس لشکر کے  
 اور سرداروں سے اس فوج کے اوپر ہر ایک کام کے مقرر کیا ہوئے عمل  
 کریں کب و ریاضت کے سعی بیع کریں کہ کوئی ایک درون شیطانی اور دروغ  
 نفسانی کو اوپر حال رعایا ہی قوای ظاہر و باطن کے ہاتھ ظلم کا دراز نہ ہوا حال  
 کرنے میں نفوذ عرفانی کے نفل نہ پڑے اور اندیشہ کرے کہ حالات اس ملک کے  
 ذریعہ سے دقت کرنا کاتبین کی دہم عرض معلیٰ میں پہونچتے ہیں ان علیک السلام  
 کہ اما کاتبین یعلمون ما یفعلون اگر احیاء زیادتی سے سستی شراب پر نہیں باقی  
 خلقت کے کہ نشہ ریاست کا ہر فتنہ آمدنی میں اسکی راہ پاوے اور خیانت خزانہ  
 میں امانت کی ظاہر ہوئی حاکم دیوان روز خزانہ میں آگے ستونی قصاکر خیانت کی بھی

اور بہ سبب جرم بے فرمانیکے غضبِ سلطانی میں گرفتار ہوئے اور جو کہ حساب سے  
 پاک ہو اسکو محاسبہ کیا خوف کا ماحول اُٹھ گیا یہ ہمیشہ یہ فیقول لھا عمن قمر کونیا  
 کان رکہ۔ غذا اہل ظاہر کی بلا اہل معانی کے ہو اور بلا اہل معانی کے غذا اہل ظاہر  
 کی ہو اور وہ بیخ سے حاصل ہوتی ہو اور یہ بیخ سے کہ دیگ دلو اور مجرّاتش کے رکستوں  
 اور دانہ معرفت حق کو انہیں ڈالتے ہیں اور اسکو ہوا سے دامن شوق بٹھکاتے  
 ہیں اور پھر مصالحِ شریعت کا اُسمین ملاتے ہیں اور سرپوش طمانیت کا اُسم  
 تر باپتے ہیں تا جوش اسکا باہر نہ جاوے اور ہوائی دماغ نااہلوں تک نہ پہنچے  
 پس شدتِ ہوک کی اس طعام سے دفع کرتے ہیں من ذائقِ عرف اس سبب سے  
 ہو کہ پرگندہ نہیں ہوتے ہیں اور مستغنی رہتے ہیں کو اسطے کہ تہیہ اسبابِ غلبہ کی  
 کنجی صبر و سکوت کی ہو ساتھ دوسری چیز کے احتیاج نہیں رکھتے کان رکہ دنیا  
 ایک باغ ہے اور ہم ٹیل اور جب ٹیل خزانِ دہشتی ہو گلزارِ سوکھارہ کرتی  
 بولوسوی ہماری دیکھ کہ رنگِ حین سوار تھا ہو اور دل ہمارا مکدر نہیں ہوتا ہو یعنی  
 باوجود ایسی بے اعتباری دنیا کے طبیعت ہماری اُسپر جمی ہوئی ہو۔ کان رکہ  
 ظاہر میں آدمی کے پوست ہو اور باطن میں آدمی کے دوست اگر چشمِ ظاہر  
 کوئی تو پوست دیکھے تو اور اگر چشمِ باطن سے ناظر ہوے تو تو دوست دیکھو تو چشم  
 دوسری کھول کہ ہمہ دوست دیکھے تو آئے کریمہ فَاِنَّهَا لَوَلَوْا فَتَمَّ حُجْبُ اللّٰهِ  
 کان رکہ دل ایک دریا ہو کہ بانی اسکا خون ہو اور اسکو ندی ایک ہو کہ نالہ اسکا  
 جتنا ہے در بے ہا سو اس دریا کے نہیں ملتا ہے اگر اہل دردمی ہے تو  
 محنت اور شقت کر اگر سُست بہتوں سے ہے تو چپکا ہو حسرت کیا کر کان رکہ



|                            |                               |
|----------------------------|-------------------------------|
| سوانحی کہ یہ تو کہ نہیں    | کون ہی تو اور کیا ہی اور کھین |
| جب نہیں اپنی جبرائی فرسودہ | پس نگر تو ظلم ظالم پر غور     |

العلم حجاب الابرار ثانی انہ کی ہی دوم غرور قوت کہ فضیلت چار یا پانچ  
 سوم غرور حسن کہ مانہ سایہ ابر کے ناپائدار ہی چہارم غرور دولت کہ شراب خود پرستی  
 خم ہر اورستی کا شعلہ شمع افروز اسکو غور را عظم کہتے ہیں فرعون اسی شراب کی  
 شمع میں غرق ہوا غرور اسی دھوئیں سے آتش میں ہلاک ہوا کہ ما فی السطوت و ما  
 فی الکائنات کان رکبہ اہل القلوب کو چہ سو میں دو کے منزل خدا میں راہ نہیں تیری  
 اور اہل دلو صحرائے حجب میں سرگردان نہیں کرتے اور پردہ حجاب کا آنکھ سے اسکی  
 اٹھاتے ہیں اور تحفہ طمانیت کا پیش کرتے ہیں یا ابشھا النفس المطمئنة انرجی  
 الی ربک راضیہ مَرْضَیۃ پس اگر جمعیت چاہتا ہی تو آگے خاموشیوں کے جا اور اگر  
 وحشت چاہتا ہی تو بات میہودہ گوئی سنے سن کان رکھ زندگانی ہر چند تلخ ہی لیکن  
 سانہ غفلت کی شیریں معلوم ہوتی ہی مرگ ہر چند شیریں ہی لیکن ساتھ غفلت کی تلخ  
 دکانی دیتی ہی و سیر فی الاکثر فیض و کیف کان عاقبۃ المجرمین افسوس اوپر  
 حال اس شخص کے کہ زندگانی کو شیریں سمجھا اور مرگ کو تلخ جانا اور کوزہ زہر کو  
 عوض میں زہر خالص کے خرید لیا کان رکھ اسے عزیز میری عاقل وہ ہو کہ  
 بہرہ تفکر سے نہ کہی تلک الامثال لَضَرَّ بِهَا النَّاسَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ اور وہ  
 اوپر تین طور کی ہی اول تفکر حرام اور وہ اوپر تین طرح کی ہی سبب تفکر ذات حق تعالیٰ  
 کہ سبب حیرت کا ہی کہ تَفَكَّرْتُ فِي ذَاتِ اللَّهِ وَتَفَكَّرْتُ فِي الْاَعْوَادِ اللَّهُ دوسرے تفکر انجام  
 کار میں کہ حکم مصلحت اسکا تمت ہوا مَا السَّفِيۃُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِيۡنَ يَعْلَمُوۡنَ فی ہر

فَارْتَوُوا أَنْ اجْتَنِبُوا وَكَانَ وَكِيعُهُمْ مَلَكٌ بِأَمْرٍ لَّ سَفِينَةٍ عَقَبًا تَسِيرُ الْفُلُ  
 اسرار حق کے اور وہ نہال دشمنی کا ہر ایہ لکھ دیکھ ولی دین و دم نظر سنجہ اور  
 و برین قسم کے ہر چلا نظر صفتونین اسکی کہ مورت حکمت کا ہے الحمد للہ کہ ستم  
 سُبْحَ مَمْلُوءَاتٍ عَلَیْہَا قَدْ دُوسِرَ تَفْکَرُ عَاجِبُونَ مِیْنِ وَہِ شَیْئَہِ بَصِیْرَتِ کَاہِرَ آیَہِ الذِّی  
 جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَ السَّمَاوَاتِ اَعْرَاشًا وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْجَجَ بِہِ مِنْ  
 الثَّمَرَاتِ لَذِقْ لَکُم مِّمَّا تَعْمَلُونَ واجب وہ او برین طرح کے ہر اول تفکر کا سونین ایہ  
 وہ سبب تظیم فرمان عالیشان خدای عزوجل کا ہو وائے کَاہِرَ لَکُم مَّا جَعَلَ لَکُمُ  
 تَفْکَرُ عَاجِبُونَ اپنے وہ مصدر شرم کا ہو لَمَّا قَالَ اللّٰهُ تَبَّ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَخَلَقًا لَّوْثًا و  
 اِذَا مَسَّهُ الشَّرْحُ حَرَفًا وَاِذَا مَسَّهُ الْخُجْرُ مَوَّعًا سَمِ تَفْکَرُ عَمَلِ اَمَّا اَعْمَالِ مِیْنِ اَوْ  
 اور دیکھنا صحیفہ افعال کا اور وہ منشا خوف کا ہو اِنَّ اللّٰهَ عَلَیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ  
 کَاہِرَ رُکَّہِ اَدِیْمِیْنِ طَوْلِ اَمِیْدِ کُوْتَبِیْرِ گتے مِیْنِ اور تہریر کو ساتھ تقریر کے والی مِیْنِ  
 کسری کو بنانے مِیْنِ ایوان کے کیا تدبیر تھی اور افلاطون کو تقریر فکلیات کی کیا  
 فائدہ رکھتی تھی اور فرزند دل پسند تدبیر وہ سہمے کہ رہنا ہو ہی تھا لے کو کوش  
 کرے تو تا برقع شرمنگی کا نہ پنی تو رضی اللہ و رضو عنہ اب آگے تو جان اور تیرا کا  
 جانے ترغیب اگر طالب کا دل فہمائش سے اشیہ پنی نہ تو اسکو ترغیب اس طور پر  
 دے کہ وہ اپنی پھلے خیال سے گز کہ شوق دل پیدا کرے اور عیب سے اسکی ستم  
 اور آوہ ہو جائے کیونکہ طالب کو تین باتیں ضرور مِیْنِ اول تو شوق دوسرے  
 آواگی تیسرے استقلال ہر حال مِیْنِ تا وقتیکہ یہ تین باتیں طالب نو کی سخت  
 مشکل ہو ایسی حالت مِیْنِ مرشد کو ترغیب کی تکلیف ضرور حیا کہ حکایت مشہور

حکایت مشہور ہے کہ روز جمعہ کا تھا اور وقت نماز کا آگیا حضرت رابعہ بصری  
ایک ہاتھ میں بانی اور دوسرے ہاتھ میں آگ لیکر مکان کے دروازہ کے باہر  
کھڑی ہوئیں اس عرصہ میں ایک غول ایسی بشر کا کہ وہ سب نمازی تھے جامع  
کی طرف چلے اس غول سے ایک شخص نے کہ رابعہ بصری سو ملاقات رکھتے تھے  
بعد ادا سے سلام کے ہنسر پوچھا کہ یہ وقت نماز کا ہے اور تم ہاتھوں میں کیا لیے  
کھڑی ہو جواب دیا کہ میں اس ارادہ سے کھڑی ہوں کہ بہشت کو آگ سے جلا دوں  
اور دوزخ کو پانی سے بجھا دوں تب دنیا داروں کی نماز خالصاً لوجہ اللہ ہو  
ورنہ یہ نماز کوئی شخص پاس بہشت اور کوئی باندیشہ دوزخ پڑھتا ہی ایسی نماز  
اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کہ وہ لوگ بہشت اور دوزخ کی واسطے پڑھتے ہیں خدا  
کی بندگی کیواسطے نماز دوسری ہے غرض وہ غول یہ کلام رابعہ بصری کا سنا  
ہوا چلا گیا بعد نماز کے وہ سب واپس پھرے حضرت رابعہ نے دیکھا کہ آگ لگا  
چالیس آدمی ایمین دیندار ہیں کہ انکے دل آج نوزائیدی سے روشن ہو گئے  
انہیں سے کہیں کچھ جواب نہ دیا چلے گئے دوسرے جمعہ کو حضرت رابعہ روٹی  
اپنے دونوں کانوں کو بند کیے کھڑی تھیں وہ روشن اب اس غول میں نہیں  
قطرہ آتا نہ اس ملک کے چالیس جب قریب حضرت رابعہ بصری کے آئے تو  
انہیں سے ایک نے آواز دینے لگا کہ سلام کہا جیجی جواب ملا تو دوسری بار کہا پھر بھی جواب  
نہ ملا تو تیسرے بار پاس آکر اور ساتھ پکڑ کر سلام کہا سلام کا جواب دیا اسی شخص نے  
پوچھا کہ آج کانوں کو روٹی سے کیوں بند کیا رابعہ بصری نے یہ کہا کہ اس جمعہ کو  
ان شخصوں نے دل سے میری سنگرمیں نہ کیا اب میں اسے کلام کرتا کہ وہ جانتی ہو

یہ نیک لوگ کا نوبہ ہے جس میں یہ سنکر وہ لوگ کہ وقت نماز تکبیر تھا مسجد  
 کے بعد نماز کے وہ سب واپس چرے حضرت رابعہ نے جو دیکھا لوگوں سے  
 نہیں آویہ کو جو اس غول میں تھے اُنکے چہرے نور تھیں سے ٹکنتے غول کے  
 کہ شکر ہے کہ آج انہیں سے میں آئی اور دیندار نکلے وہ لوگ یہ سخت ہوئے غول  
 چلے گئے تیسرے جمعہ کو وہ پیش نہ آئے باقی میں دیکھا اس غول کے باقی تھے بار بار  
 نماز آئے سب نے دیکھا کہ رابعہ بصری نہیں ہیں وہ سب دروازہ پر کھڑے ہوئے  
 ہیں انہیں سے ایک نے آواز دی کہ ہم لوگ مشتاق قدم مبارک کے ہیں حضرت  
 رابعہ بصری یہ سنکر انگوٹھیں پی باندھ کر اہر آئیں ان سب نے بعد ادا ای سلام کر  
 پوچھا کہ آج انگوٹھیں پی باندھ کر جواب دیا کہ ظاہر میں تم لوگ اور وہ کو شکل انسان کی  
 معلوم ہوتے ہو مگر میں تم کو شکل جانوروں کی دیکھتی ہوں میں نہیں گوارا کرتی کہ  
 تمکو یہ شکل دے دیکھو یہ سب سنکر نام اور پیمان ہوئے اور اس عرصہ تک  
 عزرات پیش کیے کہ وقت نماز کا گزریا اسوقت رابعہ بصری نہایت غصہ میں  
 اور کھانم نوٹ وہ ہو کہ خدا کی حضوری سے ملاقات کو میری مقدم سمجھ اور جانتے  
 نماز پڑھنی اگر تمکو خدا کا شوق ہو تا تو ہرگز تم شرکت نماز میں دیر کرتے مجھے نہ کہ  
 ملاقات کرتے نہایت نااہل ہو یہ سنکر وہ سب لوگ بہت نادام اور خستہ دل ہوئے  
 اور یہ کہ آداب ہم تو یہ کرتے ہیں آئندہ ہمیں ایسا تصور نہ ہو گا اسوقت اب  
 ہمارے واسطے دعا کرو حضرت رابعہ نے دونوں ہاتھ سوئے آسمان اُٹھا کر یہ دعا کی  
 کہ اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو توفیق نیک دے جو ان لوگوں سے یہ کہا کہ تم اللہ کو جانتے ہو  
 تم دینہ باطن اور ظاہر سے شب و روز اسکو دیکھو کہ سوا اُسکے کوئی دوسرا نہ ہو

جہاں میں انھیں پہنچا اور تم اس قدر دیر دلی سے زور دو کہ وہ بھیرتے بھیرتے  
 منور ہو کر جامے اُسکے نوکیلی پہلی میں ہلکا ٹکڑا کہ سب غیانات تھما دے ثناء ہو جائیں  
 اور تم اپنا پادشاهت خود سے فنا و مٹو ہو جاؤ اس درجہ کہ اصلی روح تنہا ہی کو پہلی اُس  
 نور کی بخش کر دے یہ سب کچھ ان شخصوں نے کہا کہ ہم آپ کو ہاتھ پر بیت کرینگے جواب دیا  
 کہ عورت دو مرتبے بیت نہیں لے سکتی پھر ان طالبوں نے نہ مانا اہل راہ کیا جانچو  
 حضرت رابعہ بھری نے اُسی روز ایک شخص کو آب کشی کے واسطے مزدوری کو  
 بلایا تھا وہ سانسے بوجہ تھا حضرت نے اسکو پاس بلایا سانسے بٹھایا اور اپنے بیکر  
 اُچھڑا اُس دور کے سر پر ڈال دیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ ہر ایک تم اُسکے ہاتھ میں ہاتھ  
 اپنا دیتے ہو تو اس مزدور سے یہ کہا کہ تو ہر ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا جا  
 غرض اُن سیولوں نے اور اُس مزدور نے ویسا ہی کیا پھر وہ سب دیان خاموش  
 آہستہ ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس پہنچے اور وہ سات روز تک گھر سے باہر  
 نہ نکلے مگر وہ ہر کوئی اپنی اپنے سے بیچ دے دل جماعے اور ہجو کیا انھوں نے اپنی  
 طرف کو اللہ تعالیٰ کے تئیں اور آپ طرف اللہ تعالیٰ کے رجوع ہو گئے پس  
 وہ مقبول درگاہ خدا ہو گئے ہر فرد دلی کا ہوا تو بواسطہ اُس مزدور کے حضرت  
 فیض نے اس درجہ اثر کیا کہ وہ لوگ فیض دہی سے مشرف ہوئے عجز و عشق  
 اور اعتقاد نہ است کا نتیجہ ہوتا ہے کہ فہمائش اور ترغیب نہ کیا نہ گناہ کیا  
 غرض کہ کچھ بھی ہو لیکن انسان کو پونجی عشق مزدور درکار ہے حضرت غانی الدین  
 احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ عجی اس شفیق میں بہ حکایت فرماتے ہیں حکایت  
 جوانے درین بزم صاحب کمال چنیں کرد از مرد پیر سے سوال



بر قوم اندران قوم باکی مرشت  
 ز احوال مردان افشوده غوی  
 که آنها چه دارند در بر نیا سس  
 نشستند با هم چو ز انبساط  
 برایش بداد آن اسیر هوا  
 برایش و بفضیست انجام داد  
 بسجاده و خرده افتاده اند  
 بخوراک مرغان آن مرغزار  
 چون در جایش در آید بگفت  
 بهشت شما گرمین بوده است  
 ای چشم کجای و بزم بدین  
 بهشت برین بزم ستاده است  
 بآنها که گفتی دل از کف نه  
 بیاسایی داده پیاسه من  
 تماشا ی رخسار ای رنگسار  
 شوی آشنای زوی بیگانه گی  
 بهر گام ز خود فدا ی بدون  
 جل نقش کردی خیان ترا

که باشند خاک بر باغ بهشت چه  
 دماغم رسید است با من بگوسه  
 قاش است پر شا ک شالنج یا ایاس  
 چه چیز است اسباب پیش فضا ط  
 که با تو گویم من این ماجرا  
 بعباده نماند در سر اعتبار  
 به شیخ دل را زد کف داده اند  
 زود دانه بسجود پر دم شمار  
 که نتوان دیگر حرف حق دانفت  
 عبادات ز یاد میپوده است  
 بهشت برین را بروی زمین  
 که دل بسته میان به پیاده است  
 شش لقه از دنبه نسید نه  
 فدای تو باد اسرایاسه من  
 زمین بر که کردی ز نزدیک دور  
 زدی سر لعلها ز دیوانگی  
 چو مجنون گرفتی طریق جنون  
 طلب کردی از جان وصال ترا

اور تحقیقت تو بهیچ که تعلقات دنیا سے بزرگان سلف کو ہمیشہ نفرت رہی

اور وہ ہمیشہ توقعات و تپا سے گریز کیا کیجے اور واقعی کہ انسان کا ایک بڑا  
 اس سے ایک ہی کام انجام پاوے گا دوسرا کام کیونکر بن آد گیا حتیٰ اوست  
 ولسے توقعات دنیا کو ترک کرے پھر آمادہ طلب ہو نصرت شرف الملتہ والبرین  
 احمد نسیری قدس سرہ فراتر ازین آیات

|  |  |
|--|--|
| <p>گردنت آگہ ز معنی آمدہ است<br/>         این ہواے کہ پیش ازین باشد<br/>         راندہ سالبت ندانم چیت<br/>         برد حق بگرد روز گردد<br/>         زانکہ ہر کس کہ دینی باشد<br/>         راہ دین خلعت و عبادت نیست<br/>         یا نجی کے بر نہی بیام فلک<br/>         تا بود این جہان نباشد آن<br/>         ترک دنیا گیر تا دینیت بود<br/>         ترا نفس کافر در کین است<br/>         راہ بے رحمت و عقب نہ بود<br/>         یقین اللہ مایا از ہوش<br/>         چون تو بیماری از ہوا و ہوس<br/>         ای صدف جوئی جوہر الا<br/>         تا بہ جارب لا زوی راہ</p> | <p>کار و دینیت ترک دنیا آمدہ است<br/>         رسم و عادت بودنہ رین باشد<br/>         خواندہ خاتمت ندانم کیت<br/>         کہ بزاری شوی درین رہ مرد<br/>         در طریقت برینی باشد<br/>         جز خرابی درو عمارت نیست<br/>         بادہ کی در کشی ز جام فلک<br/>         تا تو باشی نباشد یزدان<br/>         آن بہ از دست ما نیست بود<br/>         کجا تو رہ بری آنجا کہ ادین است<br/>         ماہ بے عقدہ ذنب نہ بود<br/>         ساختہ بندہ وار حلقہ بگوش<br/>         رحمت للعالمین طیب تو بس<br/>         جام جان را بنہہ ساسل لا<br/>         نرسی در سرای الہ شد</p> |
|--|--|

حکایت کیا نہیں حکایت اندیشہ جزئی تھی عیدہ اللہ عنہ کی کھڑکی میں  
دوخ اپنی پر حضرت ذکر علیہ السلام کی زبان سے آکر سے کہ وہ سبق سنت  
جائے اور کہ درجہ عذاب ہی الغرض جبکہ والد اس کے آگے اور یہ خود ہی ہوتا  
حالات سختی عذاب ووخ کی کہ جو تا فرما فی خدا کے سبب اتنا ہی ہوتا  
ہمیشہ رویا کرتے تھے اور ایسا درستے تھے کہ کسی دن وقفہ نہ پاتا اور ادھیچا  
آنکھ سے انسان کی نکلے تین خون جگر کا بانی ہو کر گرم گرم اور تپ تپ  
سیلان سے اس کے دونوں رخساروں کا گوشت شرمشک ہو کر لپک لپک ہوتا اور  
کھون یعنی بیڑوں کی شکل ایسی ہو گئی تھی کہ جیسا کہ یہ ہے وہ بھیچہ پڑا ہوا  
کہ دوسرے لوگ بسبب ہشت اور کراہت اس کے سحر سے کہ وہ عذاب  
کرتے تھے اور اگر کسی حضرت سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے تو فرمایا کہ  
کہ میں ڈرتا ہوں عذاب ووخ سے اور لڑتا ہوں لڑائی خدا سے کہ اس کا  
ایسا کہ روکنے والا کوئی نہیں ہے تو یہ سست کر پوچھنے والا کہتا کہ آپ تو سب سے بڑے  
اور خود ہی میں آپ کو دووخ سے کیا علاقہ اور آپ کیوں انفرانی اس کی اس سے  
تو آپ اس کا جواب دیتے کہ بندہ ملک ہو ملک اپنے کی اگر جو کوئی تا فرمایا کہ  
نہیں ہو اگر ملک اس کا بے سبب اس کی سزا کرے تو دوسرا کون ہو کہ اس کو قصہ  
ملک سے بچا دے اور بندہ کا عذر کافی نہیں ہوتا اور نہ یہ بندہ اس باریق اور شام  
موصلہ رکھتا ہو کہ جو حق اطاعت ہی اس کو ادا کر سکے اور بالغرض اگر حسب فرمان  
اطاعت بھی کی اور اس نے قبول کیا تو کیا غلام کا دعویٰ ہے ہر حال میں اس کو  
ہوں کہ اگر مجھ سے دوخ نصیب کیا تو یہ سوچ چکے ہیں کہ اس تکلیف ووخ کو میں کیسے

[illegible]



کرتا ہے۔ بات سن۔ شرم پانی ہو کہ گردالم کو دامن گناہ سے دھو ڈالتی ہو اور جاسم  
 نفس کو پاک کرتی ہے اور وہ اوپر دروہج کے ہے اول شرم خلق کہ شریعت  
 بنیاد ہوئی ہو اور یہ کام مہجور و نکاہی دوسری شرم خالق اور وہ تفکری حاصل  
 ہوتی ہو اور یہ کام نزدیک و نکاہی و فی انفسکم اقلل تضرعون لیکن شرم خلق اکثر  
 طرف ریا کے کینچی ہو اور شرم خالق اکثر نزدیک و نکاہی و طرف خالق کے نزدیک تر کرتی  
 بات سن یہاں حضرت اس شخص کی ہو کہ آغاز و انجام سے خبر نہ لےتا ہو کس واسطے کہ اگر  
 آدم از گشت اپنا جانتا رہے و قول خلق کا دلیں اسکی راہ نہ پاتا اور ملامت آدمی کی  
 موجب الم انبساط اسکی نہ ہوتی فضیحتہ الدنیا اھون من فضیحتہ الاخری  
 باب سن عاقل کو ارشاد مرشد کامل کا بمنزلہ سرودہی اور نزدیک مردم تصویر کے  
 بیجا صل بختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم و ہم غشوا و لا  
 پس اسے برادر عزیز اگر اوپر ذات و صفات پروردگار اپنے کے ایمان مضبوط  
 لیا ہے تو اور اپنے کو ذلیل و خوار سفر عام اسکا جانتا ہے تو پھر کس واسطے ارشاد  
 مرشد چاہتا ہو تو اور مرشد کس واسطے ڈھونڈتا ہو تو پس اگر میر سے طریقہ کمال حضرت  
 چاہتا ہو تو زیادہ شناخت سے ربوبیت اسکی اور عبودیت اپنی بندہ کو کیا درکار  
 اور اگر زیادہ مواصلت ڈھونڈتا ہے تو بندہ خدا شکار کو ساتھ مصاحب کیسے  
 کیا کام یہ لکھتا ہوں میں شراب مہبت الہی ہو کہ انل سے ساغین دوستوں کے  
 بیٹھے ہیں اور وجود انکا ساتھ آب و گل دوستی کے خمیر کیا ہو تھکاوید مرشد کامل  
 چارہ نہیں دیکھتا ہوں تما آوارہ ننوے تو۔ بات سن حوام می کو جنوں کے  
 اور جنوں کا نام می کہتے ہیں می وہ چیز ہے کہ قدس سرور کو خم دلیں جوش کرتے ہیں

نہ پانی انکو رکا سوچ کل میں انکو طوق میں صاحب لون کے بیٹے ہیں اور انکو ساقی  
 بیعتی لون کی انکو ساقی گھنڈار اور انکو ساقی پروردگار بات سن۔ اور ساقی اور عزیز  
 بہنکو باوجود ان تمام سیونکے کہ ساتھ میرے ہوا اپنے سے بیگانہ جانتا ہوں اور  
 تو بھی نہ کہ باوجود ان تمام خصوصیتوں کے کہ ساتھ تیرے ہے اپنے سے بیگانہ جان  
 اور امید وفا کسی سیرت رکھ فیما تمفعہم شفاعتہ الشائک فیما تن فیما تن  
 ہو کہ تو نگر رہے اور تو نگر رہے کہ طرف ائمہ دوسرے نہ دیکھے پس جو رویش کہ  
 غم روئی کا نہیں رکھتا ہے تو نگر اور جو بادشاہ کہ خراج جہان سے لیتا ہے گدا سے  
 دیروزہ گرہے اور غنا اور پر تین قسم کے ہے پہلا غنا سے مال اور وہ ادب تین قسم  
 کے ہو وہ چیز کہ حلال سے آتی ہے محنت ہو اور وہ چیز کہ حرام سے آتی ہے لعنت ہے  
 اور وہ چیز کہ قدر مایحتاج سے زیادہ ہوتی ہو عقوبت ہو۔ دوم غنا سے دل وہ بھی اول  
 تین قسم کے ہو تمنا دنیا سے بہتر چاہتا اور مراد ایک بہشت سے خوشتر طلب کرنا اور  
 آراگاہ ایک آسمان و زمین سے دوسرا ڈھونڈنا علامت اسکی خوشنودی ہے  
 ظاہر و باطن میں۔ بات سن آدمی بوڑھا اسوقت ہوتا ہو کہ سیاہی دلی اور کچے جاوے  
 نہ سیاہی بالوں سے افسوس اور حال اس شخص کے کہ بال اس کے سفید اور کچلے سیاہ  
 دوستوں کو سختی شرمندگی گنہ حرارت و دوزخ سے سوزندہ تر ہو اور طاقت تسلیم و  
 رضا کو شرجیت الماد سے شیریں تر اکل الجنة مشغولون بالجنة و اهل الجنة  
 مشغولون بالنار و اهل النار مشغولون لی بات سن آدمی کو جب محبوب ظاہر و باطن  
 اپنے نظر پڑتے ہیں زبان اسکی عیب سے دوسروں کی کوتاہ ہوتی ہے اور زبان اور  
 عیب دوسرے اس شخص کی دراز ہوتی ہو کہ اپنے کو عجیب جانتا ہو اور اپنے کو

بوجیب وہ شخص سمجھتا ہے کہ صاحب بھل مرکب ہو وی۔ بات سن آدیکو جب تک  
 قدر دنیا کی نہیں معلوم ہوتی ہے حد مد اسکا چشم بھین میں اس کے مقصور نہیں ہوتا  
 عنان ازادہ کی سعی بجاصل سے نہیں پیرتا ہوا و جب پہچان طرف دوسرے عالم کی  
 جاتا ہو کہ اسکو کوئی شخص نہیں پاتا ہوا و تھیل الیہ تھیل اور تھیل کہنی پر نیکی ہے  
 وہ اوپر تین طرح کے ہر دو رخ سے طرف بہشت کی اور دنیا سے طرف آخرت کی اور اس  
 طرف حق تعالیٰ کے وہ شخص کہ دو رخ سے طرف بہشت کی جانا چاہتا ہو حرام سے  
 حلال اختیار کرے اور تمام کاموں سے مستخلص ہو وے اور وہ کہ دنیا سے طرف آخرت  
 جانا چاہتا ہو حرص سے طرف قناعت کی آوے اور عطاء سے طرف فراغت کی خواہش کرے  
 اور وہ کہ اپنے سے طرف حق تعالیٰ کے جانا چاہتا ہو سرا پر تسلیم و رضا کے رکھے  
 اور اپنے کو ماتمین اس کے سوچنے آئے اَفَوْضُ اَمْرِي اِلَى اللّٰهِ جس شخص کہ دنیا سے  
 بازگشت کی صاحب غم ہوا موافق یہ قاضی کما بصیر اَلْوَالِئِ مِّنَ الرَّسْلِ  
 اور وہ اوپر تین طرح کے ہر اول ارادہ تو یہ کہ وہ انکار کرنا معصیت کا ہو اور تفر  
 رہنا اس کے اسباب سے دوسرا ارادہ خدمت کا و عیش از امر متوجہ رہنا اور کام  
 اوپر کام دنیا کے مقدم رکھنا تیسرا ارادہ حقیقت کا وہ وقت ختم کا ضبط کرنا اور عطا  
 ساتھ خجالت کے اور معرفت میں ساتھ جہالت کے رہنا العجیب کہ حق دُلَّ اَلْاَمْرَ  
 اَدْنٰا ک اسی غریب تو اس پر عمل کرنا نہ کرنا تحریریں دنیا طالب کو ضرور ہے  
 کہ ہر قبیلہ میں ہر قسم کے ہوتے ہیں یعنی کسی کو حرص عبادت کی کو حرص نہ کی کو حرص  
 تقویٰ کی کو حرص فطری کی کو حرص گدائی کی کو حرص تصوف کی کو حرص تحصیل علم کا  
 کی کو حرص عشق مجازی کی کو حرص عشق حقیقی اس قبیل کے ہزار ہا قسم ہیں پس ہر



کہ مرشد مرید کو ایسی تعلیم کرتے کہ وہ مرید اپنے حوصلے سے زیادہ حریص ہو جائے کہ  
 ایسی تعلیم زیادہ تر تیار کرتی ہے چنانچہ مدت سے یہ حکایت مشہور ہے کہ کسی مقام پر  
 ایک طائفہ قزاقوں کا تھا معمول تھا کہ وہ اپنے وطن سے واسطے حصول غنیمت کے  
 مرام طرف دوسرے ملکوں کے جاسد اور وہاں سے مالا مال ہو کر واپس آتے تھے  
 اس طائفہ کا ایک سرخیل یعنی اس جماعت کا مالک تھا اور وہ اُنکے ساتھ رہ کر مال  
 غنیمت سے حصہ اپنا مضاعف لیتا اوقات قوت نہ بھری کے داتا اُنکے ہی تھے  
 گر وہ دلوں ساتھ ہر ایون اپنے مسافروں رہر دان کو لوٹا کرتا اور تمام حالت بیدار  
 اپنے فعل پر نادم ہوا کرتا اور بیت روتا اور دست مناجات سوئے آسمان بلند  
 کر کے اپنے رفع ضرر کیا کرتا پھر جب صبح ہو کر قی تو ہی کام کیا کرتا الغرض وہ طائفہ  
 وہ طائفہ ایک بار ایک سال خوب مالا مال ہو کر سفر سے وطن کو پھر منزل پر ایک روز  
 ایک مقام پر ٹھہرا دیکھتا کیا ہے کہ ایک درخت کلاں شاخ واپر پیچیدہ اُنکے زیر سایہ  
 ایک شخص بیٹھا ہے اور سامنے اُنکے کٹا راہنی لوکاں زمین پر نصب ہے  
 اور وہ شخص آواز بلند یہ شور مچاتا کہ ہم بائج ہزار روپیہ کے عوض ولایت بیچتے ہیں  
 اسوقت اور لوگ بھی وہاں استادہ تھے اسکا کلام سنا کر سب خندہ کر رہے تھے  
 کہ یہ احمق دیوانہ ہے غرض اس روز وہ طائفہ دین شب باش ہوا وہ سرخیل  
 قزاقان حسب عادت دائمی دعا سے معفرت میں مشغول رہا اور تمام شب اکی وہ  
 آواز بلند سنتا رہا یہاں تک کہ وہ سرگردہ اس پاس گیا اور کہا کہ میں بائج ہزار روپیہ  
 نقد بھی دیتا ہوں اور ولایت مول لیتا ہوں جواب دیا کہ پچلے اس درخت پر تو چڑھ کر  
 اٹنا پشت کی طرف سے اس کٹا پر تو اپنے کو گرا اسنے سکر کہا کہ واہ روپیہ بھی دون او

جان بھی اپنی ضائع کروں یہ تجھے نہ لگا آئے جواب دیا کہ شرط تو یہی ہے غرض تو یہ  
 عرصہ تک یہی بحث رہی حسب اتفاق ایک شخص ان دونوں سے بیگانہ وہاں وارد ہوا  
 اُسے ان دونوں کی تقریریں سن کر اس میں خیل خریدار ولایت سے کہا کہ تو بالکل احمق اور  
 دشمن عقل ہیں لے یہ شخص اپنے افع کو تجھے نہیں کہتا اس میں کچھ عجیب ہے اگر  
 تجھ کو اعتقاد کامل سے خواستگاری ولایت کی ہو تو تو قبول کر اسنے کہا کہ ہاں  
 میں تمام عمر اپنی یوہن ضائع کی تو بیچ میری حرص کو تغیب دیتا ہے میں نے سوا  
 اٹکا بدل گوارا کیا اور اب وہ بہ باعقا و تمام مستعد ہوں پس اُس شخص بیگانہ کو یہ  
 جواب دیکر اپنے ہمراہیوں کو نقد مال تقسیم کر دیا اور اس میں سے پانچ ہزار روپیہ  
 لی لیا اور سب قمار کو رخصت کیا یہ رات آئی یہ تمام شب گریہ وزاری میں ہمراہ  
 رہا اور سوئے آسمان ہاتھوں کو بلند کر کے یہ دعا مانگا کہ جان اور مال میرا تیرے ہاتھ  
 میں نہ پہنچے ہوتی ہی وہ پانچ ہزار روپیہ اُس شخص فرو شدہ ولایت کے سامنے  
 رکھ کر کہا کہ اب کیا حکم ہے اُس فرو شدہ نے خشونت سے جواب دیا کہ کل قیمت  
 پانچ ہزار تھی اور آج دس ہزار قیمت ہے تیرے پاس روپیہ کم ہے تو جا کوئی دوسرا  
 خریدار آجائے گا یہ بیچارہ وطن اوارہ اپنے خیل سے چھوٹا مطلب بھی ہاتھ نہ آیا چو  
 اسکے دلو اس ولایت کی خریداری کا دلولہ پیدا ہوا تھا اسنے کہا کہ اچھا یہ پانچ ہزار  
 روپیہ بیچنا نہ رکھو اگر میں دوسرا پانچ ہزار نہ لاؤں تو یہ ضبط کر لیتا اُس ولایت فروش نے  
 لکھا کہ اچھا قبول کیا اور روپیہ کو اپنے پاس رکھ لیا چنانچہ وہ خریدار و مانسے کچھ  
 دور ایک راہ پر جا بیٹھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت خوبصورت سامنے چلی آتی ہے  
 جب وہ قریب آئی اسنے بوجھا کہ پاس تیرے کیا ہو عورت نے جواب دیا کہ

پانچ ہزار کی اشرفیان میں سنکر فروش ہوا کہ گویا گھر بیٹھے جمع ملی اس نے اُس سے  
 طلب کیا حجاب دیا کہ میں نہ دوں گی تو مجھ سے کیونکر لے سکتا ہے یہاں سے تھوڑے چلنے  
 ایک شخص مکر سے ولایت کو بھیجے کتا ہے وہ تجھے بڑا قزاق ہو وہ میرا خاوند ہے  
 اگر تو نے میرے اوپر ہاتھ ڈالا تو وہ خبر پا کر تجھے زندہ نہ چھوڑے گا اس بات کو اسکی  
 سنکر یہ ذرا بھی اندیشہ خاطر میں نہ لایا اسکا اعتقاد تو پورا پورا اُس پر آگیا تھا اسکی  
 کلام کو جوت جاتا تو کھنگرا اُس عورت کو مار لیا اور پاس سے اُسکے اشرفیان لیکر اٹھا  
 دغیر ان اُس شخص ولایت فروش کے پاس زبردخت اگر موجود ہوا وہ اشرفیان  
 اُس مرد کے پاس سامنے رکھ دین اور فوراً درخت پر چڑھ کر اٹھا جانب پشت سے  
 اُس کٹار پر خود کو گرایا نیچے اگر دیکھا کہ نہ وہ وہاں پر کٹا رہے اور نہ وہ شخص ہے  
 مگر وہی عورت کہ جسکو مار کر اشرفیان لین تھیں سامنے کٹری ہے اور وہ رہ پید او  
 اشرفی سب ایک طرف پڑی ہیں یہ دیکھ کر اسکو کمال تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہو جو کہ یہ  
 تشکی سے بہت بیتاب تھا اُس عورت نے پوچھا کہ کیا ہے جواب دیا کہ پیاسا  
 ہوں اُس عورت نے سنکر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا ایک گلاس شربت کا ہاتھ  
 میں آیا اُس تشنہ سے کما ک لے اور پی اُس نے فوراً اسکو لیکر پی لیا پھلے عرصہ  
 میں عیش رہا پھر انگہ جو کھلی تو وہاں وہ عورت بھی نہ تھی مگر ایک آواز آئی کہ جاتو  
 قبول کیا گیا پس یہ سنکر اسوقت حجاب اُسکے سامنے سوا ڈھک گیا منصب ولایت پر  
 مامور ہوتا زینت اپنی وہ اُسی درخت کے نیچے دیکر بعد مدت سفر آخرت کر گیا اہم  
 خیال کر دے کہ ایسے حریص بھی ارادہ والے ہو سکتے ہیں کہ وہ کیا تھا اور ایک دم میں  
 کیا رہ گیا کہ سبب عقیدت اور ارادہ پختہ کے مقصد سر کامیاب ہوتے ہیں یہ

درست لیکن چون رہبری عشق کے منزل تمام نبوی مرقد متقل در کار ہو دنیا کا چکر  
 بہت دشوار ہے بیان عقل کا گزرا نہیں پر عشق کے دوسرا سہارا نہیں مرشد  
 طالب اور مطلق کے درمیان کاشا ہے کہ ماتہ فمائش اور رغب اور تحریک  
 عقد بند ہوا و تلب ہے سوائے اسکے پیر اور کچہ نہیں کرنا اکثر شاہ پیر انکو آسمان کے  
 تارے گنا کرتے ہیں اور مرید مستعد با اعتقاد اپنے دفا کر کے خود چاند بن جاتے ہیں  
 ایساں برا و اس فصاحت کو تصور استنا پاسیہ کہ بزرگان سلف کا ارشاد یوں ہی  
 حضرت شرف الملت والہین احمد شاہ مجدد علی نبوی بہ فرامین - ایلیات

نیت آزاد با حقیقت صبح کار  
 چو چین آزاد از اسرار او  
 نفس کل یک پیادہ بردار او  
 کی توان بود کردگار شناس  
 تنگ میدان زگنہ و صفش فہم  
 عقل را غارت کن و دیوانہ باش  
 بجز ایچکس خدا می شناس  
 چند بستی کنی ہوشیار شو  
 تشنہ می پیری و دریا زیر تو  
 رہو به خیش جان و شیر می بین  
 در عقل جیسے رہو بہرن باش  
 کاشایت خاموشی و رہمن باش

ہرچ از عادت رود در بردگار  
 سہر گشتگان در کار او  
 عقل کل یک سخن ز دفتر او  
 با تقاضاے عقل و نفس حواس  
 مست چو لان ز غزلش وہم  
 ہا توانی با خرد بیگانہ باش  
 نیت از راہ وہم و عقل و حواس  
 اسے بل غافل و محی پیدار شو  
 اسے در نیار و بھی شد شیر تو  
 او مبادل وہ و دلیری بین  
 در علم ہے شورش و شیون باش  
 در تگدہ درای و خاموش باش

|   |   |
|---|---|
| این راه طریقت مذہبای عقلت<br>بستر که فرشتگان بدان بیخبرانند<br>این دولت پیدای هر دل ندهند<br>علم عشق آنچه ہے عطلان راست | ناک قدم عشق درای عقلت<br>ای عقلک بیقل چه جای عقلت<br>وین شوق به خفتگان منزل ندهند<br>ایک ذره بعد هزار ماقبل ندهند |
|---|---|

اور حضرت صفی سرطیاء رحمۃ فرماتین رباعیات

|  |   |
|--|---|
| آن شطکہ یا قوت ولم رازنگ است<br>اور ہمہ ذر دست ہمہ غافل خلق<br>دل اگر دانا بود اندر کھار شش لمینیت<br>گوش اگر شنوا شود جنم فکر حق کی نشود<br>زادہ بخدا نیست ترا برہ زہوش<br>لبریز حقیقت است آئینہ و جام<br>دیوانگی ولم بود عقل کمال<br>در گوشت میخاز تا شا بکند<br>از کثرت شوق دوست عزلت بگزین<br>پہ پستہ ہو گرد باد سرشته مفلو<br>غواہی کہ شوی شاد نگردی غمگین<br>آسودگی ہر دو جہانت ہمین | گوہر محیط است و شرر درنگ است<br>این سئے رنگین چه قدر پیرنگ است<br>چشم اگر بینا بود در ہر طرف دیدار نیست<br>دروبان گویا بود در ہر سخن اسرار است<br>از زہد و ریاقوبہ کمن بادہ نوش<br>ہم معنی و صورت است از جوش خروش<br>بیرون رود از دائرہ فکر محال<br>شمع است یکے ہزار فانوس خیال<br>از پنج بر آ، طریق راحت بگزین<br>یکجا بل جمع فراغت بگزین<br>از خلق کنارہ گیرد تنہا بشین<br>یک حرفت زمیں بشنو و را بگزین |
|--|---|

اور واضح ہو کہ جملہ طالبو کی طبیعت ایک سی نہیں ہوتی بلکہ کچھ کچھ کیسی کچھ بوجہ یکسا  
کچھ سچ کہ یہ قیاس کچھ غرض افزے سبکے ایک دوسرے مختلف پائے جاتے ہیں

حکایت دہقان بھی گوتہاں سن لینا ضرور ہو کہ ایک طالب دہقان نے  
ایک مشائخ کے پاس آکر یہ کہا کہ حضرت اکثر لوگ مرشد کے ہاتھ پر بیعت کو واسطے  
کرتے ہیں اور اسکا نتیجہ کیا ہے تم بخوبی مجھ سمجھاؤ اگر میرے خیال میں آدھکا تو میں بھی  
یہ کیا کر رہا ہوں گا شیخ نے جواب دیا کہ مجھے راک سے شوق ہو اور تمہکو کسی شیخ کا عشق ہے  
اُس نے کہا کہ راک میں نہیں بابتا کہ کسکو کہتے ہیں اور عشق کی صورت میں نہیں پہچانتا  
کہ کیا چیز ہے اور یہ دونوں کس سببی میں رہتے ہیں یہ جواب سکر شیخ اپنے دل میں سمجھا  
کہ یہ طالب کو راہ ہے اب شیخ نے اُس سے یہ سوال کیا کہ جو تو حال بیعت اور نتیجہ اسکا  
پوچھتا ہوا سوخت جاب اسکا میں نہیں دیتا جب تک کہ تو میرا سوال سکر جواب نہ دے گا  
دہقان نے کہا کہ حضرت میں عظیم الفست ہوں مجھ دیر ہو گئی میں جاتا ہوں کل  
اگر کتنا آپکا سنو گا اور جواب دوں گا شیخ نے کہا کہ چہ خوش تو ایسی بڑی بات مجھے  
پوچھنے آیا تھا اور اب تو میرا سوال بھی نہیں سنتا اور دل تیرا بت پریشان معلوم  
ہوتا ہے سچ سچ بیان کر کہ تجھے اسوقت کیوں جلدی ہے اُس دہقان نے  
جواب دیا میرے پاس ایک بہنیں ہے دیر سے اسکی آواز نہیں سنی اور اُسے  
دیکھوں کیونکہ وہ یہاں سے دور ہو میرا دل اُسپر ہے جبکہ شیخ نے اُس سے پوچھا  
تو انکو ایک گونہ مدد ملی پھر اُس شخص سے کہا کہ اچھا اب تو جا اور چالیس دن کے  
بعد میری پاس آنا مگر تو یہ میرا کتنا کر کہ وہ بہنیں جو آواز سے پکارتی ہے اور وہ او  
تجھے جلی معلوم ہوتی ہے اسی کا نام راک ہے اور جو دل تیرا اُس بہنیں پر بہت ملتا ہے  
اسکو عشق کہتے ہیں اب تو جا کر یہ کام کرنا اپنے گھر میں علیحدہ اُس بہنیں کا آدمی  
رات کو انہیں میری میں بیٹھ کر اپنی دونوں انگلیوں بند کر کے اور روئی سے دونوں آنکھیں

کانوں کو بند کر کے ایک پہر کا لہر رات کو بکنا غصہ یہ تصور کیا کرنا کہ جنس سانسے  
 کھڑی اور آواز دے رہی ہے پس تو چالیس روز یہ کام کر کے میرے پاس آنا  
 پھر میں تیری سوال کا جواب دوں گا وہ دہقان احمق اس رمز کو نہ سمجھا اور کہا کہ  
 یہ کیا بڑی بات ہے اور رخصت ہو گیا اور دہقان نے اپنی گھر جا کر شیخ کے لہنو کے  
 برابر پورا پورا خوشی سے عمل کیا چنانچہ اُس کو خیال بختہ سے کہ پتلے ہی سے اس کو  
 جینس کا عشق تھا یہاں تک چالیس روز میں ہو گیا کہ ہر وقت وہ جینس اُسکی  
 نظر کے سامنے قائم ہو گئی اور آواز بھی جینس کی اُسکے کان میں جاگیر ہو گئی کہ  
 جینس تو اپنے مقام پر ہی مگر اُسکے تصور میں جہان کہیں جاتا وہ جینس موجود  
 الغرض وہ دہقان وعدہ مشائخ یاد کر کے اُنکے پاس حاضر آیا اسوقت شیخ  
 اپنی گھر کے اندر تھے دہقان نے باہر سے آواز دی کہ میں آیا ہوں سن کر جواب  
 دیا کہ اچھا اندر مکان آہر چنہ کہ دروازہ مکان کا کھلا تھا اس نے ارادہ کیا کہ  
 اندر جاؤں دیکھتا ہے کہ جینس دروازہ میں کھڑی ہے اور دونوں سینکڑے  
 دروازہ روکے ہوئے ہیں پھر دوبارہ شیخ نے دروازہ کھلا کہ اندر آؤ  
 دہقان فر جواب دیا کہ میں دروازے کے اندر نہیں آسکتا سینکڑے جینس کو دروازے کو  
 روکے ہیں یہ سن کر شیخ دروازہ مکان کو باہر آیا اور بہت خوشی سے ہاتھ دہقان  
 پکڑ کر اپنی سینہ سے لگایا اور پاس بٹھالیا اور یہ کہا کہ سن حدیث شریف ہو کہ دنیا  
 فرغۃ الآخرۃ مطلب اسکا یہ ہو کہ اس حیات ستار میں جس سہی نے اپنے  
 فرغۃ میں تخم خواہ نیک خواہ بد جایا آخرت میں اُسے ویسا ہی جہاں پایا  
 طریقت کی بیت میں جسے اس دنیا میں کسی قسم کے خیالات بختہ قائم کیے وہ بھلا کسا

دنیا کی گریہ و زاری کو غالب پاک عارفی ہو کر اس جہان سے اُس جہان کو گنیا عدم میں  
 مقادیر کا جھولنا نہ ہر رنگ ہو گا اور اگر سبیل خیالات فاسدہ سر وار فنا سے اٹھا تو  
 نہ اسی پائین ابد تک تباہی کا سوا حق اس کے مہیت ہر جہ در دنیا خیالات آن ہو  
 تا ابد راہ و صلت آن بود کہ قولہ تعالیٰ کَانَ فِیْ هَذِهِ اَعْمٰی فُھُوْنِیْ اَلْاٰخِرَۃُ اَعْلٰی  
 الخ اور یہ مہیت عارفی بھی انکی ہو کہ ہے دنیا میں بدنیا مشغول قد فرخ و طول الامن  
 و الموت یا فی بختہ و القبر صدق العمل یعنی کسیکہ در دنیا مشغول است تحقیق کہ  
 مغرور کر د آرزو سازی امید غفلت می آید ناگہان و قبر میشود صندوق اعمال و  
 اگر چہ کردہ ناکردہ دونوں کو عدم کی راہ واحد ہے مگر ایسا ہے کہ ایک شاویج  
 موجوں دریا کے طابعا تیرتا ہے اور دوسرا دریا کے کنارہ پر کجبال کہ ایک طرکی  
 طاست گھاس ہوتی ہر زمین لپٹ کر اپنے میں آپ الجھا ہوا کش کر رہا ہر اس بیت کا  
 جو نتیجہ تباہی سن لیا جیسا کہ تجھے اپنی جینس سے محبت ہی اگر ایسا ہی خیال بختہ سے  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہ جسے اس کائنات کو ظہور میں لایا۔ محبت ہو جا تو تو دونوں  
 جہان میں اُسکے دیدار آواز سے تاباں خوش اور محفوظ رہیگا پردہ دونی کا اٹھ جائیگا  
 مخفیہ کہ دہقان سب قال اُس شیخ صادق رہنا سے شکر باعقا تمام مرید ہو کر حیدر  
 حاضر رہا مذاق صحبت ہی مرشد کے چند عرصہ میں فیضیاب ہو کر ولی کامل ہو گیا تھا  
 کہ بعض اوقات خود مرشد کو اس سے بے عی کرنا پڑا الغرض انسان ہوشیار رہے  
 کہ یہ زیت چند روزہ مستعار ہے کیسکو بھی زندگی کا اعتبار نہیں ہے بمصدق اس کے مہیت

|  |   |
|--|---|
| شیخ نازان ہونہ اس نرم فروری مہیت<br>مہیت دیہی یا کعبہ یا تجا نہ ہے | رات جبر کی بجلی ہی سحر کعبہ بھی نہیں<br>ہم بھی یہاں ہیں اور وہی صاحب ہے |
|--|---|



انسان عاقل کو چاہیے کہ بے ثباتی اس حیات ستار پر نظر کر کے اپنے خیالات  
اور اوقات کی درستی میں بہت جلدی کرے کسی کا قول ہو کہ کار پیری در جوانی  
باید کر و گرفت پیری انسان سے بسبب ضعف اور انتظار موت کے بہت جلد  
کر دیتی ہے کچھ بھی نہیں ہو سکتا پھر جوانی یا ذکر کے حسرت کرتا ہے مگر وہ حسرت بالکل  
بیکار ہوتی ہے اب اسماعیل مناسب پر حضرت غازی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عجیب و تنویر بہار پر قرابین

|                             |                                 |
|-----------------------------|---------------------------------|
| بہار است و باران و ایام گل  | بہار است بلبل رسید است پیغام گل |
| بہار است اے گلزاران بہار    | درون دلم سبزہ شد خار خار        |
| بہار است بلبل بر آرد و فروش | کہ گل را نگہدار اے گل فروش      |
| بہار است در کش قہ در قہ     | کہ ہر دم فرازید فسخ بر فسخ      |
| بہار است ستانہ در سایہ بید  | سن و روی ساقی و چشم اسید        |
| بہار و ہوا دشمن تو بہ اند   | بہ تیغ دو دم رہزن تو بہ اند     |
| بہار است و ایام میخوارگی    | ز تقوی بکن دل بہ یکبارگی        |
| بہار است زاہد نہ دار و کون  | بل داشتن کین اہل خون            |
| بہار است زندان سراغی کنید   | نشستن مقرر باغی کوئید           |
| بہار است تا کی با مسردگی    | بکند زندہ خواہش مردگی           |

کلامی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا قول ہے کہ زندگی سب کی  
باعتبار ہے جو مطلوب یا رہے تو پیرا رہے ورنہ ہر دانی بہت دشوار ہے  
اکثر دریش چالیس یا پچیس سال تک کفن سر پر باندہ کر ساتھ حسرت کے

وادی زہر و عبادتین سرگردان رہ کر منتظر بیٹھے کہ قضا کو وقت آتی ہے اویس  
 حبوقت کہ قضا آگئی پھر سکیو فرصت پلک مار نیکی نہ ملی جان شیریں غالب کی  
 ساتھ افسوس کے مفارقت کر گئی تمنائیں دلی خاک میں مل گئیں روچیں لنگی  
 عہد میں کا وہ دم ہوئیں بمصادف رباعیات ہذا کے کہ جو لوگ موت سے غافل ہوئے

لذات جہان چسیدہ باشی ہر عمر  
 خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہر عمر  
 کیار بہ تنگدہ شنیدم تا قوس  
 ای عمر عزیز مفت رفتی افسوس

بانازگہ آرمیدہ باشی ہر عمر  
 ہم آخر کار مرگ باشد و انگہ  
 یکچند بسوی گعبہ گشتم بایوس  
 یک گام نیادم بسوے تحقیق

بہر حال طالب کو غراب غفلت سی ہوشیار رہنا ضروری آخر تا کے ایک ساعت  
 نہرا اور لاکھ سال تک سادی ہے ضرور ہے کہ انسان اپنی فنا کو ہر دم حاضر  
 جانے اور ناظر رہ کر کچھ توشہ سفر دین واسطے صندوقی کے ساتھ لیجائے نہ کہ دونوں  
 ہاتھ خالی۔ وہ عدم سے جھٹھ آئے تھے ویسے ہی چلے۔ یہ نقل شہور ہے کہ  
 سکندر کو نبوت اور بادشاہی سارے جہان کی تھی مگر خیر انکا پرہوس تھا اور جبے بیع  
 سکون پر سکندر کا دست دراز ہو چکا تو مدینہ قطیف سے حجاز و ن کو واسطے تلاش  
 لگائے چھوڑا چلتے چلتے جب اکیسال کا عرصہ گزرا تو کیا دیکھتا ہے کہ اور بھی اسی  
 صورت کے جہاز اور اسی شکل کے آدمی اس پر سوار اس طرف کو چلے آتے ہیں  
 سکندر نے جہاز کو اپنے ٹھہرا کر ان سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو اور  
 کس واسطے آتے ہو یہ سنکر ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ کا کام  
 دوسرے ملک لینے کا ہے بہت ملک لیچکے اب اس تلاش میں بادشاہ ہمارا نکلا کسی دوطر

کوئی ملک باقی ہو تو شیخ کروں بس یہ سکر سکندر کو عبرت ہوئی اور مادم ہوا نہ بچے  
 یغیب کی اشارہ ہوا ہے سکندر اسی وقت جہاز کو اپنے بازگشت کی تو ایک  
 پہاڑ خوش سواد دریا میں دیکھا جہاز کو لنگر لگائے اسکے اوپر سیر کو بلا کچھ سافٹ  
 کر چکا تھا دیکھتا کیا ہے کہ دو کانسہ سر پر پہنچیں اور ایک یغیب کی آئی کہ پاس  
 ان کانسوں کے جا اور خزانہ بھی وہاں موجود ہے اس سے دو لوگ ان کو لے کر آئے  
 تماشا دیکھ سکندر یہ آواز سکر تر ویک جا کر دیکھا تو خزانہ موجود ہوا اسے اپنی ہاتھ  
 پہلے ایک کانسہ سر کو بہرا وہ فوراً پڑھو گیا اور پھر دوسرے کو بہرنا شروع کیا تو ہاتھ  
 بہرتے بہرتے تک گئے اور وہ خالی رہا جب اس نے پہلے کانسہ کو دونوں ہاتھوں  
 خالی کرنا شروع کیا تو وہ خالی ہو گیا بس تو پر ہا یہ نہایت تعجب کر کے دیکھیں  
 بیشمار ہوا کہ یہ بھی تہیہ ضعی ہے اس مقام پر یہ ایات شہادت کافی ادا کر رہی ہیں

|                          |                            |
|--------------------------|----------------------------|
| کانسہ چشم حریصان پر نشد  | ماصد قانع نشد بہ در نشد    |
| گفت چشم تنگ دنیا دار کور | یا قناعت پر کند یا خاک گور |

غرض سکندر شرمندہ پس پا ہو کر وہاں سے بھرا اور جہاز پر سوار ہو کر چند روز کے لیے  
 اپنی سکونت گاہ پر پہنچا چند ہی زیت ساتھ حکومت روے زمین کے زندہ رہا  
 جب مرگ، قریب آئی تو اپنے وزرا کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں اور غسل  
 و کفن کے مجھے دفن کر نیکی لجانا تو جنازہ سے دونوں ہاتھ میرے کفن سے باہر  
 نکال دینا تاکہ لوگ دیکھیں کہ سکندر جب چلا دینا سے دونوں ہاتھ خالی تھے ساتھ  
 کچھ نہ لیا غرض وزراؤں نے ویسا ہی کیا جب جنازہ سکندر کا واسطے دفن کے  
 پہلے تو آسمان سے آواز آئی کہ حریصوں دیکھو اے دونوں ہاتھ خالی ہوا

ست جانی لوگوں کو دیکھو کہ جب اس انبوہ میں تم غالی مانتے جاؤ گے دوسرے سب کو  
پاس موافق ہر طالب کے حوصلہ کے پایہ ہوگا وہ صاحب تمہارا کیا جائزہ لیگا  
پھر تم اس وقت غلطی مانتے دیکھا کر نہ شراؤ گے اور کوئی عذر تمہارا بجز شرمندگی کے  
اس وقت کام نہ آئے گا سزا موت ہی جھکاؤ گے سنو توشہ ہر اد ہونے سے میا فرکو  
نفع ہی اور وہ تو بے نیاز ہی حضرت شرف الملوہ والدین رحمۃ اللہ علیہ یہ آیات فرمائی ہیں

|                              |                             |
|------------------------------|-----------------------------|
| بے نیاز بیش را چه کفر چه دين | بے نیاز بیش را چه شک چه چين |
| چه سلمان چه گبر بر دور او    | چه صفی و کشت در بر او       |
| بر در بے نیاز سے از کہ وہ    | اگر تو باشی دگر نہ باشی چه  |

مگر راست یہ کہ جس کو خدا اللہ چاہتا ہے ساتھ کسی بہانہ کے وہ بطرف خود پہنچ لیتا  
اور یہ طالب تو غفلت سے مدام ناکام رہتا ہے اسی بدم نارسیدہ بہت اور رسیدہ  
کم ہین تعجب یہ کہ اس مافرغہ دنیا میں اسباب دنیا کے واسطے بدرقہ عقل سی  
کار فرمائی کرتے ہیں مگر کسی کو فی زمانہ نتیجہ آخرت کی ذرا بھی فکر نہیں مولانا مومن فرماتے ہیں  
اگر ہم از گندم بزر وید جو ز جو | از مکافات عمل فاعل شو

اور ضرور ہے کہ انسان راہ راست کی کوشش کرے اس راستی کو خدا فرماتا  
کہ لا تقطون رحمۃ اللہ دل انسان کا ہمت اور جرات کا بدرقہ ساتھ لے پھرنا  
دیکھے کیسا قول ہے کہ ہمت مردان خدا جاسے کا طیہ کہ آدمی حیوان ناطق ہے  
سیطرہ کا اختیار اور تمیز عقل نیک و بد کی رکھتا ہے اور حیوان جانور شکاری کہ وہ ناطق  
نہیں انسان اسکو جو کچھ سکھاتا ہے وہ موافق تعلیم کے کام کرتا ہے عجب یہ ہے  
کہ طالب موافق تعلیم و رشد کے عمل نہ کرے انسان کی تنبیہ و اثبات ظاہر تھا ہے

ہاں ایک نیرت دوسرے دل کی قابلیت تو خود انسانین گنجینہ اسرار پروردگار  
معمود ہو کر پہلے طالب اپنے زہد و شقت سے استحقاق سند حاصل کر لے یہ مال جدی پر  
نہیں ہو کہ خواہ مخواہ لمجائے اور طالب کے مقابل یگانے بیگانے ہنسنے والے  
انکی باتوں پر خیال نہ کرے کوئی دیوانہ کھے یا سودائی انکی طعنوں کی شرم ضرور نہیں  
طالب اپنے کام میں مصروف و ہرجانہ خاموش صاحبِ حمت اللہ علیہ فرماتے ہیں

## منزل

ماواں سمجھو یاد انا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
جلادیا جیون پر وادہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
کعبہ کمویا بتخانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
راضی رہیں جانانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
دربار کے مرجانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
کامیاب ہم پہنچا دانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
حال ہوا پناستانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
جب سیانکس مانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
یگانہ ہو یا بیگانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

یار کا ہونہیں دیوانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو  
شیخ رہبر کر کے نظر عقل و خیال ویر  
شیخ پہرے ہیں کہ درم ہونہیں موقوف  
سارے جانے کو نہیں کی فروش ہستے یا بیزار  
دلین تیر گروہ طلب بزم برادر چھوڑ دے  
عشق میں جب ہم رکے قدم عالم ہو تو ہر جرم  
سر کو اپنے کر پا مال ہو پلٹے ہیں شیریں چال  
یاس ہو تو یاد و نظر میں اسکے ہو منظور  
نایک کو کس گفت و شنید کیجئے خاموش نسلی

نہرا نے بل میں تو بلانا نہیں ہوتا  
قاصد کو سمجھائیں تو سمجھانا نہیں ہوتا  
کا حلقہ کھائیں تو کھانا نہیں ہوتا  
غیر دیکھو ستائیں تو ستانا نہیں ہوتا

جان کی طرے جانیں جو جانا نہیں ہوتا  
کچھ کچھ ہر اسکا نہ پتہ ہر نہ نشان ہے  
افسانہ فرقت کا ہے طواری بہت سا  
مضمون دل اپنا ہوا یار کے اپنے

|  |                                       |
|--|---------------------------------------|
| پرسیدہ شرف بہ رویہ زخم جگر کا            | مرہم جو لگا یں تو لگانا نہیں ہوتا     |
| یاد اسکی تیر دل میں ہو اور جان و جگر میں | دل سے جو بھلا یں تو بھلا نا نہیں ہوتا |
| خاموش ہیں بس کیا کریں فی تیرے بک         | ہم آپ عمان ائیں تو آنا نہیں ہوتا      |

اور یہ بات دوسری ہے کہ اکثر ولی اللہ اور زاد ہوئے زمین طالب کی طلب کیا  
مقدور اور کون موقع ہو نقل مشور ہو کہ جس کو پی چاہے وہی سنا گن یعنی اُسے سنا  
چاہا اپنی طرف کھینچ لیا ہوا سطر مرشد کے اسکو فیض مہربانی کہتے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ  
اولیس قرنی کو تھا اس کی طلب ہماں بیت

|                            |                            |
|----------------------------|----------------------------|
| تو توئی مہر و کین اذان آمد | تو توئی کفر و دین اذان آمد |
|----------------------------|----------------------------|

مگر مدد عشق سے ہر طالب صادق کو امید وائق فیضیابی کی ہو اور اس امر کو  
بھی یسین کر دو کہ طالب کی واسطے شرافت نسبی اور نجابت حبسی لازمہ اُسکا نہیں  
حضرت مولانا جامی قدس سرہ فرمایا بیت

|                               |                                  |
|-------------------------------|----------------------------------|
| بندہ محقق شہی ترک نسب کا جامی | کہ درین راہ فلاں ابن فلاں چیز سے |
|-------------------------------|----------------------------------|

اور تلسی داس کا دوا ہے

|                       |                            |
|-----------------------|----------------------------|
| ذات پات پوچھے نا کوئی | جو ہر کو بجے جو ہر کا ہوئی |
|-----------------------|----------------------------|

اور جاے افسوس یہ ہو کہ چند روزہ دار فنا میں رہنا ہے خیال کردہ موت سبکی  
حیات و جود الیجا نیوالی ہو اور بہت قریب تر ہو اور سیکو موت سحر مغربین تمام  
گورستان اور صحرا اور مکانات آبائی استخوانا سے مردمان سے برے ہوئے ہیں  
لہذا شہدین سے احتک کوئی نے پھر کسی سے بھی کچھ حال نہ کہا بطین میں ہیں  
شہر خوشان کی طرح لب بستہ آزاد ہیں در عجز نہ اوپر زمین سکے در خوش آباؤین

مگر از آن روز که عمر با تیرین شاد بے مراد اوقات بر باد بده ای خنریا تیر  
 همیشه شاد بماند ای که انشا الله یواخذ العشق با صدمه منعم و حضرت شرف المصطفی  
 والدین احمد و محمد علی بنوری به ابیات فرماتنه

|  |  |
|--|--|
| <p>زخت و سخت از اینجا می برند<br/>         تا زایل بکنی هست در جهان<br/>         تو در اینجا می تراش و میخراش<br/>         مرگ را به خلق حرم لازم است<br/>         این خیال است و محال است بخون<br/>         از گردن تاخیر بده واقعه زار است<br/>         چه مرد و است چه گرسه سیروی<br/>         غم رفتن برام حشر است<br/>         زان شبهار و روشنائی یافت او<br/>         اندر این مرغی اسی را رازی است<br/>         ز غم دین ترا عرش تمام است<br/>         پس از علم و علل اسرار حل کن<br/>         چاره دیگر ندارد واسلام</p> | <p>زخت و سخت از اینجا می برند<br/>         تا زایل بکنی هست در جهان<br/>         تو در اینجا می تراش و میخراش<br/>         مرگ را به خلق حرم لازم است<br/>         هم خدا خواهی و هم دنیای دون<br/>         شب تاب سوی تو بگر ماور گیتی<br/>         مرگ پیش تو تو پس پس سیروی<br/>         علم جسم مختصر است<br/>         بر اینجا آشنائی یافت او<br/>         هر چه در خلق سوزی و سازیت<br/>         برو کاری کین کین کار خام است<br/>         چو علم هست با علمت عمل کن<br/>         از ریاضت میشود این نفس رام</p> |
|--|--|

اس برقع پیر رب انیس مجلس معدن خلق مخزن اشفاق بنم آراس علم و  
 سخنی صافی محفل لاری فنون دمعانی حکیم محمد یعقوب خان تخلص با عجاز کن صطفی آباد  
 به فرماتنه

|                                   |                                      |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| شاہ زہی میت ہمہ سنگ سنگ است اینجا | پائینہ در طلب یار کہ سنگ است اینجا   |
| عافیت گر طلبی یار برہ عشق منہ     | شیشہ دل بہ نگاہ ار کہ سنگ است اینجا  |
| صلح کل مایہ آسائش کونین بود       | نام و ناموس ہمہ باعث سنگ است اینجا   |
| وشت کر باست بلا وادی شش اینجا     | ناکہ ہر خار فروں تر ز خندگ است اینجا |

### ابیات تنوی

|                           |                             |
|---------------------------|-----------------------------|
| بخود ز خدای خویش در است   | با خود ہمہ جاے در حضور است  |
| از سر بخود تو نیست آگاہ   | در بند خودی از است گمراہ    |
| بخود بخود کہ این خدا نیست | بخود بخود کہ این خدا نیست   |
| خود را بشناس تا خدا را    | بشناس نہان بہ آشکارا        |
| او در بر تو بر سادات      | او در بر تو تو در خرابات    |
| فی انفسکم چرا نہ بیند     | بر از شجرت چرا نہ چینید     |
| مینا گو کہ نہ دید خود را  | اعلیٰ است کہ او ندید خود را |
| خود را چو شناختی خدا را   | ز بہار بخود مدہ خدا را      |
| خواہی کہ جمال یار بینے    | اعجاز بہ خود سرار بینے      |

اسے جان پر اب یہ مقام رفعت کی سمجھ لو جو کہ کیونکر اور کس طرح سے میں عارف  
 حبیب مقام توحید میں ملندہ ہوتا ہے خدا کو بندہ اور بندگی سے مستغنی جانتا کہ  
 عبارت و گناہ نظر میں اسکی کیساں دکھائی دیتی ہیں کَانَ اللہ غَفِي عَنِ الْعَالَمِيْنَ اور  
 بہت کا دل میں اسکی جو شش مارتا ہے بہ رعایت شریعت کے مقدم  
 رہتا ہے کہ دوست کو رضائے دوست مطلوب ہوتی ہے اور رد کرنا



اسکے ار کا سبب خصوصیت کا ہوتا ہے سلوک میں بہر حال رعایت شریعت کی لازم  
 جانے خواہ بندہ رہے تو خواہ دوست - سمجھ بوجھ اہل ظاہر ار ایش کرتے ہیں تا  
 آخرت میں ساتھ آتش کی باتیں ہیں وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي لَعْنَةٍ سَمِجْہ بوجھ جو شخص سستی سوہوم  
 اپنے کو معدوم سمجھا اپنے کو پھر معدوم نہیں جاتا ہے مَوْتُوَقْبَلِ اَنْ تَمُوتُوا سَمِجْہ بوجھ کہ  
 عقلمند کو جب کہ کار زمانہ میں پڑتا ہے اوپر کردار ناشائستہ اپنے کی نفرت کرنا اور  
 اسکو اجڑا سے اسکے جانتا ہے اور اپنے کو سستی اس سبب کے جانتا ہے اور جانتا ہے  
 کہ عدالت حاکم حقیقی کی برحق ہے اور جب کھولتا ہے بخریب شرمندگی سے نہیں نکالتا ہے  
 اور اپنے کو ساتھ نافرمانی کے دیکھتا ہے اور اسکو ساتھ مہربانی کے - سمجھ بوجھ زندگانی  
 ایک نفس ہے اور دنیا نفس نادان کو اس نفس میں نہرا رخصتے دام ہوس کے  
 نظر پڑتے ہیں اور عقلمند کو اس نفس میں کام دونوں جہان کا خراب ہوتا ہے  
 اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِي الْمُؤْمِنِينَ وَجَنِّتِ الْكَافِرِينَ - سمجھ بوجھ آدمی جب اوپر بندہ  
 متمکن ہوتا ہے دروازہ اسباب گناہ کا اوپر منہ اس کے کٹا دہ ہوتا ہے  
 اور رنجان ظاہر و باطن کا اس سے آباد ہوتا ہے ہوشیار دہ شخص ہے  
 کہ وقت میں نعمت کے درگاہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد توفیق نیک کی دھند  
 اور تمام اپنے اوقات کو ساتھ خوف دگ روز قیامت کے مشغول رکھے  
 اور جانے کہ کسوٹی امتحان کی آگے میرے رکھی ہے اور عاریت ایک  
 قلم میں میرے دیے ہیں اَلَيْكُمُ احْسَنُ عَمَلًا بَلْکَ اس کو  
 تمام بیات مہلک سے جانے مشددر جہم میں  
 حَمِيَّتُ الْيَمْلُوتِ وَامَلِي لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

کہتے ہیں کہ اکثر نفوس انسانہ اگر ارادہ سے اس کے ساتھ خلعت پہنی اور جوانی  
 سو صرف ہوتے ہیں اور اکثر سرد نشینان خست قریب سے اس کے اوپر پہنچتے ہیں  
 گئے ہیں کیا نہیں دیکھا ہے تو ان کی سلطنت اور سرد فرعون کے کیا لالائی اور  
 دولت قارون کے ساتھ کیا سلوک کیا فطری اثر بخون الشامول کا خون ناکہ  
 اخل و خیر لکھ سمجھ بوجھ نفس آدمی کا ایک طفل ہے شیخ چشم و نادان کہ ہرگز  
 فصاحت اور سب کی نہیں مانتا ہے اور جو چیز کہ سکھاتے ہیں فراموش کر جاتا ہے  
 پس اگر ساتھ زہر و زہریلے کے پیش آوے تو شاید کہ نشانیاں ترسیت کی اس پر  
 ظاہر ہو جائیں اور جب ضرورت و شفقت کرے تو بے بہرہ رہتا ہے ضرب المصیبات  
 کالماعرفی البستان - سمجھو کہ عقل کو جو ایک ساعت بے یاد خدا کرتی ہے  
 سخت تر غم ناواں سے ہے کہ اسکو ساتھ مرگ پس کے رہتا ہوں اور روتے کو نعم اللہ  
 اور وقت کا مثال نہیں سمجھو بوجہ اہل رضا جب جو بندہ نیک رہتا ہوتا ہے میں جنت  
 احوال دوسروں کی بھی نہیں کرتے کہ ان کے لئے دنیا و آخرت اور اس کے میں نشان  
 ہیں خوشنودی حال میں خاموشی زبان نہیں اور منتظر دل و سواس میں سمجھ بوجھ جو  
 نشان کہ ساتھ آدمی رونی کے قانع نہیں ہوتا ہے اس بارغ میں بھی ساتھ خزان کے  
 صاحب نہیں رہتا ہے جادو اور اس کے ذہن دینی چاہیے اور انسان کمال و دہے کہ ساتھ  
 و صواب چار کے موصوف رہے اور شرف و تعلیم چار سے نیچے اور رتبہ رضا کو جہاد  
 حاصل کر کے کسوا کے کہ اگر ایک بار پیچھے تراشتے ہیں تاکہ اسکو اوپر گرج کے  
 گئے میں پس اٹھاتے ہیں اور کتب میں بیکٹے ہیں ہرگز جراحت سے دردمند  
 اور حاصل کر کے اس کے لئے شرف و تہنیت اور جہنم سے اس کے اندر نہ

اندر وہ مذہبنیں ہوتا ہے اور اسکو کمال مرتبہ تسلیم کہتے ہیں پس عجیب سنگ بنیاد ہے  
 کہ باوجود ان تمام دس اطا کے شرطوں میں بندگی کے مرتبہ سنگ تک بھی انسان نہیں  
 پہنچ سکتا ہے۔ سمجھو جو نماز گزار کو اوپر شراب خوار کے نظر حقارت سے نہیں دیکھتا  
 چاہیے کہ قبولیت اللہ تعالیٰ کو طاعت شرط نہیں ہے اور مرد کو نہ اسکا ساتھ لگنا  
 لازم نہیں ہے۔ وَلَوْ لَئِنْ اَنْ جَاءَهُ الْاَلْهَىٰ خَوْفُ الْاِلهِ بِاعْتِشَاشِ بَاطِنِ ہے  
 اور سب بحثا پیش ہوں ابہ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ  
 الْاَلْوَىٰ فَانْجَنَّتْ هِيَ اَلْمَاوِیٰ اور امیدواری موجب رستگاری ہے  
 اور دوا سے بیماری لا تقطعون رحمۃ اللہ سمجھو بوجہ پاکان باطن کو ناپاکی ظاہر سے  
 کیا کام اور ناپاکان ظاہر کو سیاحتی بنی دل کے بہت احتیاج ہے سمجھو بوجہ شرع  
 اور برتن قسم کے ہے تواضع حق اور تواضع دین اور تواضع دوستان تواضع  
 حق وہ ہے کہ حکم سے اس کے سر مو تجاو ز نکرے اور یاد دین اسکی ہمیشہ حاضر رہے  
 اور تواضع دین وہ ہے کہ اپنی عقل کو مصالح امر و نہی میں اس کے راہ نہیوست  
 اور حق اپنے دشمنوں کا پوشیدہ نکرے اور تواضع دوستوں کی وہ ہے کہ مرتبہ  
 انھوں کا اوپر مرتبہ اپنے کے زیادہ سمجھو اور حق انھوں کے گمان فاسد نہ بجاو  
 سمجھو بوجہ جب دار کام اوپر مغفرت کے ہو تو غمخ اور غلی کو اسیدہ اوپر معصیت کے  
 جہت اطاعت نافرمان اسکی کرتے ہیں اپنے کو ایک حقوق نعمت ناستا بنی  
 ستاون دیکھتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں سختی رحمت ہوتے ہیں نہ ہر وقت  
 ہے سب کو یک ندامت نہ ہر وقت ہے سب پہ ایک قیامت نہ عاصی جو کوئی نہیں  
 چہا نہیں نہ بخشش نہ خدا کی پھر زبا نہیں نہ اسے جان پیر اللہ تعالیٰ کے رجحہ بوجہ

نہ وہ ظالم ہے اور نہ وہ عاقل ان دونوں خطابوں کا اطلاق تعینات میں آدم  
 زاد پر ہے جو کچھ وہ کرتا ہے سب بجا اور درست ہے مگر یہ تو ظاہر ہے کہ کیسی شقت  
 ان کا ان نہیں کرتا سب کو فردوری دیتا ہے گو کہ خیر و شر اسیطر فے ہے مگر ادب  
 بپا ہوتا ہے کہ خیر کو اسکی طرف منسوب کرنا اور شر کو اپنی طرف منسوب کرنا لازم ہے  
 برہ حال اسکے فضل پر نظر اور تکیہ کرنا ضرور ہے کسواسے کہ کردار با طالب اپنا اپنا  
 زور کر کے مرگئے جہاں فانی سے بے نیل مقصود گذر گئے بحر حسرت اور افسوس  
 کچھ ہاتھ نہ آیا اور بعض بعض بے شقت اور بے مطلب سرفراز ہو گئے مگر مقتضا  
 عقل طالب کو محنت اور کوشش درکار ہے بمصادق اسکے کہ ہر مشکلے نیت کہ آن  
 نشود ہر مرد با یکہ ہر اسان نشود ہر سوا اسکے حوالہ بحق کرنا۔ تفہیم مصاحبت  
 مابین مریدان نااہل کہ ایک مدت دراز سے کہ اکثر مرید خواہاں ہاے ایک دوسرے  
 باوجود ہم مشربی طریقت حیدری کے کم فہمی سے کہ عاقبت اندیشی نہیں کرتے  
 جنگجوی کیا کرتے ہیں ایسا مناسب اور موقع نہیں ہے کسواسے کہ خلاف ان دو  
 جو تیسرا باغی ہے اس نزع سے اسکو نفع ہوتا ہے اور اسکو اعتراضات کی گنجائش  
 بہت ہوتی ہے کیا یہ شعر میرے خطرو کی تصدیق کرتا ہے یہ دروازہ شہرستان  
 بست جنتوان بہن مخالفان بست ہذا اور جو کہ عالی فہم ہیں وہ نزع سے گیز کر کر  
 ہمیشہ پیروی صلح میں مصروف رہتے ہیں ظاہر ہے کہ شریعت والے طریقت والوں کو  
 جو کچھ سمجھتے ہیں وہ میں نہیں لکھ سکتا سکوت کرتا ہوں اور طریقت والے یہ غور  
 نہیں کرنے نقل مشہور ہے کہ دشمن کمان ہے بغل میں اور نفاق ملت سرباغی  
 قوت پاکر غش ہوتے ہیں بھلا انکو تو چھوڑ دو۔ طرفداری کہ بہت عرصہ سے نزع

نامین مریدوں سمجھ دو یہ اور کیا ہے کہ اگر درویشان مریدوں میں سے جو ایک ایک  
 بطنی گئی اور اب تو نزاع مریدوں کا وہ ہے جو اس کے ساتھ نہیں ہو گئے اور ان کی  
 شریفی ہی میں اٹھیا ہو ہے اور یہ اور کیا ہے کہ اگر اس کے ساتھ نہیں ہو گئے اور ان کی  
 افراط نزاع ہی وہ ہے سے نوبت باپچر بنا کر ہی کہہ کر ہی یہ ہے وہ ہے غلام مرید  
 از تنیغ زبان اختراع ہے مرید وہ گیر ہی عاقبت تھوڑا دیر ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو  
 انصاف سے دیکھو اور استخارہ قلب سے حکم لے لو کہ یہ ہمیشہ بڑا استخارہ ہے  
 نقصان کی بات ہے کہ یہ قصہ دو مریدوں کے ساتھ ہوتا ہے ہاں وہ سچ ہے کہ بھارت  
 خود کہ جو مرید جس رشد کا ہوتا ہے اور غلام جس آقا کا ہوتا ہے اور جو فرزند جہانگیر  
 ہوتا ہے وہ مرید اپنے رشد پر غور و رغبت کرے گی اور جو غلام جس آقا کا ہو گا وہ بھارت  
 آقا کو مالک اپنا سمجھے گا اور جو فرزند جس باپ کا ہو گا وہ اسی کو باپ اپنا سمجھے گا اور  
 رغبت اسی طرف کرے گا اور عظمت و شان اسی کی سمجھے کہ سرنگون اطاعت میں ہوتا ہے  
 رہے گا اور وہ اسی کو اپنا مولیٰ جانے گا بتالیہ عوام کے والا حضرت مرید مرید  
 برابر مرشد مرشد برابر غلام غلام برابر آقا آقا برابر فرزند فرزند برابر باپ باپ برابر  
 مقابل ایک کے دوسرے ترجیح نہیں ہو سکتی اپنے اپنے درجے پر سیدھے ہیں  
 کیا ضرور ہے کہ کوئی مرید دوسرے کے پیرو کو اپنا پیر کہے دیا دوسرے کے آقا کو اپنا آقا کہے  
 دوسرے کے باپ کو اپنا باپ کہے ہاں یہ بات لازم ہے کہ اگر اپنے حال پر پہچانے  
 اور آپ بجائے خود رہے نہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دے اور نہ ایک کو دوسرے پر  
 حقیر سمجھے کیسی شان بڑا ہاں اور کیسی عظمت گھٹا ہاں نہایت حقیر و حقیر ہے  
 کیونکہ کیسے کیا تحقیق ہے کہ ان کم ہے اور کون زیادہ ہے جو کوئی اس عالم کو نہیں

اور ان کے لئے جو چیزیں دنیا سے بہت زیادہ درجہ اولیت کے حقوق میں گرتی ہیں  
 ان کے لئے دنیا کی ہر چیز کا ساتھ نہ دینا بلکہ ایسی حالتیں میں ان کی طرف سے ہر  
 گز اور ہر شے سے بیزاری رکھنا ہے کہ جو کہہ دیا اپنے زمین رکھیں نہ زبان میں سے اور  
 نہ زبان پر فلم سے نہ خیال پر بہت پریشیاں نہ بردار رہیں اور ایسی تزلزل سے روحانیات  
 پر مشتمل دین بھی خوش اور راضی نہ ہونگی کہ وہ سپا آئیں میں کا نواسہ ہیں اور  
 اور ایسا نہیں کہ ایک کا گمان جمہور کے اعتقاد کو قوت خلاف دیکر اپنی  
 بات پھیر سکے۔ اور اس کا تب کی عرض بہت ہے کہ حقوڑے غور میں حقیقت شان  
 بزرگان طریقت کی معلوم ہو سکتی ہے لحاظ ہوا ان کے چھوٹی بات یہ ہے کہ صدیوں  
 سے زمین پر ایک فرد ہوتا ہے اور ہر نسل میں ایک فرد لا اثر ہوتا ہے  
 جس پر اطلاق خطاب قطب الاقطاب کیا جاتا ہے اس کا پتہ میں تکوین میں بتا سکتا  
 ہوں کہ وہ لوگ ظاہر ہو گئے کوئی نہیں لے سکتے اور یہ کتب طریقت کی  
 ظاہر ہو چکا ہے کہ کوئی عہد فرد سے اور فرد والا فرد سے زندگی خالی نہیں  
 رہتا اور بھی تار و زقیاں خالی نہ رہیں گے بجائے تم ایسے خیالات دلیسے علمہ کرو  
 کہ تم کو اس سے فائدہ نہیں ہے سوائے اسکی تمہارا ظرف ایسا نہیں کہ تم با زیریں  
 کی وقت بارانی باتوں کا اٹھا سکو یا کچھ جواب دیکو بس یہ سمجھو کہ سب بزرگان طریقت  
 اپنے اپنے مقام پر ہیں اور بہترین اوہم بالذات سب سے کمترین سنی خیال  
 ایک تربیہ براخذہ ہے خلاف اسکے بڑا ہونا کا ہے ساوی ہونا سب میں کا  
 اس مثال سے میں تم کو سمجھاتا ہوں کہ ایک حوض پر آب ہے اور پچھلے آدیوں نے  
 اپنے اپنے گروں سے لاکر اس تغصیل سے کہ ایک نے ایک شیک پانی

اور دوسرے نے آدھی مشک پانی اور تیسرے نے ایک گھڑ پانی اور چوتھے  
 ایک ٹوٹا پانی اور پانچویں نے ایک کوزہ پانی اور چھٹے نے آدھا بچڑہ پانی اس  
 حوض میں ملا دیا اب اس حوض سے کیا پانی جدا نہیں وہ سب ایک ہو گیا اب  
 مقدار ایک دوسری صراحت کی نہیں ہو سکتی اس حوض میں سب کیا ساں ہو  
 حیثیت اہمیت کیفیت سبکی ساوی بے مثل اب حوض کے سب ہو گیا اب  
 اس پانچویں ٹوک جو برتاوے میں لاؤ تو وہ ایک ہی ہے دوسرا نہیں۔ اب  
 عقل سلیم سے انصاف کو دخل دو کہ جو چہ خفاؤ کی سلسلہ طریقت کی حضرت علی  
 کرم اللہ وجہہ حیدر کرار کی منصب ولایت میں منتہی ہوتے ہیں تو اب بتاؤ کہ فیض  
 توحید کرار سے تقسیم ہوتا ہے اور وہ فیض نشان واحد ہے تو اب ان بزرگوں کو  
 برا چھوٹا کون ہے یہ مقام باریک تر ہے جاے دم زدن نہیں اور ان سب کا  
 ہاتھ اس خداوند ولایت کے ہاتھ کے نیچے ہے اس شان سے سب ساوی  
 اور بجاے غوغا عظیم الشان ہیں تو اس مقام پر اعتقاد صادق سے متقل ہو کہ سوا  
 حیدر کرار ولایت اب کے تخصیص کیسی نہ رہی بعد ان کے سب کا لاواحد ساوند  
 خیال کر دو کہ قرآن مجید ایک ہے اور سات طرح کی قرأت جواب دو کہ صحیح کون ہے  
 غیر صحیح کون ہے نہیں بات یہ ہے کہ قرآن واحد اور جملہ قرأت ساتوں کا نتیجہ  
 واحد ہے اور طریق سبکی علیحدہ ہے زمین تمیز کم و بیش نہیں ہو سکتی سب کا ایسا  
 سمجھو جیسا کہ ایک پیچہ دست اور سب اونٹ لکھیاں جیسا کہ ایک درخت اور سب  
 شاخیں جیسا کہ ایک شاخ اور سب برگ جیسا کہ ایک شہر اور سب خانہ جیسا کہ ایک  
 اور سب پیرن جیسا کہ ایک مکان اور سب دروازے جیسا کہ ایک دروازہ اور سب

علی طراز و ولایت سے سب بزرگوار یوں متصل ہیں اور سب کو فیض حیدر کرار پہنچا  
 اس صورت میں سب برابر ہیں بہت مثالیں میں لکھنا تک تحریر کر دین میں یہ چھپان  
 محلو خبردار کرنا خبردار کرنا ہرگز کہ ایسی کج بختیوں سے دور دور بھاگو نفسانیت کو دخل نہ  
 تم لوگ حیدری ہو جو اوقات اپنی کج بختیوں میں بیجا صرف کرتے ہو اس اوقات کو  
 ضائع کر کے بدرقہ صلح سے ایک دوسرے ہم طریقت کے خود کو ذکر و فکر شغل تالاش  
 غلو بہ میں ہوس اوقات کو صرف کر دو کہ جس سے فائدہ ابدی ملے اور نقصان  
 ہر بات تغیرات سے حل ہو گی رہے در نہ طول نزاع میں تقریر تحریر سے نجات نہ  
 ہمیشہ خراب رہو گے بقیہ اوقات نسبت ضائع ہو گی اپنا ہی نقصان ہو گا، بجز  
 حیاقت کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا نوکرا بدنامیوں کا سر پر کھا جائیگا شہر بے شہر اشتہار  
 نفاق کا ہوگا نتیجہ اُسکا یہ کہ باغی خوش انگلی خوشی سے ٹکویا لیکھا کر جاے اشد  
 غور و تحقیق یہ ہے کہ جس ایک واحد کو فی زمانہ سب پیروں کے خانوادہ میں بہت  
 حاصل ہوئی ہو تو وہ بیچارہ بجز سکوت کے کیا کہہ سکیگا اسکے سکوت کو نہیں صواب ہے  
 ہرگز حفا نہیں باقی الغیب عند اللہ تعریف خیالات صوفیہ کرام پر ہرگز

### ابتیا صوفیہ

|  |  |
|--|--|
| <p>خدا لاک است و محمد ہزار آدم یک<br/>         باپیر خدا ایم و خدا رہبر<br/>         کافر عشقم سلمانی مراد کار نیت<br/>         نار و نخت کافی حق نہ شود<br/>         توحید حلیل نیت تا بدون تست</p> | <p>بیا بزمہب صوفی اگرچہ داری شک<br/>         ماکافر عشقیم و خدا کافر<br/>         ہر گز من تار شتہ حاجت زناست<br/>         اثبات زنی او محقق نہ شود<br/>         مردہ بگزاف آدمی حق نہ شود</p> |
|--|--|



در عالم او اگر سوار آئی تو  
 جبرئیل امین را بدار تو بد  
 آس آنکه همیشه در جهان می یونی  
 چیزیکه تو جوان نشان اوئی  
 تا تو ز وجود بر نیائی  
 در معبد عشق کی نبی یاس  
 در مدرسه فیض را محفل کروی  
 بر نسخه دل نظر مگردی افوس  
 ایل تو دمی مطیع فرمان نشدی  
 قاضی شدی و شیخ شدی دانشمند  
 زاهد تو بخور باد که بسیار نکوست  
 بی شبه طال است لگونی تو حرام  
 صیاد ازل که دانه بردام نهاد  
 هر نیک و بدی که در جهان میگردد  
 عشق آمد و شد در دم اندر گپوست  
 اخراجی وجودم بگی دوست گرفت  
 در دیده بیدارم توئی بیتائی  
 اندر قدم راه تو می پیمائی  
 هر چند که صد دوست بمن دشمن شد

در دفتر عشق من شمار آئی  
 بر مرکب عشق که سوار آئی  
 این سحر ترا چه سود دارد اگر  
 است این تیر با کسی جز من  
 در موعود وصل در نیائی  
 تا بر در او لب رس نیائی  
 بیغامد بحث وین و طایفه کجاست  
 از اصل کتاب ثوبت عجب آری  
 و ز کرده خوشتر پیشمار نشستی  
 این بکلمه شری و سلمه سلطان نشستی  
 از خرد کشی خمار و رفقه در دست  
 کیفیت این هر که بیاید به دوست  
 مرغی نگرفت آتش نام نهاد  
 خود میکند و بهانه بر عام نهاد  
 تا کرد مرا حتی ز پر کمر زده دست  
 نایست ز من بین و باقی همه دست  
 در لفظ و عبارتم توئی گویائی  
 فی الجمله توئی مرا چه میفرمائی  
 از دوستی یکے دلم امین شد

وحدت نگرینیم و ز کثرت رستیم  
 اسے پیر گنگار درین عالم فانی  
 تا تو نشی خاک بھی کوس بطاعت  
 اسرار خرابات جستان نبری  
 پاکیزه کردی تو ز آلالش عذر  
 حال دنیا را بپرسیدم من از دیوانه  
 باز گفتم حال انگس کو که در دل روست  
 ای باد جان آدمی همشکار  
 رو پیچ آمد چرا آدم شد پدید  
 خاک را چون کار با پاک اوقام  
 تا کے ہنر بان تھما چستی  
 تا نگردی تو سلمان اندرون  
 مرد باید نہ سراورمانہ پاسے  
 سترای بتت بعالم قدس  
 انجہ تو کم کردہ کثرت کردہ  
 شود شد و کفر و نیز توحید و یقین  
 چون نیستی تو شد محقق  
 نیست بالاسنہ تو مخلوق دیگر  
 چون برونی تو عقل و معرفت

آخر من از و شدم و از من شد  
 بشتاب می و تو بہ و گذار تو دانی  
 برباد مدہ عمر اگر بیچ تو دانی  
 تا سجدہ پیش بت پرستان نبری  
 تا بہ سر خود سبوی ستان نبری  
 گفت یا خواہیت یا بادیت افسانہ  
 گفت یا غولیت یا دیولیت یا دیوانہ  
 رہ نداشتند سوے کروکار  
 ز و کلید برد و عالم شد پدید  
 پیش آدم عرش بر خاک اوقام  
 این نیست مگر ہوا پرستی  
 کی توانی شد سلمان از برون  
 تملک گم گشتہ در او او در خداے  
 کی قدم گاہ جبرئیل بود  
 ہستی اندر تو خود را پر دہ  
 در گوشہ دلہا ہمہ خوشوارہ نیست  
 جہنم دہم اخرہ انا الحق  
 نیست بیرون تو مغفوق و اگر  
 فی تو در شہیج آئی و نہ در صفت

|   |   |
|---|---|
| حق در توبه مطلق آمده است<br>و نه با خود نبودی چون زنی لا شایسته<br>در بقا از بقا فنا گشته<br>که آری نیل به ز بتجنا نه<br>نیست از بهر آسمان ازل<br>در رفیع حبش نشسته و جمع کتب<br>کار کن کار بگذار از گفتار<br>علم بر تن زنی یاری شود<br>شب رفت و حدیث من بیایان نرسید<br>گر شراب لطف او خواهی مدام<br>که بکنه خویش ره یابی تمام<br>حاشا که راه شافی اے پسر<br>انگه زین شیوه معنی صد هزار<br>چون بدون آئی ز جسم و جان تمام | آن همه در تو محقق آمده است<br>تمامی عمر با توبه و نشناختن خود را<br>که ز چون و چرا جدا گشته<br>لنی آشنای ز بیگانه<br>ز زبان پایه ز علم و عمل<br>از جمع کتب می نشود رفع حجب<br>کاندیرین راه کار و اردو کار<br>قلب را بر تن زنی یاری شود<br>شب راجه حدیث من چو بی پایان بود<br>قطع کن داری قمر او تمام<br>قدسیان را فرج خود بینی مدام<br>زنگ زرد و آه سرد و چشم تر<br>بینی دوانی و عواطفی استوار<br>تو غانی حق بماند و السلام |
|---|---|

اسرار

|  |   |
|--|---|
| هر دلیلی در عشق دل آزاری را<br>عشق بجان گله کار می آید<br>دل بی راه عشق دل آزاری را<br>جبهه کسب عشق گنهار می آید | یه پهل جس چین مین غلا خاری را<br>مین پاه بند طقه زمار می را<br>میتس می می نه خیار می را<br>مین بیکه سزار کا سزار ادی را |
|--|---|

ہوں وہ مراد عشق جہاں ہی رہے  
 میں کشمکش نامین سرواڑی رہا  
 دل عاشق رنج بہت عیاں ہوا  
 دل فانی نہ نہایت دیدار ہوا  
 کہہ گیارہ دیر گیارہ اور نہ کہ گیارہ  
 کہتے ہیں میرے رب کو کوئی نہ کوئی  
 سیاب خاک ہوئے دس کو ظاہر کر  
 اونی جا ہے جہاں غلوہ محبوب انہیں  
 ہماو میخانہ تکر سجدہ سجدہ  
 جو کہ جس وقت کہ ہم خواب غم سے صحیح  
 اپنی کہی تلاش نہ کی چاک یہ ہوئی  
 سب کو دیکھا اور اس کو نہ کیا جیون گاہ  
 وہ ہر توین آب وہ گھر ہے توین آب  
 بیگانہ گریہ تو آتش نا کو دیکھ  
 آہیں ہویا ہونگ ہے سب جودہ گاہ یا  
 جودہ تو ہر ایک طرح کا پر شانین دیکھ  
 جو انچہ پھر ایک دل صد چاک نہ پایا  
 چاک میں اگر اید ہر اوہر دیکھنا  
 جو چہ بہت عشق نہ ہر جاتا ہے

ہر دم تپہ فراق کا آثار ہی رہا  
 سرواڑی جد ہوا تو سرواڑی رہا  
 شکل کمر طالع دیدار ہی رہا  
 مزا فراق یارین دشوار ہی رہا  
 جسک چھٹکے کوچہ بان میں گیا  
 چھٹکے میں تو گھر و سلطان میں گیا  
 دلی تیرا خاک ہو تو خدا جا گیا کہ ہے  
 حسن تو منہ سے ہوتا ہے دریا ہے  
 زاہد و اپنی اپنی قسمت ہے  
 وہی موسیٰ تھا وہی نور وہی طور ہوا  
 برسوں رہو خراب تلاش خدا میں ہم  
 وہ رہا انگھوین اور انگھوین تھیں  
 نے مجھے جدا وہ ہے نہ میں اس جدا ہو  
 بندہ گراوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ  
 چون آئینہ ہر ایک گد زمین خدا کو دیکھ  
 جو کچھ کہنا آئین سوانا نہیں دیکھا  
 نہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا  
 وہی آیا نظر جہر و دیکھا  
 راہ روا ہے اس رہ میں گد جاتا ہے

|  |  |
|--|--|
| <p>زائر و دعا گوئی تیرے دوست کو ملے سکے<br/>         سہوڑے تیری آواز کو بھینک لینے غلط بلکہ<br/>         محسن و اقرب جو کہا میں نے یہ یاد رکھنا چاہیے<br/>         کہ سنا چھوڑ کر نہ چھوڑا دوسرے سے اسیسا ہو</p> | <p>یہ ایسی دلی گنجائش ہے جس سے<br/>         ابھی خدا وادے کی غور سے غور<br/>         کہہ کر ہوا سنگ سدا کی سوز و غم<br/>         کہی کوئی اور ہو یا تو یہ کہی کوئی اور</p> |
|--|--|

|   |   |
|---|---|
| <p>مردن اسیر تیرے ہوش و حواس غریب<br/>         عقل پر غور ہے سیکھنا سکھانا<br/>         ورنہ جو کچھ ترشیدہ ہو گا یہ دیکھنا<br/>         رہتا رہی نہ مرتجکے آگے نہ ہوتا<br/>         سو رہا کہ وہ جا کی جیوں کا نہ رہا<br/>         ہر جہت میں نہ نظر آ رہا یوں تین<br/>         جب کیا آپ کو کہا حق نہا ہو نہیں<br/>         شکوت و غم میں مدد مل رہا ہو نہیں</p> | <p>ہو ان شجر میں ایسا کہ نہ جانا خدا ہو نہیں<br/>         ہزار بو میں خودی سے فدا کیا کچھ نہ کیا<br/>         بیتابند و جہان اُسے مر گیا غم ہے<br/>         تنہا رہ جھٹلے کیوں نہ غیب و شہد و کا<br/>         ہر کائنات آئینہ خدا کا نگار<br/>         وہ خود تھا مجھ پہنچا توئی کی تلاش میں<br/>         دیر و حرم کو کسے بھلا جائے حق نہا</p> |
|---|---|

**تعریف درخت عشق عزیزان بن شجر عشق کا بیان** ہوا کہ شجر ہے جس کا نام  
 کہ عشق تخم ہے اور اس تخم کو ایک جھاڑ پیدا ہوتا ہے اور اُس کے پانچ پتے سے پانچ  
 شاخ ظاہر ہیں یعنی عقل سے مینائی اور فہم سے شنوائی اور روح سے توانائی اور حکم  
 گوئی اور جان سے دانائی اور ان پانچ شاخ سے پانچ پتے نکلتے ہیں یعنی مینائی  
 حرص اور شنوائی سے کینہ اور توانائی سے حسد اور گوئی سے غضب اور دانائی سے  
 کبر اور ان پانچوں کو نفس کہتے ہیں اور پانچوں نفس کو کہتے ہیں اور پانچوں نفس کے  
 نام ہیں نفس امارہ نفس لامہ نفس غبیہ نفس لاویہ ثواب گل اور قمر و ادھر

یہ تمام باتیں عشق و محبت کے حوالے سے ہیں جو انسان کو خدا سے ملانے کے لیے چاہئیں۔



ولا نمایت والا مثل ولا غایت خود بخود صورت سجده بر زمین بزرگ جبراکا دشمن  
 اور ہر عاشق صادق کے دل میں لائق و میثا رہتا ہے کہ جانیگ و کرتا ہے  
 بیشک وحدت ہے اور وحدت اشکی لا شریک ہے دوسرا نہیں وہی عشق تھا  
 سیکو ہمہ اوست کہتے ہیں میں ہے اور غیر کہاں وحدت الوجود کا سلم اسلم  
 البتہ دیدہ کو کو سر عشق کا درکار ہے کہ طالب کی بیانی کو اس سے قوت ہوتی ہے  
 آنکھ اور کلیا اور تجا نہ و سر سجدہ میں وہی دو چار ہے وہی چلتا پھرتا ساکن و متحرک  
 و محسوس شجرہ آدمی ہے جناب رسول اللہین فرماتے ہیں خلق اللہ آدمی علی صلوٰۃ  
 ہی برادر روح القدس میں ہے غیر نہیں سمجھو کہ وہ عشق میں مقدر ہے مطلق و غیر  
 کیونہیں پہنچ رہے تو بھی طالب کو ہے اگر کوئی غیر ہوتا تو اسکو خبر تری ہوتی اس پر  
 رہ جاتا فی الجملہ تو ہی تو ہے اور اب تو خود کو نہیں پہچانتا جبکہ پہچانتا ہے تو اسکی  
 اپنی ہوگی بمصداق اسکے کہ ماعبدناک اجتماع ہمہ ما عوفناک اتفاق ہمہ ارتقاء ہمہ  
 کہ ہر طالب کا ہر عشق کامل ہے چنانچہ خواجہ گیسو دا ز فرماتے ہیں اپنی

|                              |                              |
|------------------------------|------------------------------|
| عشق شاطہ ایت رنگ آمیز        | کہ حقیقت کند رنگ             |
| عشق میا زو خدا با خویشتن     | خبر ہر ماہ در میان مرد و زن  |
| عشق گوید سب سے پتا و بے نشان | سر عشق است این بیان جان فانی |
| عشق اول عشق آرزو و اسبق      | با خودی خود بیازد دایمان     |
| عشق سوز و عشق آرد عشق دار    | عشق پنج و ہفت باشد عشق چار   |
| عشق باد و عشق آب و عشق خاک   | در حقیقت عشق اشد جان پاک     |
| عشق شاہ و عشق اد و عشق راہ   | بر سر خود عشق پوشد چون کلاہ  |

|                             |                                |
|-----------------------------|--------------------------------|
| عشق عیش و عشق کرسی رازدان   | ہم قلم ہم لوح و ہم محفوظ ہوا ن |
| عشق شمس و ہم سماء و ہم زمین | ہم فرشتہ و ہمار و ہم کین       |
| عشق روش ہم بنجم و ہم بروج   | با خودی خود ہم نزول و ہم عروج  |
| عشق بیدہ عشق تخم و عشق نخل  | ہم عشق بیج و عشق شاخ و عشق گل  |
| عشق در صورت جمال خود نمود   | ہم اشیاء در حقیقت عشق بود      |
| عشق است از عالم آتشی        | معلوم کسے نشد از کما ہی        |

اور رسول مقبول فرماتے ہیں الحادث اذا قرین بالقدر کشف لہ اور جبکہ باہم مل جل  
وصل ہو جاتا ہے اسوقت اسکو بخیر ہی اور حیرت رہتی ہے کہ وہ خود میں خود نہیں  
رہتا اور نہ کہیں جانا الا عشق جانتا ہے اور یہ سمجھنے کی بات ہے کہ آدم و عالم خلق پر  
اور قدیم ہے اور قائم و دائم ہے اور نہ کہیں سے آیا اور نہ کہیں جائیگا واقعی کہ ایسا  
ہو ہو ہو ہوا فہم کمال قال اللہ تعالیٰ فی الضحکہ فلا تبصرون اور بیٹ شریف  
انا و فی الحلاۃ و محل اور سببات کو خوب غور اور محاکمہ کرو کہ جو اس کائنات کے اندر  
اور باہر ہے وہ سب ایسی کی ذات ہر اسکی کنہ اور ماہیت دریافت ہونا بہت دشوار ہے  
اگر طالب کا قلب لائق اور سید ہا ہے تو وہ اپنی عقل اور ذکاوت سے تخم عشق  
وجدت کا جاکر کثرت کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لیگا اور نہ تربیت ثانی محبت کو جیسا کہینا اور  
گنبد مرور کے قرار نہ پاویگا ایک بہت تنگ اسپر بازی کو نابیر کو اپنی اوقات ضائع  
کرنا ہے اور غلط یہ کہ ہر شی جانتا ہے چنانچہ جان ہر جاندار کی روح القدس ہے  
اور قدس اسم حضرت عشق کا ہے و بس۔ تعریف ذات حضرت عشق  
و غلب آن حضرت شریف الملتہ والدین احمدی رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم بالصواب



|                                  |                             |
|----------------------------------|-----------------------------|
| عالمگزاران را شمع تکلیف آمده است | سیدان را عشق شریعت آمده است |
| از چشم نامکبیه                   | دانشان هزار دستان           |
| اندین ره رنج کو دل               | توشه کن صد بار منزل         |
| شرح دادن نال عاشق با دوان        | از عبارت بر تاخت وانه دوان  |
| بر بند زبان که عاشقا             | نفس در عشق نمی خند          |
| در چنگه در آفتاب                 | می بند بر دست خرقه زلف      |

|   |                             |
|---|-----------------------------|
| حضرت غازی الدین احمد شاد نجفی رحمت الله علیه سمیه فتویٰ فرماتے ہیں: |                             |
| کجائی تو اے عشق حاضر نواز   | کجائی تو اے محرم اہل تراز   |
| کجائی تو و ساز سوز گداز   | کجائی تو ہراہ ساز و نیاز    |
| کجائی کہ از دوریت مرده ام   | کجائی کہ بے تو دل افسردہ ام |
| کجائی بیادت دلم می طبلد   | دل خار غار عجب می خلد       |
| کجائی کہ بے تو ندام قرار  | کجائی کہ بے تو نسیا ہم قرار |
| بود عشق سرمایہ زندگے  | بہ عشق است عینہ زیندگی      |
| بود عشق دین عشق ایمان سن  | بود عشق عشق نشان سن         |
| بود عشق پیغمبر رہنما کے   | بود عشق رہبر را تا خدا کے   |
| بود عشق آئینہ بے عیار   | نمایندہ جوہر کے یار         |
| بود عشق زنجیر دارستہ ہا   | کند عشق تدبیر ال خستہ ہا    |
| ر عشق آدمی رتبہ و قدیافت  | خلیفہ و جاسوس بر صد ریافت   |
| ر عشق است افزونے جاہ مرد  | ر عشق است مجنون دل ال درد   |

|                             |                             |
|-----------------------------|-----------------------------|
| عشق است ز بیدار بلبل بی باغ | عشق است ز بیدار بلبل بی باغ |
| بود بر پیش عقل و زبان عشق   | بهر دل که ز دخیل سلطان عشق  |
| عشق است حکم بتا کے ہمہ      | عشق است تیر بر آسے ہمہ      |
| عشق است در نرمستان نظام     | عشق است بنای می خوش کلام    |

و حضرت شاد عرف الدین احمد بوعلی قلندر رحمت اللہ علیہ یون ارشاد کرتے ہیں

|                            |                               |
|----------------------------|-------------------------------|
| عشق کو درلا مکان جلاں کند  | عشق کو بے پای و پر پیران کند  |
| عشق کو اک سیلماں میدہ      | عشق کو تانج سلطانی بند        |
| عشق کو تا عقل را حاصل کند  | عشق کو تا عقل را زایل کند     |
| عشق بیدار فراموشی دہ       | عشق کو تا جام مہوشی دہ        |
| عشق سازد ساغر و آفتاب      | عشق بیدار جام شراب            |
| عشق را از حسن جانان نکست   | صح میدانی کہ اصل عشق چیست     |
| عشق کو تا سپنہ پر سودا کند | عشق کو تا چشم من بینا کند     |
| گشت نیدا عشق را در پیش کرد | حسن جانان چون نظر در خویش کرد |
| بر سر عاشق نند صد تلخ حسن  | عشق چون چہ لی در معراج حسن    |
| ہم توئی معشوق عاشق نیست شک | عاشق و معشوق گشتند ہر دو یک   |
| نقدہم مردانہ اندر کار عشق  | ایک گشتی و اکت از اسرار عشق   |

اور جناب پیر پیران شیخ عبدالعزیز دہلوی فی ثوبت محمدانی محمود بچانی یہ فرماتے ہیں

|                           |                               |
|---------------------------|-------------------------------|
| باشیر دلاں چہ رستیا کردی  | عشتابہ بر آگہ منتر زردان خردی |
| ہر جسد کہ داری کنی نامردی | کنون کہ بار دے نبرد آوردی     |

|   |   |
|---|---|
| در مولانا مولوی جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ یہ ابیات فرماتے ہیں  |   |
| شاد باش ای عشق خوش سودا<br>ای دوامی نخواست و ناموش<br>عشق آن شعلہ است کو چون فروخت<br>در گنج عشق در گشت و شنید<br>شرح عشق از من بگویم ہر دوام<br>عاشقی پیدا است از زاری دل<br>بست عشق از ہمہ دین با جدا است | اسکے طبیعت پر علم ہے<br>ای تو افلاطون و پلاٹینوس<br>ہرچہ ہر معشوق با تو بجز سوخت<br>عشق در پست قعر عشق<br>صد قیامت بگزرد آن تا تمام<br>نیت بیماری چہ بیماری دل<br>عاشقان کا مذہب یہ دلتہ خدا ہے |
| اور حضرت شاہینا قدس سرہ اللہ تعالیٰ پیت فرماتے ہیں  |   |
| تو اول سرخی بازی کچا پی نہی بالا<br>ولا این کو چہ عشق است نہایت خادگانا   | مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں - ابیات -   |
| دلی فارغ ز درد عشق دل نیست<br>ز عالم رویت اور درخشم عشق<br>فلک سرگشتہ از سودا عشق است<br>اسیر عشق شو کا ندیشہ ایست<br>اسیر عشق شو کا زاد باشی   | تخنہ بیدر دل جز آب و گل نیست<br>کہ باشد عالمی خوش عالمی عشق<br>جہان پرقتہ از غوغا عشق است<br>ہمہ صاحبان را پیشہ نیست<br>عشق رسیدہ تا شاد باشی   |
| حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں   |   |
| عشق را نامزم کہ یوسف را ببار آورد<br>محققان سلف تو در بات عشق کہ ایکہ در سبب تخصیص یوسف فرق باہر بکجا تھا   | ہمچہ صفاتی نہ بد انرا نہ تمار آورد  |

درم حضرت عشق کے ساتھ بیان نامو کی آغاز سے اور انجام تک کہ گمیل پایا ہر یون  
 ایک دوسرے کے کم و زیادہ ہیں ابتدا و شوق - ارادت - موافقت - میل - موافقت  
 مودت - طلب - ہوا - ولی - خلعت - صبا - محبت - شفقت - ہیم - ولہ - اعزام  
 نودق - ابتدا عشق - واضح ہو کہ لفظ عشق تین حرف سے مرکب ہو عین عبارت ہو  
 نفی عقل پہلے دفع عقل جل جاتا ہے اور عین عبارت ہو شرک دونی اور شرم سے  
 یعنی شرک - شرم دونوں کو محو کر دیتا ہے ویسے اور قاف عبارت ہے نفی قلب سے  
 یعنی جبکہ عین ہوا وہ سب نفی ہو جاتا ہے اس طور پر کہ سلب ہونا عقل کا اور شرک و شرم  
 گریز کر جاتی ہیں اور دل سب علاقوں سے جدا ہو کر فرسودہ و یکبارہن جاتا ہوا سوت  
 طالب کو مطلوب ملتا ہے یا ربانی دوست روحانی ایک جان دو قالب ہوتا ہے  
 کہ یہ ایک گیت خاص وجدانی ہے کہ جسکی صراحت الفاظ بیانیہ سے دشوار ہے  
 بلکہ ممکن نہیں غرض عشق کی چھ منزل ہیں منزل اول شریعت اس میں سماعت کرنا صفت  
 جمال و کمال محبوب کا ساتھ شوق و ارادت و موافقت کے منزل دوسری طریقت  
 طلب کرنا محبوب کا ساتھ میل و موافقت و مودت و طلب کے اور منزل تیسری  
 حقیقت ماننے رہنا اسکے ساتھ ہوا ولی و خلعت و صبا کے اور منزل چوتھی معرفت  
 یعنی محو کرنا خود کو ساتھ چلنے طرٹ اس مطلوب کے ساتھ برقعہ محبت و شفقت و ہمدردی  
 کو باخوبی منزل وحدت یعنی وجود غانی اپنے کو توڑنا ظاہر میں ساتھ اعزام اور دون  
 اور چھٹی منزل اخیر یہ ہے کہ عالم حیرت میں وحدت کو موجود رکھنا ساتھ عشق کامل کے  
 کہ ہر وقت اسی میں عروج اور بہت رہتہ باطن میں اور جبکہ طالب باطن میں  
 کو شوق و ہمدردی کے لیے ہر وقت ضرورت نہیں کہ وہ از خود ظاہر ہو جاتا ہے اور غرض یہ

تفصیل علاج عشق کہ  
 بتائیں کیا نام اور  
 کیا کیا نام

| اب اس مقام بر حضرت خواجه شمس الدین تبریزی  |  |
|--|--|
| <p>ستم از صحبت دلدار شد مست<br/> ازین می بهیچون بسیار شد مست<br/> خطیب و قاضی پوشیار شد مست<br/> چو دیدم سرسبز گلزار شد مست<br/> جنید و شبلی و عطار شد مست<br/> انا الحق میر و بر دار شد مست<br/> که کلا بر سر بازار شد مست</p>                                | <p>دلم کز باد و خمار شد مست<br/> نه سن تنها دین بیخانه مست<br/> بیخانه گذر کردم چو دیدم<br/> گلستان ام را سیر کردم<br/> ازین می جرعه پاکان چشیدند<br/> ازین می جرعه داوند به منصور<br/> بر روی پاک دین شمس تبریزی</p>                              |
| <p>بجو که یہ وہ شراب باطن ہر کہ حضرت غازی الہین احمد شاہ رحمت اللہ علیہ</p>  |  |
| <p>اعجمی جس شراب عشق کی تعریف میں یہ آیات شنیوی فرماتے ہیں</p>   |  |
| <p>کنہر زبان و دین آفرین<br/> مرتب بنامش کند خطبہ<br/> کہ در کار دل پہچ مشکل نماند<br/> زمینہ بر آئندہ کینہ<br/> بجان غیر دشمن بدل یار خواہ<br/> نماندہ جوہر آب و رنگ<br/> کشایندہ پردہ محرمی<br/> بروز آور شام شبہای وصل<br/> بر افتادہ دستی زونیا و دایہ</p> | <p>بنام شراب سخن آفرین<br/> سخن یا بد از نشہ اش رتبہ<br/> سخن را بر کسی دل او نفا نہ<br/> فروزندہ آتش سینہ<br/> مروت نگاہ محبت آلہ<br/> نشانند نقش الفت بدل<br/> نگاہ زندہ بعبت بے خمی<br/> بدل حاجے ساز متناہ وصل<br/> بکلفت گریزد تعلق گزینہ</p> |

|                               |                               |
|-------------------------------|-------------------------------|
| توان دید درو سے چو آئینہ رو   | ز بس صاف نقش بود لاسے تو      |
| بیاور در شدا بجے از روی گل    | مفرکن در آئینہ روی گل         |
| وہ با ہم الفت دل درو          | بسوز و نگر می دل سرور را      |
| بزدور آوری خود تنہا سے دل     | ہل جا سے ساز تنہا سے دل       |
| اثر پاکند در مل بے اثر        | شود رنگ رخسار از جلوه گر      |
| نشانده نقش بے سطلی            | نمایندہ طرز خوش شربی          |
| نظر با بود چشم نناک را        | با دلفتنے طبع غمناک را        |
| مرب چو گل جنبش از رنگ بورت    | اذان می کہ رنگینی لعل از بورت |
| رباید زما جوہر عقل و ہوش      | اذان می کہ بکریہش آمد بگوش    |
| نامہ بیان من واد حجاب         | اذان می کہ نہ بانس آفتاب      |
| مل از بے نغمی را و صحر اگر فت | اذان می کہ در سینہ ما جا گرفت |
| تواند بزور آورد سیکشی         | اذان می کہ در جام خوش مشربی   |

اور باد رکرو کہ جو دریا سے عشق کے شناور میں عشاق شکار دی ہیں کہ چو دریا  
ریا ختو نے جاگے اور صحبت خلق سے حذر کرے اور کام اٹکا سوا و اشتیاق  
اور درد کے اور ذکر و فکر کچھ دوسرا نہیں ہوتا۔ لا اعلم رہا سے۔

|  |                              |
|--|------------------------------|
| صاحب دروی و کوختہ جان می                                   | باراندھنہ در و خان می باید   |
| آتش زدہ بہ خانان می باید                                   | چون زاپہ دہنے حافظ قرآن باید |
| اور لاسک و لوگ وصل حق ہوئے میں اور وہ پاک نفس اور صاف کرتے |                              |

قلب پر پیر دینے روح پر شب و روز مصروف رہتے ہیں یہ ہے کہ مردانِ صالح

وہی بین اہل دنیا کو انکی شناخت کی نگاہ نہیں کہ ایک تو خدا کا

نماک زبان جمال پر حقارت کشش توجہ دانی کہ یہی رنگ

اور تحقیق اور درست اور صحیح کیا قول ہے

مردان خدا خدا بنا شد لیکن ز خدا جدا نام لے

اور دوسرے وہ لوگ ہوا جس کہ تعلقات دنیا سے غور علیحدہ نہیں کہ تم اپنا

شہوات ہر بات کے ہیں اور ذات سے بجز حق و نام کے کچھ نہیں

یہ انکو دیکھ کر ارادہ کرتے ہیں کہ ہم بھی عاشق اللہ کلام میں مستعد رہیں

توبہ توبہ جلوہ نامی عشق کہ یہ ایک لہج اور نیا ہے

کچھ کہیں کچھ گریہ نص تو انکا صحیح ہے حضرت مولانا جامی

آہ من العشق وحالاتہ

ما نظر العین الی غیر کم

اگر کس کس دہنگ اور رنگ پر طالب کو لاتا ہے اور کیا الیہ اظہار خستہ اور خوار

کرتا اور نشانہ کلامت بناتا ہے مگر شوق ایسا بڑاتا ہے تا آنکہ مغلوب ہو جاتا ہے

واہ اسکی عجب جلوہ گری ہے ایک رنگ نہیں ہزار رنگ ہیں غطر عالم الیہ اور دنیا

کرتا محال ہے کہ اسکی ایللی چال ہے لیکن اسکی راہ میں بجز عشق کے دوسرے

نہیں مجبوری اور سبکی اور لا جاری اور یاس ہی ہدم ہی مونس ہی شفیق ہی ہستی

مگر جبکہ طالب کو کچھ حسن محبوب سے ایک طرح کا دلولہ دین پیدا ہو جانا تو کچھ

خالی اسکا ہوتا ہے چنانچہ یہ سڈس ترجیع بند عالی دہلوی کا تاہر حال اسکی ہے

چکمہ کہ فغان اگر کونم درم چو دست اجنہ زری

سرخ چوکی باب عالی بفرنگیادہ و بفتہ گری

|   |   |
|---|---|
| بر شمع عریضه پنج نگاه بجان چو عرو و حسن پر  | بادای چو سرور و ان چین بخراش جلوه لکبک  |
| بر بود و لم بت زهر چین آتلا و جبهه کالقری   |   |
| مورینو نسیه نینان لاکسکی سن موند لیا مور شام  |   |
| همه روز چه علقه آه و فغان که گوش فلک می شنیدم<br>ای خوشترش ناله و گریه کنم که چاک براس من نیز زخم | بیشتر چه بگریه شور فرا که عمارت دل همیشه گنم<br>این شکایت چه بر درون لطم قرار نه تاب توان تخم |
| بر بود و لم بت زهر چین آتلا و جبهه کالقری   |   |
| مورینو نسیه نینان لاکسکی سن موند لیا مور شام  |   |
| چه علاج کنم که بباریم بچه طور که غم خوش بیان<br>نه قرار سینه زهر بر دل توان به تخم نه شکین بجان   | نه علاج و نه بهوش جان خرد بسم نه توان بیان<br>همه شام ناله همگی در همه روز بگریه و آه و فغان  |
| بر بود و لم بت زهر چین آتلا و جبهه کالقری   |   |
| مورینو نسیه لاکسکی سن موند لیا مور شام هر   |   |
| سنت که داغ طهره سر الفریضیت پندم<br>غمم دور و فراق بی تیره قید کند عنا و بلا                      | کنند از دم صحت عشق جدا سو کار جهان را<br>نه رفیق کسی نه این سینه وقت بناله شور فرا            |
| بر بود و لم بت زهر چین آتلا و جبهه کالقری   |   |
| مورینو نسیه نینان لاکسکی سن موند لیا مور شام هر   |   |
| بادای که لکبک می خلیش به نگاه که سرمه شیر لک<br>بجای که روشین از و شده پس به شیرم جان سماک        | چو زندگ شست با بشود گذر و جانم ز وطن<br>بغیر نگاه تقاض خود بجا و بشیرم زیاده نزدیک            |
| بر بود و لم بت زهر چین آتلا و جبهه کالقری   |   |
| مورینو نسیه نینان لاکسکی سن موند لیا مور شام هر   |   |



|  |  |
|--|--|
| گویا کہیم گویا کہیم گویا کہیم<br>گویا کہیم گویا کہیم گویا کہیم   | گویا کہیم گویا کہیم گویا کہیم<br>گویا کہیم گویا کہیم گویا کہیم   |
| بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  | بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  |
| چو شکوہ فشرطیت من چو گزہ ہوا چین شکوہ<br>ہمدنخ زمین کن چین خدا کہ جلالتہ بتن شکوہ  | چو شکوہ فشرطیت من چو گزہ ہوا چین شکوہ<br>ہمدنخ زمین کن چین خدا کہ جلالتہ بتن شکوہ  |
| بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  | بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  |
| بقدی چو صنوبر جلوہ نما بر شیکہ زماہ فروزا<br>زلفکب و نصبر و زتاب توان نمود نہار در رخ جلہ  | بقدی چو صنوبر جلوہ نما بر شیکہ زماہ فروزا<br>زلفکب و نصبر و زتاب توان نمود نہار در رخ جلہ  |
| بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  | بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  |
| نہ شفیق مرا نہ رفیق مرا بجز این تن نارنجیت<br>ہمیش و نشاط ز فطر فغان شدہ است منطالع کلاہیت   | نہ شفیق مرا نہ رفیق مرا بجز این تن نارنجیت<br>ہمیش و نشاط ز فطر فغان شدہ است منطالع کلاہیت   |
| بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  | بر بود دلم بت ہر جبین اٹلا دجہ کالقمری<br>سورہ نیونسے فیضان ملا سکھی میں نہ لیا سورہ ام ہام  |
| اور جبکہ طالب کو کچھ کب کرتے کرتے فی اکملہ و ہنگ اس رنگ کا ہوا آ جاتا ہے تو اس طرح<br>اپنے کو سنبھال کر عشق کو اپنی طرف بلاتا ہے چنانچہ اس موقع پر حضرت غازی الدین علیہ السلام | اور جبکہ طالب کو کچھ کب کرتے کرتے فی اکملہ و ہنگ اس رنگ کا ہوا آ جاتا ہے تو اس طرح<br>اپنے کو سنبھال کر عشق کو اپنی طرف بلاتا ہے چنانچہ اس موقع پر حضرت غازی الدین علیہ السلام |
| جمعی یہ غنوی فرماتے ہیں۔ مثنوی   | جمعی یہ غنوی فرماتے ہیں۔ مثنوی   |

چون ساقی توئی موی نباشد چرا

بهار است ای ساقی گل فروش

بهار است ای ساقی مشکبوس

بهار است ای آفتِ بهوش من

بهار است ای راحت جانِ تن

بهار است ای ساقی نگ و بوس

بهار است ای دشمنِ خانسان

بهار است ای ساقی جامِ بخشش

بهار است ای ساقی چاره ساز

دیرینِ فضلِ باقی بستی هزار

بیاب و بیاب و بیاب

بیاساقی نازنین کس

بیاساقی مست ناز کس

بیاساقی دلربا کس

دگر در دسرا ز خمارم

که فضلِ بهار است و ایامِ گل

بمشتوقِ ہم بے نیازی کند

ندامت چرا در جهان آمد

که چون من گرفتار داور

بهار است ای ساقی خوش کلام

بهار است ای ساقی با به نوشش

بهار است ای ساقی خوب رو

بهار است ای ساقی گلبدن

بهار است ای ساقی بخش سخن

بهار است ای ساقی تا گرم خوس

بهار است ای ساقی مهربان

بهار است ای ساقی کام بخشش

بهار است ای ساقی مست ناز

بهار است ای ساقی گلغزار

بهار است ای ساقی گل قبا

بیاساقی گل جبین کس

بیاساقی عشوه ساز کس

بیاساقی آشنا کس

غدا را دگر انتظارم

می لاله گون ریز در جام

از آن می که آن عشوه سازی کند

بمن ده که از غم بمانم

غزل می سرایم بشوق

دل است و ہمیں یک نشانی او  
 شاگرد ہونے کا پتہ او  
 فتح در سر ہر کہ سودا کے او  
 برد دل ز آئینہ سیما کے او  
 بر عنائی و قد و بالائے او  
 دل از صف روی زیبائے او  
 بنا ز م بہ قرنگان گہرائے او  
 گوش گل افتادہ غوغائے او  
 بیا دل آمد ادراکائے او  
 شد از شہد شیرین بختہائے او

آتش حشمت از تابشائے او  
 پس نازکی ز شمع خواہ شدن  
 ز شور بنون سر بصر او  
 نگہ را بحیرت کند آشنائے او  
 قسم بخورد سرو با فاختہ  
 کند سورہ لیس اوراد خویش  
 رہائی نثار و ز چنگش دلے  
 بہ لبیل رسیدہ است حرف لب  
 بتار نفس آویچیدہ در و  
 زیاد لب بیا غازی مگر

اور تصور کرد کہ حضرت عشق کے کوچکی سیر میں عجب حال ہوتا ہے اس مبنوی میں  
 کہ کیا رسوائی ہے نہ دل کا ٹھکانا ہے نہ راز کا چھپنا ہے وہ جوش دریا ایسے آبِ بقا کا  
 کہ منجھالے سے نہیں منجھلتا ہے جب حضرت عشق شور فرماتے ہیں عقل و ہوش خود بخود  
 گم ہو کر جاتے ہیں راہ کے تنکے جھڑاتے ہیں غول لڑکوں کے پتھر ٹکراتے آتے ہیں  
 اہل دنیا اسکا تماشا دیکھتے ہیں حالِ دولت سے اسکے آنکھیں سیکھتے ہیں جہنم سے اسکی  
 شہادت ہے لوگ جاگتے ہیں سوتے سوتے جاگتے ہیں حالِ خراب اسکا دیکھ کر کوئی تفریق  
 کہتا ہے تشریف پر اسکی الزام دھرتا ہے مان کوئی بظرق نہیں دیکھتا انکھ دانستہ چھپا  
 کہ کیا اور میا اور کون کس ذوق شوق متلا ہے کوئی دجھکا بھی فضلِ خدا سے اس برفع پر  
 چند ابیات حضرت شرف الملتہ والہ الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ منیری کے سن لینا چاہیے

جهان شویست دیگر زرق بانهی  
 بیت آدم چیست عواش عشق لب  
 عشق سلطان است در هر جهان  
 خدا بود عاشق به خود ابد کما  
 وجودی ندارد کس به جز خدا  
 تا شاست خود را بخود می شود  
 آنکس که ز عشق با یک توی شود  
 در عالم عقل پائے بستی  
 این سخن گر عاقلی گوید خطا است  
 هر که او شورید چون دریا بود  
 چون بگستاخی رود ز ایشان سخن  
 خیر و شر جمله آنجا میرود  
 چون نه دیوانه زان شیوه لاف  
 تو زبان از شکوه او دور دار  
 ما جرم دیوانه را اگر چه خطا است  
 هر چه از دیوانه آید در وجود  
 پیش آنکس که عشق نه برادست  
 کفر و دین عقل ناتمام بود  
 عشق با سر بریده گوید رانه

جهان شویست دیگر زرق بانهی  
 بیت آدم چیست عواش عشق لب  
 عشق سلطان است در هر جهان  
 خدا بود عاشق به خود ابد کما  
 وجودی ندارد کس به جز خدا  
 تا شاست خود را بخود می شود  
 آنکس که ز عشق با یک توی شود  
 در عالم عقل پائے بستی  
 این سخن گر عاقلی گوید خطا است  
 هر که او شورید چون دریا بود  
 چون بگستاخی رود ز ایشان سخن  
 خیر و شر جمله آنجا میرود  
 چون نه دیوانه زان شیوه لاف  
 تو زبان از شکوه او دور دار  
 ما جرم دیوانه را اگر چه خطا است  
 هر چه از دیوانه آید در وجود  
 پیش آنکس که عشق نه برادست  
 کفر و دین عقل ناتمام بود  
 عشق با سر بریده گوید رانه

کہ ضرب او جرح است میرسد  
 لیکہ اگر دلیانہ اسے پوچھا  
 کہ زبان گروہ زوگتی سالہا  
 در شنی گریگویر رفعتش  
 شکوئی اگر بہ حالت کشف  
 آنکس کہ دلش شرح ہوا نہ باشد  
 در نہ ہر جو سب و کویا نہ  
 نفس در دلی و دل جہت  
 دیتی کہ بشکر عشق رزید

کہ زرم نیز راحت میرسد  
 بچو کس را با تو نبود کار نہ  
 ہم نبارد و او شمع آن حالہا  
 بربش در شریعت و ارباب  
 سہر گوید ازو خطا نہ بود  
 شمع و را در دو جہان کار نہ باشد  
 در شنی بچر بادہ و زار نہ باشد  
 در دلی و دل جہت  
 صلاح گفت و رفت ہر دار

یہ ہند واسطے رہنمائی اس طالب سنے کہ بیکے تعلیمت مستقل نہ ہو یعنی طالب جب تک  
 نہ واپس کے پاس جاکر باتیں سنتا ہے تو دل اسکا اس طرف رغبت کرتا ہے اور جب  
 صوفیوں باطن کی طرف مائل ہو کر باتیں سنتا ہے تو اس طرف فک و شوق اپنا پڑھاتا ہے  
 غرض کی طرف کو دل ٹھکانے نہیں رکھتا بہکنا پھرتا ہے یہ بہت بڑا سخت عیب ہے  
 اور پیر کو ایسے مرید کا با عظیم انگھا پڑتا ہوتا ہے در حقیقت کہ جس طالب کا دل  
 ظاہر اور باطن کے جھگڑ میں پڑ کر پریشان اور افسردہ ہو جاتا ہے وہ نادیدہ کیا  
 کر سکتا ہے کہ ایک طرف سرعی درہ تفریہ ہے دوسرے طرف غیب باطن کی پادشہ  
 زنجیر ہے اور تیسرا شیطان واسطے تخریب غالب کے گلوگیر ہے ایسی  
 حالتوں میں طالب پھر اگر استقلال کو چھوڑ دیتا ہے دل سے مشورہ  
 کرتا ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں اس کو سب طرح مشکل کا سامنا

پہنچا ہے اور بتیم علیہ الصلوٰۃ تو روز ازل سے نبی آدم کے ساتھ عبادت کا طریقہ رکھتا  
 تھا منظر منظور رہتا ہے کہ بسا اظہیر غالب کو تباہ کر کے لظور نمود و دنیا دہ گریہ کرنا والہ  
 چاہتا ہے وہ شخص لطیف واسطہ مرشد سکبرج رہتا ہے پس انسان کو ضرور ہے کہ  
 اس جہان غانی سے گزر کے عالم جاودانی کو ساتھ خوشنوی اور سبب بہ ہر ہی کیا جائے  
 آخرت میں لطف اٹھائے خیال کرو کہ جو بندگان دین حسین باطنی سائن گزیرے انھوں نے  
 کیسے کیسے اپنی اوقات کو ضیاع کیا اور اپنے کو کسب پایا باری تعالیٰ کو پسند  
 آیا اور یہ بھی راست ہے کہ بدو انھیں ہایت اور فضل کے کچھ نہیں ہوتا مبصدا  
 اسکے کہ پہنچتا ہے ذریعہ ہاتھ باذن اللہ لیکن ظہور خیر و غر دونوں کا انکو  
 عمل پہنچا ہے مثلاً کوئی شخص ہاتھ پاؤں باندھ کر درمغ کو ہون اور رشتہ  
 جینہ کر کے بیٹھ رہے تو کیونکر کسی امر کا ظہور ہو گا چاہیکہ عمل بہتر کر کے انجام کار  
 اسکا تو کلت علی اللہ ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ زمین شور میں غم بد ڈالے اور  
 اسے شرنیک کے رکھے اگر ایسا کرے تو اسکو سودا کے تمام کہتے ہیں اسکے نشانہ  
 کو اگر بھراحت لکھوں تو ایک دفتر طول ہو جائے اس سبب سے مختصر یہ کفایت کی  
 اور آیات مطلب خیر نہ آمیز نہ ہر گان سلف کہ جس سے لوازمات ضبط عبادت اور  
 طالب کو معلوم ہوں وہ احادیث اساتذہ سے تفسیر کیے مناسب ہے کہ لغو نظر کر کے  
 طالب مطالب اسکے یاد کر کے عمل ہو ورنہ جب یہ زمانہ حیات گزر جائیگا اور غیب القیام  
 سامنے آئیگا چرچہ نہ ہو سکیگا نہایت پریشانی دانگی اور بجز امنوس کے سوا اسوقت کوئی چیز  
 نہ ہو سکیگی اور جبکہ اسنے کچ کیا تو اس میں آگاہیں کوئی دوسرا نہیں ہے کہ چاہے تو دیکھے  
 اندر نشانی کرے اور ایام گزرے ہوئی زیست کی چھبیکہ وہ اس صورت میں لازم ہو جائے

خبردار خواب غفلت سے ہوشیار لیل و نهار میں بیدار رہے آئندہ طالب کی سمجھ کا  
اعتیار ہے مرثلا چار ہے گر کان رکھو بات سناؤ دیکھو جو کہ یہ قولات غور و تحقیق کے ہیں

### ابیات اساتذہ

در دست چہ شد اگر کتاب ست  
چشم دل بردے دل نظر کن  
ندان روکان خمیر از خاک دارد  
سقام حق بود کاشا دل  
کجا آید ز آب و گل چنین کار  
غفلت نہ شمار دور بین است  
گو سالہ شیرست خود را  
عاش بر ہی تو لبت چند  
این بادہ نصیب عاشقانست  
ستان دانند قدر این سے  
گراہل دلی تو نیز بستان  
قوی بختا چہ سخت کوہ نظیر  
ما ز آمد و رفت خویشین بجزیر  
کہ بہر سو کہ دیدہ بکشا چہ  
خویشین را ہم بین جز روی دوست  
این صدف را بشکن و گو ہر بر آرد

چہمت گران و دل بخواب ست  
اگر صاحبی در دل نظر کن  
یہ بین دل را چہ روے پاک دارد  
بیا بنشین بہ خلوت خانہ دل  
دل است آئینہ دار روی و لہار  
دشمن ہمہ وقت در کمین است  
گستاخ کن تو نفس بد را  
گر نفس بخوابد از تو گلقد  
تا ساقی عشق و جام جانست  
خوش نشہ دارد اینچنین سے  
این بادہ بجان خردستان  
ما جملہ سافران این رہگذریم  
یاران ہمہ آمدند و رفتند ہنوز  
عارف حق شناس را باید  
چشم دل را کار فرما سوئی دوست  
چند باشی در نقاب اعتبار

اگر بخود بینی به بینی پوست را  
 در طوط دل نشسته میکن سفره  
 توئی اگر ت هوا سے جانان باشد  
 قطره دریای دل همچون بود  
 تشنه آب محبت خون خور و  
 اسی بنده چون بندگی نکرد سے  
 چون او تو دگر خدا نزاری  
 سجد در کف تو به بر لب از دوزخ گناه  
 زبان در ذر و دل در فکر خاند  
 چه شد گر مصحف در پیش باشد  
 کیدم یاد ملک ذوالجلال  
 مولوی گشتی و اگر نیستی  
 آدمیت شکست ای آدمی  
 آدمیت لحم و شحم و پوست نیست  
 آدمیت گر بقوت میشد سے  
 سبزه خط گلستان عذار  
 چون قرار رنگ گل جاوید نیست  
 گمان مبر که ز دوسیم داده اند ترا  
 چه شود گر نشوی خسته بر متلع کسی

در نه خود بینی به بینی دوت را  
 شاید که قد بشمر دل بهم گذرے  
 از دیده دل بروی دل کن نظرے  
 این پیر از آب ست فآن از خون بود  
 آنکه آبش قوت باشد چون خورد  
 از بندگی که کار دارد  
 او به ز تو صد هزار دارد  
 محبت را خدای آید ز استغفار  
 چه حاصل زمین ناز پنجگانه  
 چه دل در فکر گاؤ میش باشد  
 خوش بود از عمر صد مرتب سال  
 خود کجاؤ از کجاؤ و کیستی  
 چون برین روز آوریا بهیمنی  
 آدمیت خبر رضای دوست نیست  
 گاؤ خراز آدمی بهیتر برے  
 خوش بود اما چو گل نایاب نزار  
 پس ترا زین بوستان امید چیست  
 و دیقته است که ماری بهت روز چنبد  
 چو موش بر سر دکان روستا خورند



بران مطلب که می کنم عیب  
 از سینه بینه میرند راز  
 تا چند نشسته بدرس عربی  
 از راه کمند ناله نیم شبی  
 از بهر شکار ماکسان بهوش  
 او در پی ما و ما بنجواب خرگوش  
 هر کسی مست شراب حیرت است  
 آخر ازان کشت چه برداشتند  
 آدمی و باز ساغر شدی  
 همراهی آن نه کار هوش است  
 عاشقی کردن نه کار هر کسی است  
 خاک کرد او رو پس خودم بسوخت  
 درد که کنی ناز و بدش خواهی  
 شرمنده روی پیش و فضلش غلغلی  
 این میشه مقام شیر مرد است  
 ز نثار کس نمیتوان داد  
 صحت که سر شکی بفرمان خدا  
 برباد ده حقوق و احسان خدا  
 تاج چه شدی اگر نبود س

رود ره یونون بالغیب  
 این در سه نیت جائے آواز  
 ای شیخ ساغر ده حق مطلبی  
 دیوانه ما به کنگر د عیش رسید  
 صیاد فلک نهاده دام بردوش  
 ای داسے برین شور و نادانی ما  
 بر جمال او حجاب حیرت است  
 بنجیران تخم اهل کاستند  
 رخت عمل بند که تا جر شدی  
 عشق انگر و پنه زار هوش است  
 عشق سوزان آتش عاشق حسی است  
 عشق در هر دل که آتش بر فروخت  
 توئی بخیال آنکه عدش خواهی  
 آن یکم گنه گنی و در روز حساب  
 این باد جام اهل درداست  
 پرداد لبش شمع جان داد  
 ای آنکه غوری و طیفه از خوان خدا  
 زین پیش چه بودی و چه هستی امروز  
 حاصل نشد از وجود سود

درین گرداب کارنا خدا نیست  
 درین کشتی مستاع دین و دنیا نیست  
 از ان در بوستانم بلیله نیست  
 بکار او نشاید و هم بد کرد  
 ای لعل درون تو ده خاک  
 خود رهنم و نخل هدیه دینی  
 خود تیر خدگی و نشانه  
 اگر چه در جهان صد یار داری  
 طاعت که بر اے خلق کردی  
 حاکم بمعاصی و گناه کار  
 یک نکته بس است اگر شعور است  
 دی شب بچمن بخواب غفلت بودم  
 ناگاه خروش بلبلان سحری  
 برخاستم و بخود ملاست کردم  
 زین دست شکسته بر نیاید کار  
 بیدم یادش نباشی یک نفس  
 این ظرف گلی هنوز خام است  
 این پرده دودمان در دست  
 ای صائم دهر دقام لیل بی

اسید ما بخر فضل خدا نیست  
 چو برگردد با حل طالع ماست  
 که غیر از شاخ سرو انجا گلی نیست  
 بدی را بایدم نسبت بخود کرد  
 هم زهر خودی و هم تو تریاک  
 شیطان خودی چو نیک بینی  
 صیاد خودی درین زمانه  
 چه شد آخر بیک کس کار داری  
 بدنامی کنه دل کردی  
 بهتر ز عبادت ریا کار  
 در نه چو چراغ پیش کو راست  
 قطعه تا آنکه سحر شد و گشتم هوشیار  
 تا صبح چو گوش من رسید از گلزار  
 صد حیف که من بخواب مرغان بیدار  
 یاران چه توان شن مرا آخر کار  
 بنده خدمتگذارش باش و بس  
 دولت نه نصیب هر که ام است  
 این پرده کس در ده که مردست  
 یکدم بشرباب هم بمن میل

آن باد که صاف از زلال است  
 آن باد که بے غبار باشد  
 آن که در دوسر ر باید  
 آن می که نباشد از عتقا قیر  
 گر جرعه آن بکام ریزی  
 پاری عالم نیاید هیچ کار  
 آن زمان چون ساز باگشاید بود  
 تو نگری نبود مال دیگران خوردن  
 دیشب اندر پنهان نوبهار  
 در چین من بودم و دیدار او  
 در چین من بودم و دلدار بود  
 گفتم ای زکس خدا را چشم پوش  
 کی بیای کی کم بوس و سکار  
 گفت ای نعلت گر دیوانه  
 بگش خبر تا ثانی نیم  
 شرب با شیشه خاموشی است  
 در چین هر یک و بددا دیده ام  
 عیب گوئی گر شعار من بده  
 گر چه چشم خویش را کرده ام

آن می که بشیخ هم طالع باشد  
 آن نشد که پا بخار باشد  
 آن می که بشد لطف کشتا پر  
 در شیخ نه حدان نه تنفیر  
 در شب زکورت خیزد  
 سعی کن در یاری پروردگار  
 دامن مادر پناست که بود  
 نظر بان که ای تو نگران نه کشته  
 در شتم پاکیزه روی در کنار  
 قانع از جور رقیب زشت غر  
 لیک زکس بر سرم بیدار بود  
 تان بینی عیب زنده بود  
 چون تو باشی پیش من آئینه دار  
 از شعار اهل دل بیگانه  
 چون تو خوشی و هر جانی نیم  
 در طریق اگر سرگوشی است  
 از که چشم خویش تن پوشیده ام  
 هر خس این گشتم دشمن بد  
 چنان سخن چین فیتیم در پرده ام

غافل چشتہ ز اسرار جهان  
 ہر لحظہ ہم رسد بدیوارِ جهان  
 مرا جز کوئے توراه دگر نیست  
 اورا بجز او دگر چہ در کار بود  
 آنجا چہ مجالِ دلق و دستار بود  
 از نیکی خوشتن تو گذر  
 ناصح بجز اقسام کہ آن ہم قفسے  
 ہم در قفسے نکم بلام ہم ہو  
 پندم شنید طفل نادان چہ کس  
 خواب گران اجل آید بہ پیش  
 شب ہمہ در خواب رود چون خواب  
 قافلہ چون رفت تو گرہ شدی  
 بخودی دست شرابی ہنوز

ای شینہ بہارِ گلزارِ جهان  
 از بجز زمانہ هیچ سیلابِ عدم  
 ترا چون سن ہزاران بند گانند  
 آنرا کہ ہوای وصل و لہار بود  
 در بار گئے کہ جان و دل باریافت  
 یارب من اگر ہم سرا سر  
 دنیا بہ نگاہ چشم بیا نفسے  
 ہیما ت کہ ہر کسی برائے نفسے  
 دل تو بہ نمیکند ز حصیان چکنم  
 چشم کشاؤ نگر احوال خویش  
 روز تو در فکر طعام و شراب  
 بد سر رہ ختی و ابلہ شدی  
 قافلہ رفت و تو بخوابی ہنوز

چند پند واسطے یک سنی طالب کے۔ واضح ہو جبکہ مرید کا دل پند و نصیحت سے  
 قرار پا کر ایک سو ہوا تو انکی یک سوئی کے پختہ کر نیکو ہدایت درکار ہوتی ہے کہ  
 اسکو طالبِ سکر پابند ہو جاتا ہے اور ساتھ استقلال کے مصروف ہو کر بہر دل کو  
 اپنے دوسرے طرف مخاطب نہیں کرتا خود اپنی فکر سے آہٹن کچھ سلجھا کرتا ہے بعد  
 مذاہلت چند روز کے کوئی ایک پتھک باقی نہیں رہتی انجام کار کو پہنچ جاتا ہے  
 اس مقام پر حضرت شرف الملتہ والدین احمد رحمت اللہ علیہ میری ششماں گزشتہ

یہ ناصح کویم اگر تو انصاف کنی بہ نصیحت ہم شیطانی جان پہنچا

## ایات

|                                |                                 |
|--------------------------------|---------------------------------|
| ترا با علم دین یک ذره کردار    | بسی به زنگه علم دین بختزار      |
| نیت دنیا بد اگر کار سے کنی     | به شود اگر عزم دنیا رے کنی      |
| از قناعت نیت ملک پیستر         | چکس جهان بگرد بر                |
| لفض مانع گردد ای میکند         | در حقیقت بادشاہی میکند          |
| هر که در راه قناعت مرد شد      | ملک دنیا بد دل او سر د شد       |
| عمر روز پنج شش می بگذرد        | خواه خوش خواه نا خوش می بگذرد   |
| این قدر تو صبر کن آسان بود     | نا خوش نا خوش ترا یکسان بود     |
| سرد و گرم زمانه نا خورده       | نری بر در سدا پرده              |
| خاک عالم جمع کن چون خاک بیز    | بر سر دیار مردم غار ریز         |
| ترک صورت گیر چون عفا صفت       | بماند به آفتاب معرفت            |
| کار عالم خبر طلسمی هیچ نیست    | خیزانی در خرابی هیچ نیست        |
| تا صفات با تو خواهد بود جمع    | تو نه خواهی بود بجز سوزی چو شمع |
| لیک جد و جد می باید ترا        | تا درین گنج نظر آید ترا         |
| تو چه دانی ز آفرینش حق         | چه شناسی بیان و تیش حق          |
| ذره درد خدا در دل ترا          | بهتر از درد و جهان حاصل ترا     |
| نوش کن هر چه زهر او باشد       | نشت و نیکو همه نکو باشد         |
| چون نه داری درد در دمان کی رسد | چون نه تو بندہ فرمان کی رسد     |
| در پیش آوی تو در مان باشد      | جان رهی امید جانان باشد         |

دست از فراق یکدم مدار  
 چون نمی آئی بسر از غمش تو  
 تا نباشد این چنین درد ترا  
 ره روان رفتند و تو در مانده  
 باز در و خود نگردد خسته  
 هر که ادا در دنیا پا گشت  
 تا تو با غمش بی بینی هم  
 چون همیشه یاد تو سوزی بود  
 هر چه در دنیا خیالت آن بود  
 اسی شده از شناس خود عاجز  
 در دو عالم تو گرد بول باشی  
 از درون خود در آئی یکدمی  
 باز کباز آیی که در پیش آمد  
 تو چنین محبوب از خود مانده  
 تو چند نه کار آب و خاک است  
 تا کی نفس از گمان بر آری  
 ماهیت و درخت در ره بود  
 چون ازین هر دو بر آئی تمام  
 ایکه خود چون سحر بنود ترا

اگر قبولت کرد هرگز غم مدار  
 چون توانی شد خدا اندیش تو  
 تنگ باشد خواندن کس ترا  
 طاعت بر سر زن که بدور مانده  
 کی کند آتش ترا افرود خسته  
 ز رطاب گشت اگر چه خاک گشت  
 چون شوی فانی احسب بینی هم  
 بجز محنت همه لیلی بود  
 تا بد راه وصلت آن بود  
 کی شناسی خدای را هرگز  
 عارف کردگار چون باشی  
 صحت جانسوز بینی حالمی  
 هر نفس در محو خود پیش آمد  
 تا ابد محبوب از خود مانده  
 آن درو دل صاف جان پاکست  
 ایمانی تو دل نه داره  
 جان توین راز که آگه بود  
 صبح این دولت تو دریایی ز شام  
 در حقیقت این نظر بنود ترا

گر شود این درد و استغیر تو  
 نماند در دین کارت پیر  
 برو کار سے کہیں کار خاست  
 خواجہ بس کو راست نافرمانی بصیر  
 نہ کہ ہر چیز کی سودا ہی توانست  
 گرم شہی پیش پس چہ کردی  
 با این ہمہ چند خوش بنائی  
 کہ نماند ز کار سازی او  
 هیچ دل ساکنہ اورہ نیست  
 کس چہ دانستہ چہ حکمت پیرو  
 دل و عقل از جلال او خیرہ  
 گرد آید کیسیم از سوے او  
 ناکسان را بلطف خود کس کرد  
 ای ز چشم و جان نہان دیدار او  
 شمع و دھن از و نشان پیروست  
 این سازفتہ از میان پیروست  
 چون شمع محبتش بس افروختہ شد  
 لشکر نفس و جود رو پاک دارد

پس بود این درد و استغیر تو  
 نصیب این درد نماند شمشیر  
 ز ظلم دین ترا حرفے تمام است  
 ہر چہ فحاشی برد خواہ گفت گہر  
 چون بروی اندر فرود آید توانست  
 اینک رہ تو برد کہ مردی  
 توفیق چہ هست کار فرمائی  
 کہ نرسد ز بے نیازی او  
 جان و عقل از کمال آگہ نیست  
 ہر دجودی ساچہ قسمت پیرو  
 تن و جان از کمال او خیرہ  
 پائی گویان جان دہم در کوئی او  
 شکار میری ز بندگان بس کرد  
 گم شدہ عقل و خود در کار او  
 بر ہر چہ مثل زنی ازان پیروست  
 یعنی کہ خدا از دو جان پیروست  
 پروانہ نفس تو در سوختہ شد  
 مرغی کہ رسیدہ بود آموختہ شد

مختصر یہ ہے کہ اس مزیب صوفیہ میں جو کہ ہے عشق کی رہبری سے بخیال بختہ ہو

اور اسی سے طالب بارادست تمام متقل ہو کر اپنے مقصد سے فائز ہو جاتا ہے چاہے  
 پیر کی ارشاد سے ذرا بھی تفارق و تفاوت کرے جو کچھ پیر کے اُسی بالتقدیق لفظین  
 جانے مذکور ہو کہ ایک مرید نے پیر سے سوال کیا کہ اللہ جل شانہ کی صورت کیسی ہے  
 جواب دیا کہ جیسی صورت محمد کی پھر عرض کیا کہ محمد کی صورت کیسی ہے پیر نے کہا کہ جیسی  
 شکل علی کی پھر عرض کیا کہ صورت علی کی کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیری سید الطائیف  
 پیر عرض کیا کہ سید الطائفہ کی صورت کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیرے پیر کی پھر عرض کیا  
 کہ صورت میرے پیر کی کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیری پھر عرض کیا کہ صورت میری  
 کیسی ہے کہا کہ جیسے صورت اللہ تعالیٰ کی ذرا بھی فرق نہیں لیکن تو ہی ہے جس  
 کہ قالب م کا تیار ہو گیا تھا مگر گردن اور سر نہیں بنا تھا اللہ تعالیٰ جہم سے فرمایا کہ  
 سر اور گردن اسطرح کی بنا اسطرح کو جہم نہ بھجائیں یا مگر ارشاد ہوا اللہ کا ظانی  
 طرف کو ماہمان حوض پر اند آجے اُمن دیکھ یہ سکر جہم فوراً اُس سمت کو روانہ ہوا  
 اور وہاں پہونچ کر اُس حوض میں دیکھا کہ بانی اُمن جھک رہا ہے اُسکے سطح آب پر  
 جو غور کیا تو یہی نقشہ آدم کا جو اسے نظر آیا وہ وہاں سے پٹ کر حاضر بارگاہ باری تعالیٰ میں  
 ہوا اور ہوا فتح اُسی چہرہ اور گردن کے جو دیکھ آیا تھا بنا کر قالب میں جوڑ دیا کہ وہ جو  
 ہنوز موجود ہے ای بشر بچر بچکا کیون جھک ہی جو کچھ ہے یہی خود تیرے تقدیق اسکی  
 خود ظانی ہونے پر ہے زبان کو بند کر دیدہ دل کو کھول پیر شاہدہ کر پس اُس طالب نے  
 پیر سے پیکر قبل کیا اور مصروف بکار خود ہوا چند روز میں شاہدہ مطلوب ہونی لگا  
 تو اس بحث سے صاف دفع ہوا کہ وہ شکل حوض میں دوسری نہیں تھی اسی کہ وہ شکل  
 حق تھی اب واجب ہو گیا کہ مرید پیر کی طرف تو ذرا رغبت سے اختیار کرے تاکہ



فیض سے مجروح نہیں ہے۔ تعریف میں خاندان آرائی حال قابل اور جوش و خروش دریا  
گشت خانہ پریشان نشہ شراب عشق کے بشوق دید مطلوب حضرت غازی الدین احمد شاہ  
علی رحمۃ اللہ علیہ ینوی فرماتے ہیں

|                            |                              |
|----------------------------|------------------------------|
| جہان را زمینخانہ باشد نبات | بود بادہ سرخوش آبجیات        |
| بنادیم بہ فیاضی ستر لے     | کہ افتادہ ہر گوشہ ساحل لے    |
| ز فیض زمینش دم گل بیاض     | وز عطر یہ در شود ہر دماغ     |
| در دہام از فیض آما دہ      | ہر گوشہ اش فیض افتادہ        |
| لبالب خم و روی از لعل تاب  | شرابی در رہزن سنج و تاب      |
| دل افسردہ در وے نیابی کھے  | نہ بینی در وے گلانی کھے      |
| نباشد زمینخانہ بہ خانہ     | کہ سمیت کند دل بہ پیانہ      |
| برزگی درین خانہ خم را سزد  | کہ فیض دروش ہعالم رسد        |
| می از خم زیزد کھے در سجو   | کہ منند سرخوش برپائے او      |
| خرابات را تا کہ آباد کرد   | کہ دل را ز بند غمسم آذا کرد  |
| خراب خرابات دارم دلے       | خرابم خرابم خرابم بلے        |
| بنادہ سرخوش برپای خم       | شدہ مست لا یعقل از لای خم    |
| غرامہ این پیر دلوانہ کرد   | گوزیانہ از خویش و بیگانہ کرد |
| شکست است بام چو دریائے خم  | را سو بیائی دہ از لائے خم    |
| در اینجا کم صرف باقی عمر   | کم بیش باقی بیاقی عمر        |
| خرابات آباد باشد مدام      | بکن مریدان ای پیر جام        |

وله ساعه برقه ساج کے طیشان

|                              |                            |
|------------------------------|----------------------------|
| می وغمہ باعظم ملاتی بود      | مستی بزم کہ ساقی بود       |
| بصاحبان رود و در صفوح        | از نظاره پیکر این دور روح  |
| کنند از دل خنکان پنج غم      | می وغمہ ہر دم بامداد ہم    |
| آرایش بزم عیش و نشاط         | می وغمہ با ہم کند احتلاط   |
| دل اہل دل با بلا مبتلا       | شود از غلظت این دو بلا     |
| پہ حالت دہر و لب صاحب نظر    | می وغمہ نجاشد جلوه گر      |
| خراان خراان جو طاقست         | ہر جلوه گری ساقی سے بدست   |
| بچشمہ خشکوشی عذر خواہ        | بہر جو کہری ہستی نگاہ      |
| بمحراب ابرو شدی در سجود      | ز کیفیت چشم او ہر کہ بود   |
| مراغوش دل از ساز آواز کن     | شنا تو ہم غمہ ساز کن       |
| نواہی تو اکنون برد عقل و ہوش | خم سبب دل از غمہ آمد بھوش  |
| می وغمہ در ساغر تال تیز      | بستان شود پیش ازین در ستیز |
| نواہی خوشی در آہنگ کن        | بغشاق آہنگ نیز نگ کن       |
| لب تو بارنگ بخشیدہ رنگ       | نواہی تو از غمہ سازیت تنگ  |
| بتاراج دل کردہ دستہ دراز     | جفا پیشہ کان بہ آہنگ و ساز |
| مستی درین بزم اولو العزم بوی | کجا عقل را رہ درین بزم بود |
| بانگشت مژگان رفوی نمود       | آریاں ہر کس بغم چاک بود    |
| زستی بگفتہ بانگ بلند         | بسم کمان ساقی ار جہند      |

|   |   |
|---|---|
| <p>ہر آنکس کہ در بزم ما داخل است<br/>         بیاساقی مہربان بر محفل<br/>         ای غم پر از باوہ تاب کن<br/>         ز بجزو شد دیدہ شب سفید<br/>         بگلشت مہتاب بیرون حنہم<br/>         ز تاب تھیں بے طاقتم<br/>         اگر میل خوابت چشم ترا<br/>         دلم را بامید بوس و کھنار<br/>         اگر غازی اش بوی صفتش رسی</p> | <p>بہشتی ست او را نداد اصل ست<br/>         دماغم رسان از شمع نہ غفل<br/>         چہ غم مرا روشن آرزو کن<br/>         بیاساقی مہربان بر محفل<br/>         ز جسم عشاق بزو تاب کن<br/>         علاج تپہ من ز اسباب کن<br/>         بنہ سر بر نالوی من خواب کن<br/>         بہ بر مضطرب تر ز سیلاب کن<br/>         دمی شیشہ اندر - باب کن</p> |
|---|---|

ساتھ اور قہید کے جو حکایت قاضی کی آگے ایک لکھی جا نیکی سن لینا اسکا و احیات  
 اور وہ مطالبہ ہر مضامین اس کتاب کے اور دوسرے اثر پذیر خواہر طلبا اسے کہ  
 جس طالب کے دل کے آگے پر وہ بھٹک کا ہوتا ہے وہ اسکی درداشت کات سے  
 اٹھ جاتا ہے اور وہ طالب کہ جوتی لائتی ہے اسپر اشرا کا کچھ نہ ہوگا تاں حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں قضا کو پھیر کر مرد کو زندہ کرتا ہوں مگر خیالات فاسدہ حکما  
 زمانہ کے میں پھیر نہیں سکتا یعنی خیالات بدل نہیں سکتا اس سے واضح ہوا کہ پیغمبر کو  
 بھی دوسروں کے دلوں پر قابو نہیں رہا اور دلوں کی صفائی اس مقام پر فرماتے ہیں بیت  
 مغز قرآن راز جان پر داختم استخوان پیش سگان انرا ختم  
 غور کرو کہ ہمارے رسول قبول کی نصیبت میں علماء نے فی زمانہ ساتھ ایک دوسرے کے استخوان  
 غریب پر کیا کیا لڑ رہے ہیں کہ اپنی اپنی نشانیست کو کار فرما کر بہت فرقہ بنادے اور



صاف صاف دنیا بنے ثبات کی خدمت تحریر کی ہے کہ جتنا کہ کوئی تارکات ترک کرے  
 مطلوب تک پہنچے گا اور اس کتاب میں یہ حکایت مثلاً آج ہے کہ حضرت مخدوم  
 جہانیاں جہان گشت یعنی سید جمال الدین بخاری سرورہی کے گھوڑے کے ساتھ تھے  
 گزر رہا وہاں ایک درخت سایہ دار کے نیچے اور چار درویش بیٹھے تھے وہ رات  
 ایک طرف حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بھی جا کر بیٹھے یہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک عورت  
 نوجوان جلیلہ پوشاک فاخرہ زیب تن زیور مصح سے آراستہ آئی اور چوہ چار درویش بہار  
 قطار باندھے بیٹھے تھے آغاز قطار میں ایک درویش سے اس نے جلیلہ لے لیا کہ میں  
 نکاح کرنا اپنا تم سے چاہتی ہوں اس نے جواب دیا کہ مجھے منظور نہیں پھر دوسرے لے لیا کہ میں  
 میں عقد اپنا چاہتی ہوں اس نے بھی جواب دیا کہ میں تجھے قبول نہیں کرتا پھر وہ عورت  
 تیسرے کے پاس آئی اور کہا کہ میں تمہارے کلہا حزان کی آباوی چاہتی ہوں چنانچہ  
 کہ میں گوارا نہیں کرتا پھر وہ چوتھے درویش کے پاس آئی اور کہا کہ میں تمہاری خدمت  
 رہ کر آرام تمام دیا چاہتی ہوں جواب دیا کہ میں راحت و آرام کی خواہش نہیں رکھتا  
 جب اس عورت نے یہ جواب سنے اس کے پاؤں جبر سے وہ آئی تھی اس گھوڑے کے  
 واپس چلی جبکہ مخدوم نے دیکھا کہ ان چار میں سے کوئی قبول نہ کیا آواز سے اس کو پکارا  
 کہ تو ادھر آہم تیرے ساتھ نکاح کرتے ہیں وہ عورت پس منکر نہایت خفا ہوئی اور  
 مخدوم کو جواب دیا کہ میں مرد سے نکاح کی خواہش رکھتی ہوں تم تو نامرد ہو  
 یہ کہہ کر اسے اور دور کر اسکا دامن بڑھکا ارادہ جو کیا اسے تیز دھن سے اس نے اپنا  
 پھاڑ کر ان کی طرف کو پھینکا اور یہ کہا کہ میں تو تمہارے سر کے اوپر نہ بیٹھی ہوں ہمیشہ  
 تمہاری گردن کو جھکاتی ہوں جیغ ہے کہ تمکو شرم نہ آئی جو مجھے ارادہ نکاح کا ہوا ہوتا



باب نے اُنکی شادی کی قبل مغرب دوسرے کو گھر میں لائے وہ دُعا کی اور دعا  
 مغرب میں مصروف ہوا ایک رکعت اور پہلی بھی وہ سری رکعت کو گرا ہوا تھا  
 فرصت نہ دی مصائب پر گرا روح فنا ہو گئی غرض وہ شادی خانہ ماتم ہو گیا یہ حال  
 ادہم نے سنا بس اس وقت سے دلیں بخیال کیا کہ یہ دنیا لاپائدار اور حیا سے بھرا  
 محض ہے اعتبار ہے اس بادشاہت سے فقیر بہتہ بگڑ جیسا اپنے تخت پر  
 شوکت پر نظر آتا تو دل اسکا نہ جتنا خیال قشر پر کرتا اگر حقیقت دینا سے حال کچھ  
 پریشان ہو گیا پھر کی تلاش کرنا شروع کیا اور اکثر بالاخانہ پر تھا اس وقت میں بیٹھا  
 رہتا کہ خدا تعالیٰ کمان ہو اور کیا ہے اور مجھے کیونکر لگے اور میرا سر پہ کون  
 کون الیڈن کا ذکر ہے کہ ابراہیم ادہم اپنے کمان کے بالاخانہ پر تخت ہوا پھر  
 پر تھا بیٹھا تھا اس وقت یہ خیال کیا کہ اللہ سے جلدی ملنا ابراہیم ادہم نے کہا کہ  
 انکی بھی کی تو کیا دیکھا کہ زینر بالاخانہ سے ایک ستران اور ٹانچا آتا ہے اور وہ  
 اگر کھڑا ہو گیا ابراہیم ادہم نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کمان آیا جواب دیا  
 کہ میں ساربان ہوں میرا شترم ہو گیا ہے اسکو ڈھونڈتے ہیں اس خیال سے یہاں آیا  
 کہ شاہ میرا دانت بھاگ کر بیان آیا ہو پھر سکرادشا بہت ہنسنا اور اس سے مخاطب  
 کیا کہ اے امحق اول تو یہ کہ بالاخانہ دوسرے زینر دراز اور پانچ قسیر محل شاہی آؤ  
 تیرا بیان کیونکر آسکتا ہے سکر ساربان بہت ہنسنا اور کہا کہ اسی بادشاہ میں امحق  
 مگر تو امحق ہے کہ اوپر بالاناز کے توخت ہوا ہر نگار بیٹھا ہے اور حکومت پادشاہ  
 پر قائم ہے اور اس بالاخانہ پر بند آئے ہٹنے کو آتا ہے کیا نام خیا کی ہوا ہے یہ کہا اور  
 نظر سے بادشاہ کی غائب ہو گیا اور ابراہیم ادہم پسر اور اسکے غائبے نیسے دلوں

یقین ہو کہ یہ شتران بہترین تھایہ ہر ایک نے بھی جانتا ہے یہ دسین سو چکر دینا بیچ ہر ایک کو  
 وزیر کو اپنے چکر ریاست کے چوڑے ایک ٹکڑے اور ایک کٹورہ ہاتھ میں لیا اور علاقہ دنیا کو  
 ترک کر شہر کے باہر گیا جنگل کی راہ لی پچھلے پچھلے ایک جاہو نجا دو پہر روز آیا آفتاب  
 بلند ہو اگر ہی جست تھی تو کیا نہ ایک گلاہان بکریوں کا ہاتھ دھننا پنا پیچھے سر کے رکھا  
 پھر روز سب دسین کو دیکھ کر میرے پاس مقبول اس ہاتھ سے بھی کام کل سکتا ہو  
 اس کے بعد ایک ریاست کے قدم پر آیا شدت تو ز آفتاب سے تشنگی نے غلبہ کیا وہاں بیا  
 تھوڑی دیر نہ پایا تھوڑی دیر نہ گئے ہلا کیا دیکھا کہ ایک مقام پر سیلان آگیا اور اسی  
 سیلان آب سے ایک شخص درختان شستہ روٹا تو تھوڑے چھوٹے سے پانی لیتا جا رہا اور  
 لیتا جا رہا پس ابراہیم ابراہیم نے اس کو اس طرح دیکھ کر وہ جام بھی جو واسطے لینے پانی کے پار  
 زمین چسک دیا اور وہ بھی اپنی پیاس کو اس سیلان آب سے پانی لیکر پیاس دفع کیا  
 اسے کوئی اسباب دنیا کا پاس نہ رہا پورا پورا توکل ہوا وہ روز گذرنا شب ہوئی  
 اس صحرائین زیر سایہ درخت کے تنہا سو رہا خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید پیش  
 خضر صفت میں رہے کہتے ہیں کہ اسی طالب تو ظان شخص کے پاس جا اس سے سمجھو  
 فیض پر چھوٹا غرض صبح ہوئی ان کو کھلی حل نے تسکین پائی موائی ہر ایتہ اور ارا  
 ویسے کے تلاش و غور میں پہلے بعد چندی سترلی مقصود پر پہنچے سلسلہ ایاز زیار میں پہنچے  
 بیتہ الہامی دید و شنید میں محو رہا انجام بخیر ہوا الخ تو غلام علیہ مطلب یہ ہے کہ تا وقتیکہ  
 کوئی ہر صفت دنیا کی بزرگ کرے اور غور و غفیری کو برتاوے اور کچھ یاد دہن ممکن ہے  
 (توکل) (عبدالرحمن) (مصرعہ) (دماغ) (میدورہ) (بخت) (خیال) (باطل) (بست) (ہا) اور  
 (رو) (بست) (بخت) (میدورہ) (بخت) (خیال) (باطل) (بست) (ہا) اور



[illegible]



لفظاً و معنائاً بحالت خود رک رک کر بدل نہیں کیے اور جو از خود پرستی کا اس وقت سنا کرتے تھے  
 کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو گئے اور شر حجاب و میان بین تھے اس کے لئے کہ ایک  
 حجاب باقی تھا باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قَدْ يَا صَبِيحُ إِنَّ رَبَّكَ يَهْلِكُ بِغَيْرِ  
 مُحَمَّدٍ مِّنْ نَّازِبٍ بِهَا هَوْنٌ اَلَمْ يَخُورْ كِي جَابِسَةٍ كَمَا سَوَتْ حَقَّ تَعَالَىٰ اِنِّي ذَاتُ كَرَمٍ  
 نَّازِبٌ بِهَا تَهْلِكُ بِغَيْرِ سَبِيٍّ كَمَا تَهْلِكُ بِكَ وَتَوَكَّلْ اَعْلَمُ مَا تَعْلَمُ اَمَّا هَذَا دَوَسْرًا كَوْنٌ سَبِيٍّ كَمَا جَسِبَ بِكَ اَرَشَاءُ  
 ہوا اس سے صاف واضح ہے کہ خود پرستی مقدم و صحیح ہے اور اُس ارشاد کو  
 علم اس طرح سے تاویل کرتے ہیں اور یوں مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کو اپنی خلق پر  
 بھیجتا تھا اب خیال کرو کہ کیا اللہ تعالیٰ کو یہ فرمانا آیا کہ میں رحمت اپنی خلق پر نہ  
 کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ تو ہر زبان اور ہر علم کو اور ہر معنی اور ہر مطلب کو ایسا بہتر جانتا ہی  
 کہ عالم خلق میں کوئی دوسرا ویں نہیں ہے مگر بقول اُنکے اللہ ہمہ دانی سے مجبور پایا  
 جاتا ہے تو یہ استغفار اللہ غرض اب اس طولیہ مذہب کے نام کو بل کر وجودیہ  
 کہتے ہیں کہ جسکا منشاء ہمہ اوست کا ہے اور دوسرا مذہب جینہ ہے کہ جسکا مطلب  
 ساتھ رہنے والا اور مدد دینے والا ہے جیسا کہ آفتاب آگینہ میں نظر آتا ہے و یا کہ  
 جیسا پھول اور خوشبو اسکی دیا کہ جیسا تختہ انکا را اور گرمی اسکی دیا کہ جیسا راگ اور تاثیر  
 اسکی دیا کہ جیسے دعا اور اثر اسکا اب اس معینہ مذہب کو شہود یہ کہتے ہیں پوجا اسکی  
 یہ سب پرستی ہے کیونکہ غیر ہے جسکا منشاء ہمہ ازوست ہے باوجود غیرت کہتے  
 نہیں دیکھتی کہ عالم متزہ مانع ہو اسطیکہ سلوک میں ادب لازم ہے یہ مذہب اس  
 ذات بقا کا ہے اور مذہب وجودیہ ذات فنا کا ہے کہ تشبیہ اسکی یہ خود ہے مگر  
 شہود یہ آخر جو جمع کرتا ہے طرف وجودیہ کے کہ انہیں ادب نہیں اور شہرت مذہب جو

شیخ محمد الدین ابن عربی کے قول و فعل و حال سے یہ ہوئی یہ انکا کلام ہے رباعی  
 لَا آدِمُ فِي الْكَلْبِ وَلَا الْبَلْبِ  
 لَا مَلِكُ سُلَيْمَانَ وَلَا بَلْقِيسُ  
 فِي كُلِّ عِبَادَةٍ وَامْتِ الْمَعْنَى  
 يَا مَنْ هُوَ لِلْقُلُوبِ مَقْنَطِيرٌ

بوجہ کہ قول انکا یہ تھا اور فعل انکا یہ ہے کہ وہ ایک دن دریت اللہ پر آئے دیکھا کہ  
 پاپوش دوزیٹھا ہے پاونین انکی جوتا تو ٹٹا ہوا تھا اپنے پاؤں سے جوتا کو طوت اُس پاپوش  
 دوز کے پھیک کر لکھا کہ تو اپنی خدا کے پاؤں کا جوتا دوخت کر دے پاس اُس کے  
 تبر آہنی رکھا تھا ستر اُس نے کلمہ خلاف شرع کا تہ کو عربی کے پاؤں پر مارا پاؤں لٹکر جدا ہوا  
 پھر عربی نے پاؤں کو اُس کے پاپوش دوز کے بڑا کر دی کلمہ کھا پاپوش دوز نے سکر پرتہ کو  
 اُس کے پاؤں پر مارا جدا ہو گیا تا آنکہ ایک وقت واحد میں چالیس بار شیخ عربی نے اپنے  
 پاؤں کو بڑایا اور وہ میرا تبر مار کر جدا کرتا رہا اور پاؤں عربی کا ہر بار ثابت ہو جایا گیا انور  
 جب اُس پاپوش دوز نے دیکھا کہ یہ قدرت خدا اور موقع دوسرا ہے ناچار جوتا کو اٹھا کر  
 دوخت کر کے حوالہ کیا اور بعد عذر شرعی کے اُس پاپوش دوز نے عرض کیا کہ اے شیخ  
 اس طرح افشاء راز حقیقت کا نامناسب ہے کہ شریعت میں رخنہ پڑتا ہے سکر عربی حاضر  
 چلے گئے اور وہ چالیس بار پاؤں جو قطع ہوا تھا ان چالیسوں ٹکڑوں کو پاپوش دوز نے  
 جمع کر کے دور ایک مقام پر لیجا کر دفن کر دیا کہ جن لوگوں کو یہ حال معلوم ہے اب لوگوں میں  
 جا کر زیارت کیا کرتے ہیں اب اُن کے حل کو سنو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آیہ ۲۲  
 ختمہ اللہ علی قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم عشا وہ واهم عن اب عظیم  
 عربی اُن کے معنی یوں فرماتے ہیں کہ میرا کر دی اللہ نے اوپر دلوں اُن کے کہ سواے خدا کے  
 کی کو سمجھیں اور نہ دلیں راہ دین دوسرے خطرہ کو اور اوپر کا نون اُن کے کہ سواے خدا کے

لکھو نہ نین اور کی نہ بین اور آنکھوں انکی کے آگے پردہ ہے کہ سوا سے خدا کے  
 لکھو نہ دیکھیں اور واسطے انکے ہے شیرینی بڑی یعنی اس یا عذاب کا مادہ عذاب  
 سے ہے اور مراد اس سے شیرینی کی ہے اور ادراک علم ظاہر و باطن کا جزا اعمال  
 شاہد اسکی بہ حدیث مشکوت شریف میں ہے **وَإِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَبَطْنًا** یعنی تحقیق  
 واسطے قرآن کے ظاہر اور باطن ہے یعنی علمائے ظاہر اس آیہ کو نسبت کفار کے  
 لکھتے ہیں اور باطن والے نسبت عرفائے باللہ کے فردہ خوشی کی بشارت دیتے ہیں  
 اور حضرت معراج حسن چشتی کا قول ہے کہ سوے سر سے ناخن پانک سراسر  
 طور حق تعالیٰ کا ہے یعنی اسی نفل کا نفل ہے اور جبکہ نفل یقینی ہے تو اسکا نفل  
 بھی یقینی ہوا غیر نہیں عین ہے مان مگر نفل کا نفل غیر یقینی ہو اور اسی غیر یقینی کو فنا ہے  
 پس اس نفی سے اثبات اسکی بقا اور موجود بالصدق ہے کہ ماسوا واللہ کے کچھ نہیں  
 اور طالبو اسباب کو خوب تحقیق جانو کہ ہر عہد کے علمائے مذاہب و فرقہ کو خیالات  
 ستارہ اخذ کرنا مقبہ ہوا ہے آخر والو کوئی باتیں کم معلوم ہوئیں بلکہ نین معلوم ہوئیں  
 مان مگر ستارہ لینے میں صوفیہ کے یہاں چنداں عیب نہیں بمصدق اس کے مصرعہ  
 مطلع نیک ہر دوکان کہ باشد بعض سے اس قدر زیادتی تو ہوتی ہے کہ اخذ کر لیا  
 واسطے نمائش اپنے علم اور نام کے اگلوں کا نام مٹا دینے کی حتی الامکان فکر کرتے ہیں تم  
 مالاش کرو کہ ہزار باتیں اس قسم کی ہیں کہ ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ کے علم اور زبان سے  
 اپنی زبان اور علم کے قالب میں لاکر لاف زنی کرتے ہیں اسی کا نام گروا بدیا ہے ایسا  
 شبوہ خلاف الصاف ہو اور غیرت سے بھی بعید ہے اگر غور کیا جائے تو ہمیشہ یوہیں ہوا  
 کیا ہے مناسب تو یہ ہے کہ اخذ کر لیا کے کچھ تباہ و تباہت لفظی کر کے نام اسکا نہ مٹا دیں



موقع پر جائز سمجھو کہ حساب کل سے آدم کے ح (وہی) درجہ اور اس کے بعد (وہی) (۱۶) ہوتے ہو جو کہ عدد واسم ذات اللہ کے ہیں باقی ہوتے ہیں کہ اس میں سے ایک اور جن میں دو فی تحقیق کہ معبود اور عبد دونوں کے ساتھ نام اور ایک ہی نفسانیت ہے اور در باب دریافت حقیقت وحدت الوجود کے یہ حدیث نبوی نافذ ہے، دین کے ساتھ اسلام و دین کے ساتھ سکوت سے سلامتی ہے اور سلامتی سے نجات ہو اور اس کے ساتھ ان کے کہ نہیں اخیال اور انکار دونوں منع ہیں بلکہ سلحا چھپانا لازم ہے اور اس حقیقت کا نتیجہ عارف باللہ کا سینہ ہی یہ لکھ دیتا ہے کہ آواز بلند فرمانے لگے ان احدا انا وجدنا انا واحد و یستکرمہ کو اصدق قال حال ہی ہو گئی اور ظاہر ہے کہ لفظ انا بھی ترکیب سے ثابت رہتی ہے اس کے معنی اور مطلب بدل نہیں دے سکتے اور اثبات سے اس کے اثبات دعویٰ ہے پھر میرے عرض کیا کہ اللہ واحد و احد میں نہیں سمجھا جواب دیا کہ ذات جناب احدیت کی مطلق ہے اور تعین اول وحدت کائنات اور تعین دوم واحدیت کائنات اور ماتحت اس کے کل عالم ہے یہ جہتیں اسی کی ذات کی ہیں اور یوں سمجھا کہ پہلے میں کچھ قواعد صرف نحو کے پڑا تھا اب وہ سب بھول گیا تمہاری اسقنار سے بھولا ہوا کچھ یاد آ گیا اب یہ سن لو کہ سوائے ذات روح القدس کے اللہ اسم ذات ہے اس کا حساب کل سے کل کے ناموں میں داخل ہے کہ شاید حال اس کی یہ ترکیب ہے کہ جس کی

رابعی من کلمہ اسے ربی

|                            |                            |
|----------------------------|----------------------------|
| اسم ہر ایک را مضاعف کیفت   | ضرب در دہ طے از عشرون نمود |
| باز یک افزا و در شش ضرب کن | اسم پاک از غیب اید در وجود |

غرض جو آپ کا سوال بالا کا یوں ہے کہ البتہ صرفی نحوی یوں بھی کہتے ہیں کہ ایسے موقع پر

الف لام تفریق و تنہا ہوگی اعرف معارف سے جمع غیر جار کسواسطیکہ کہ دو آلہ تفریق  
 ایک جمع نہیں ہو سکتے مگر ساتھ تاویل کے درست ہے سمجھ لینا چاہیے جیسا کہ فی الضرب  
 بمثال اسکے فی کلمۃ ایسا ہو سکتا ہے یہ سنا کر مرید نے تسلیم کیا پھر مرید نے عرض کیا کہ جب  
 رسول اللہ معراج شریف کو گئے تو دروازہ آسمان کا اکیلا رکھ گیا تھا پھر دوبارہ خبر  
 اس دروازہ کھلنے کی نہیں سنی اور روحین عفا سے باللہ عاشقوں کی کسر سے آسمان پر  
 دھام جایا اور آیا کرتے ہیں اور بکثرت عاشق اللہ کے ہیں اور وہ ارادہ اپنے اپنے عروج کا  
 اپنے اپنے موقع پر کرتے ہوئے کیا انہوں کے واسطے وقت ہی وقت ہر ہر کے واسطے  
 دھام دروازہ جدا گانہ آمد و رفت کیلئے انتظار میں کھلے رہتے ہوئے برومی نے سنا کر کیا  
 جواب صحیح دیا کہ روحین عاشقوں اللہ کی اپنے اپنے موقوفہ صمود کرتی ہیں بطور دود و  
 ایک کی طرف آسمانوں سر پوش کے اور جرم آسمانوں کو قوت جاذبہ روحانیات کی  
 واسطے ہے کہ جیسا کپڑا خشک بانی کو جذب کر لیتا ہے اسی طرح آسمان روحوں کو  
 انکی شکل جاتے ہیں اور جبکہ روح ارادہ کرتے ہے طرف جہ اپنے کے تو آسمانوں کو  
 قوت واقعہ اس طرح حاصل ہے کہ جہ سے پسینا پیشانی انسان سے ٹپکتا ہے  
 اس صورت سے رخصت روحانیات عاشق کی ہوتے ہی اور وہ روحین اپنے اپنے  
 ارادہ پر مختار ہیں جس وقت چاہیں عروج اور نزول کریں وقت معین نہیں۔ پھر مرید  
 سوال کیا کہ توحید چند قسم ہے جواب دیا کہ ان تین قسم کی ہے یعنی ایک توحید قلبی  
 زبان سے دوسری توحید فعلی دل سے تیسری توحید خالی حرکات ظاہریہ سے پھر عرض کیا  
 کہ علم چند قسم ہے جواب دیا کہ تین قسم کا ہے پہلا علم یقین کتب درسی سے دوسرا  
 عین یقین انکس کے مشاہدہ سے تیسرا حق یقین دل کی تصدیق سے کہ ہر وقت مستعد



حاضر ہے پھر مومن کیا ذکر حیز قسم پر ہے جواب دیا کہ تین قسم سے ہے ایک تعلقہ زبان سے  
 تو تینگی طرح دوسرا دوسرے دل سے تصدیق کر کے حرکت دل سے ذکر یا تیسرا مشاہدہ  
 روح کو اس سے کمال اتحاد ہونا ماسوا اللہ کے ہرگز خیال دوسرا فکر یا پھر غرض کیا کہ ذکر  
 کیا ہے جبریل کون ہیں عرش کیا ہے مرشد کیا ہے جواب دیا کہ وحی تلاش کامل  
 جبریل خیال بچتے عرش دل مرشد عشق ہے سمجھ لو تا وقتیکہ طالب تارک کل تعلقات دنیا  
 سونگا کچھ نہ ہو گا پھلے سالک کو ترک دنیا ترک حقیقی ترک ہستی ترک ترک ضرور بہت روز  
 ہمیشہ مجبور اور مجبور ریگا اور جبکہ سب تعلقات طالب کے ترک ہو گئے اسوقت میں  
 جو مرشد عشق اسکا ہے وہ قوت پا کر رہبری کو چہ مطلوب کی کر لگا فنا سے خود کے بعد  
 بقائے مطلوب پر نظر ہوگی والا فلا کہ طالب بوالہوسی سے اپنی اوقات کو ضائع کرتا رہا  
 تو کیا اور بے ریاضت اور بے مشقت مستغنی کے جھگڑوں منازل استبراجی میں  
 یعنی خاک شریعت ناسوت اب طریقت ملکوت با حقیقت جبروت آتش معرفت لاہوت  
 آگے قدم نہڑا سیکھا اٹک بھٹک کے رہ جائیگا مقام عدم یا ہوت کو فی بین پہونچنا  
 بس دشوار ہو جائیگا حیرت تو ہوگی مگر جلوہ اسکا کہ جس سے وصل ہو تو نظر نہ آئیگا کہ جب  
 خلوت خاص کہتے ہیں پھر عرض کیا کہ وطن کمان ہے اور سفر کمان ہے جواب دیا  
 کہ وطن وحدت ہے اور سفر کثرت ہے نہ کہیں سے آیا اور نہ کہیں جائیگا پھر عرض کیا کہ  
 ذکر پہلے ہے اور فکر بعد ہے جواب دیا کہ نہیں فکر پہلے ہے ذکر بعد ہے اور بعد فکر کے شغل ہے  
 بعد شغل کے سکوت ہے بعد اس کے حیرت ہے پھر عرض کیا کہ اس کے سببی کون کون ہیں  
 جواب دیا سبب فکر کا خاکہ سبب فکر کا آب سبب شغل کا باد سبب سکوت کا آتش سبب حیرت کا  
 نور سیرنگی ہی پھر عرض کیا کہ فا ذکر فی ذکر کہ اس کے طالب کیا ہیں جواب دیا کہ اپنا ذکر

اور اپنے کو آپ ہی دیکھنا خلاصہ یہ کہ بس آپ ہی آپ ہے دوسرا کوئی نہیں فقط فرق  
 وحدت اور کثرت کا ہو سکتا ہے پھر سوال کیا صوفی عارف باللہ لکھتے ہیں جواب یہ  
 ہے جو کوئی ترک تعلقات محضی و دنیا کر کے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں بیٹھالے اور ماسوا  
 کے دل میں اور کچھ نہ رکھے اور نوشتہ تحریر و مطلوب اور شنیدہ آواز مطلوب اور  
 دھرم ہی رفتار ذات مطلوب دوسرا کچھ نہ صوفی صافی اُسکو کہتے ہیں جو طالب ایسا ہو  
 میں جاسے تو وہ کمر اور نہ کھوٹا ہے جیسا پیسہ لوہے کا کہ وہ کام نہ آئیگا دیا جیسا کچھ فرا  
 شتر کہ وہ بار نہ نزلے گا نہ پونچائیگا دیا جیسا سافر مفلس کہ سراسر رات باقی رہے  
 اگر زیر نوا ہے دیا جیسا بی زور سوداگر وہ مال خرید نہیں سکتا دیا جیسا کہ آنہی کے سامنے  
 آئیے کہ وہ ہفتائی خریدے کیسا گناہ سب ہو کہ طالب اپنے کو ایسا نہ بنا دی ایسا بنے کہ کام نہ چا  
 مطلوب ہوتا ہے پھر میر نے عرض کیا کہ اگر طالب نے سب تعلقات چھوڑ کے اپنے زہر  
 محنت سے سوائی انشاوات پیر کے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تو پھر کیا ہوا جواب دیا کہ طالب  
 پستی سے اپنے مقام بلند پہنچ گیا یعنی جو تھوڑا بنگیا اُس سے مقام بلند دوسرا بیشتر  
 مثال اُسکی یہ ہے کہ ایک دریا ہے اور کنارہ پر اُسکے گوناگون چتر پانی سے لبریز ہیں  
 اور سچ اُس دریا کی ایسی آبی کہ سب چتر و رنگے پانی سے ملکر اپنے کو بھالیکئی جو ان چتر و رنگین  
 پانی صاف ہے وہ اُس موج میں ملکر چلی گئی اور وہ چتر کہ جنہیں آتش تھی اُنکے اوپر سے  
 موج تو گزری مگر وہ اب چتر آئینہ نکلا سجاسے خود را تو بس ایسا ہی سمجھ لو کہ جو طالب  
 ترک تعلقات سے پاک و صاف ہو کر اُس سے ملنا چاہا لگیا اور ساتھ جکے تعلقات  
 دنیا رہے وہ نہ لگا کہ آتش آئینہ بھری ہوئی ہے کثیف لطیف سے کیونکر مل سکتا  
 اور پھر مدبر سے کہا کہ تو بھلا دین چھوڑ کہ وہ حق جن جن حق بن کام نہیں آتی بمصداق اس

میت کی بتوجہ دانی سترحق اسے جاہلی ہو کر قنار ابو بکر و علی بن قنار ہدایت و تہذیب عمل  
کہ زنا را در بت عبارت ہے بانہی نے کہ خدمت اور اطاعت پر دین ضرر میں اس کو  
خوب اسکو سمجھ کر مستقل ہو جب کام تیرا انجام کہ پہنچ گیا اور اگر تو قلیل و قال میں نہ ہو  
تو اوقات تیری ضائع ہوگی اور مطلب تیرا فوت ہو جائیگا خبر گشت دین سمجھ یوں ہے

### ابیات

|                               |                                 |
|-------------------------------|---------------------------------|
| بت اینجا منظر عشقت و وحدت     | بود زنا را بستن عقد خدمت        |
| چو کفر و دین بود قائم بہ ہستی | بود توحید حین بخت پرستی         |
| چو اشیاء ہست ہستی را منظر ہر  | انسان جملہ یکے بت باشد آخر      |
| نکو اندیشہ کن اسے مرد عاقل    | کہ بت از روی ہستی نیست باطل     |
| بدان کا یزدتعالیٰ خالق اوست   | زینگو نہ ہرچہ صادر گشت نیکو ست  |
| وجود آنجا کہ باشد محض خیر است | اگر شریت در وی آن غیر است       |
| مسلمان گوید ہستی کہ بت چیت    | بدانستی کہ دین در بت پرستی است  |
| و اگر مشرک زیت آگاہ گشتے      | کجا در دین خود گمراہ گشتے       |
| مذہب او از بت الاطلاق ظاہر    | بدان علت شائع شیع کا فر         |
| تو ہم گز و نہ بینی حق پنهان   | بہ شرع اندر نہ خواندت سلمان     |
| ز اسلام مجازی گشتے بیزار      | اگر کفر حقیقی شد پدیدار         |
| در دن ہر بتی بایست پنهان      | بزر کفر ایما نیست پنهان         |
| ہمیشہ کفر و تسبیح حق است      | و ان سن شی گفت اینجا چہ دقت است |
| چہ بیگویم کہ در افتادم از راہ | قد زخم بعد بجلدات قل اللہ       |

|                              |                                 |
|------------------------------|---------------------------------|
| بران غریب رخ بت را که آراست  | کہ کشتی بت پرست از حق نمی خواست |
| ہمون گردو ہمو گفت و ہمو بود  | نکو کرد و نکو گفت و نکو بود     |
| یچی بین و یکے گوی و یکی دان  | بدین ختم آمد اصل و فرع ایمان    |
| نہ من میگویم این بشنو ز قرآن | تفاوت نیست اندر خلق رحمان       |

کہ ما تری امین خلق الرحمن من تفاوت فارجمع البصر هل تری من فطور  
 چہ بفتح اے الرحمن علی العرش استوائی اشیاء و فیض جن بتاوی اندوس  
 یسکر قاضی نے زبان کو بند کر لیا تا نیت خود حاضر کمرائینہ صفت ہو گیا اور یہ  
 پوری حکایت علی عبدروس کے کلیات کی جلد ثانی میں کہ جبکا ہزار بندر سو تریں  
 لکھی ہوئی ہے بمعائینہ اسکے تصدیق کر اور جہان تک کہ اسکا نہیں مجھ فقیر بے بصارت  
 کوشش و تلاش تمام واسطے بڑھنے شوق و تعلیم طالب کے لکھ کر ختم کیا اب شائق  
 صاحب بصیرت اسپر کا ذکرین کہ اگر طالب اعتقاد سے پورا اور مستقل نچتہ اور مستعد  
 کامل نہ ہوگا تو پڑھانے سنانے سکھانے سے کچھ نفع نہ پہونچے گا اوقات معلم کی ضائع  
 ہوگی اگر ایک رسم ہو کہ جب مرید بیت کر چکا تو پیر کو حق تعلیم ادا کرنا ضرور ہے کہ اس  
 خادم الفقر نے اس تالیف کو یادگار اپنا چھوڑا اور طالبوں کی نذر گذرانا میرا کام تھا  
 خواہ قبول ہو یا نہ ہو دوسرے کا اختیار ہے یہ مسافر لاچار ہے نسبت اپنے دعاے  
 خیر کا خواستگار ہے۔ تیرے قلم اور فہم اور تحقیق کو یہ قدرت اور قوت نہیں ہے  
 کہ جو تفصیل کرامات اور مکاشفات و حالات فیض رسانی اس جناب محبوب سبحانی  
 قدس سرہ علی سیرت حسن ثانی کی میں کہ سکون مگر اکثر کتب میں لکھا دیکھا اور سنا  
 کہ بتیں ہزار کرامات اور مکاشفات حضرت کے قلم بدین اور جو سبب طلل کتابت کے

چھوڑ دیے گئے اُن کا حساب نہیں کہ بے حد ہو گئے اس نے محمدان سے بھی بالکل تفصیل  
 اُسکی بسبب طولانی اس کتاب کے نہ لکھی دوسری کتاب میں ملاحظہ فرماؤ حقیقتاً شک  
 میں اب بنظر اختصار کچھ مضامین ضروریہ واسطے استفادہ طلباء کے سلسلہ قادریہ  
 جیلانیہ ممدوحہ کے جیسا کہ مجھے پہونچا موافق اُسکے تحریر کرتا ہوں حضرات مخاطب ہیں کہ  
 اسم مبارک تو حضرت کے بہت ہیں مگر یہ گیارہ سکہ بنوادی میں ہیں اور مشہور ہیں یہ  
 حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی غوثِ صمدانی قطب الاقطاب غوث الاعظم مرتضیٰ  
 سبحانی - حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوثِ صمدانی محبوب سبحانی محبوب  
 حضرت محی الدین عبدالقادر فقیرِ دانی - حضرت سلطان محی الدین جیلانی - حضرت  
 خواجہ محی الدین جیلانی - حضرت مخدوم محی الدین جیلانی - حضرت ولی نعمی الدین جیلانی  
 حضرت بادشاہ محی الدین جیلانی - حضرت مولانا محی الدین جیلانی - حضرت غوث  
 محی الدین جیلانی - حضرت خلیل محی الدین جیلانی اور ملفوظ شریف حضرت سے  
 نسب نامہ حضرت کا یہ ہے ابو محمد محی الملئہ والشریعۃ والحقیقۃ والیدین عبدالقادر  
 رضی اللہ عنہ بن موسیٰ ابی صالح جتکے دوست بن عبداللہ اسماعیلی بن سیف محمد سیف اللہ  
 بن یحییٰ الزاہد بن محمد داؤد بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المشتی ابن  
 الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بے تعداد مریدین  
 لیکن یہ اکیس خلیفہ یکگانہ و بیگانہ سے کہ صاحب اجازت ہیں کہ انھوں سے سلسلہ  
 جاری ہے سید عبدالرزاق فرزند کلان - سید عبدالجبار فرزند دوسرے  
 سید عبدالوہاب فرزند تیسرے - سید عبدالغریز فرزند چوتھے - سید ابراہیم  
 فرزند بی بی نصیباء یعنی حضرت کی دختر - سید عبداللہ فرزند دختر - سید موسیٰ فرزند

سید محی الدین جیلانی فرزند حضرت

واقع ہو کہ بگناہ ان دس میں چار فرزند اور چھ نواسے حضرت کے ہیں۔ اور  
اب گیارہ وہ جو بگیا نے ہیں۔ سید زین العابدین۔ شیخ احمد بدوی۔ شیخ علی حداد  
خواجہ محی الدین عربی۔ شیخ ابراہیم ہشتی۔ سید تلج الدین۔ شیخ شہاب الدین  
شیخ علی خلیفہ۔ سید شمس الدین بن علی حداد۔ شیخ عبدالقادر سہروردی ابو حنیفہ  
شیخ عبداللہ بن علی قادوی اور یہ نو خاندے بہ نقب نوقا در شہور ہیں یعنی  
سلسلہ ایازیان خواجہ فضل بن ایاز قادری سے اور سلسلہ طیفوریان بایزید بسطامی  
عارف باللہ قادری سے اور سلسلہ کرخیان شیخ احمد کرخی قادری سے اور سلسلہ  
جنیدیان حضرت جنید بغدادی قادری سے اور سلسلہ فردوسیان حضرت نجم الدین  
کبر قادری سے اور سلسلہ سہروردیان شیخ ضیاء الدین قادری سے اور سلسلہ  
طوسیان علاء الدین طوسی قادری سے اور سلسلہ سیریان خواجہ بہرہ البصری سے  
اور سلسلہ خاص انجاص عزیز یحسین جمال الیل عبدالغزیز بغدادی سے کہ یہ فرزند  
کوچک حضرت محبوب سبحانی کے ہیں اب طلباء سے شائقین کو معلوم ہو کہ اکثر اکیڈمک  
خانوادہ میں ایک دوسرے کے لیے تعلیم میں فرق پایا جاتا ہے کہ نتیجہ دونوں ایک ہی  
مگر طریقہ تعلیم ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ظاہر ہے مجھ فقیر کے سلسلہ غزنیہ کا یہ طور تھا کہ  
کہ ابتداً طالب کو کلمہ طیب کی تعلیم زبانی توسط جہرہ اس طرح کرتے ہیں کہ ناف ہی  
لا لہ کو ساتھ رکھتے ہیں اور اپنے منہ سے لاکر دل پر ضرب دیتی اور اللہ  
خود ساتھ رکھے ام الدماغ سے کھینچ کر دل پر ضرب دے گیارہ سو مرتبہ اور پھر شیخ کو  
ایک بار محمد رسول اللہ کے اور مناسب تر ہے دن ہو خولہ سات یہ ورزش  
گوشہ میں کرے تاکہ خاطر طالب پراگندہ نہو چند روز میں تاثیر ظاہر ہوگی۔ اور طوطی



انہی اثبات کا یون ہے کہ تین قبلہ رو باب دو زانو میں اور انہوں کو چکر  
 اور انہی کو کونٹ سے تیرت شدہ ہر دو حصہ اور ہر حصہ کے چکر کے واسطے ہر دو کونٹ  
 پہونچا دے اور فقط ان کو تین و مانع سے نکالے اور لا الہ الا اللہ کوڑ سے  
 اور لا الہ سے نفات ذات خود اور لا الہ سے اثبات اللہ کا دے اور لا الہ کوڑ سے  
 تین بار بعدہ ایک ایک بار تیرچ پڑا دے تاکہ تین سو ساٹھ تک پہونچا دے  
 ابتداءً و دو سو تک چہرہ طریق سے جبکہ دوسو سے بڑھے تو بغیر حق تعالیٰ اور طرح  
 پاس انفاس کی یون ہے کہ دم اوپر کو لا الہ کلا دے اور دم نیچے کو لا الہ کالیچا کر  
 دل پر ضرب کرے اور طریق دوسرا یہ ہے کہ دم اوپر کا ساتھ ہوئے لا دے اور دم  
 نیچے کا ساتھ اللہ ہو کے دل پر ضرب دے اور اس مقدمین حضرات قادریہ اور حشمتیہ  
 فقط فرق عروج اور نزول کا پایا گیا اور ترکیب اسم ذات یعنی ایک ضربی اسم ذات  
 باشد و جہراً دلیر اور دو ضربی دہانے زانو پر دوسری بار اور سہ ضربی میں دہانے  
 زانو پر پربائین زانو پر اور پیر دلیر اور چار ضربی میں پہلے دہانے زانو پر پربائین زانو پر  
 پیر آگے سینہ پر پیر دلیر زور سے ضرب مارے اور ہر ترکیب میں مروج میٹھے  
 قاعدہ ذکر آراہ اسم ذات کونٹ سے دم اٹھا کر کے قوت سے لاگو کھینچ کر تادم مدہ  
 اور دہانے آگے دہانے ہنڈ ہے پر پہونچا کر کسی قدر سر اور نگاہ کو اٹھا کر پشت کی طرف  
 مخاطب کر کے پھر فوراً سہ گوردن کر کے دلیر زور سے ضرب دے تین سو ساٹھ بار  
 سیطرح کرے کہ جیسا بخارا راہ کو لکھی پر کھینچتا ہے اور اس کو کھنڈ و لایت  
 محبوب سبحانی قدس سرہ نے بہت کیا جو اور اسکی بہت بڑی ایک ہے کہ بیان سے  
 ماندہ اور طریق اسم ذات خفی کا یون ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کر سانس سے جہان سے

ممکن ہو اللہ تعالیٰ کے لئے مگر اس بار کی سے کہ لفظ اللہ کو ناف سے چھین کر قلب تک لاؤ  
 اور ہو کر دوسرے اللہ باغ سے چھین کر دل پر ضرب کافی دے لازم ہو کہ طالب رات دن یہی  
 کرتا رہے تاکہ اسکی مزا اولت ہو خوب پختہ ہو جائے پھر از خود جاری رہیگا اور شغل میت  
 ساتھ ذکر کے یوں ہے کہ دن ہو خواہ رات طالب منہ طرف آسمان کے کر کے لیٹے  
 اور دونوں ہاتھ اپنے برابر سرین کے پھیلا دے اور آنکھوں کو بند کر کے ذکر لا الہ الا اللہ  
 زبان کو تلو سے لگا کر بطور خفی ناف سے لا الہ کو قلب تک لا دے اور ام الدلع سے  
 لا الہ کو قلب پر ضرب دے جہاں تک کہ طالب خود میں قوت پا دے اور طالب  
 اسوقت یہ خیال نہ کرے کہ میں مردہ ہوں اور لا اللہ میرے قلب سے خود بخود  
 جاری ہے چنانچہ شغل میت واسطے صغفا اور ناقمین کے مقرر ہے اور شغل آسمان  
 یوں ہے کہ دن کے بعد زوال دو پہر زیر سایہ دیوار پشت کو آفتاب کی طرف کر کے دوڑا  
 زمین پر بیٹھے اور دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو کھلا رکھ دو نوں گھٹنوں پر اپنی ہما دے  
 اور نگاہ سخت سے آسمان کی طرف دیکھے اور جیتک دیکھا کرے یا لطیف پر ہمتا  
 طالب جب تک کہ اپنے میں قوت پا دے اور آنکھوں پر زیادہ بار معلوم ہوگا اور دم  
 دم پانی آنکھوں سے ٹپکیگا گوارہ کرے بعد چند روز کے نگاہ ٹھہریگی اور پانی کا ٹپکنا بھی  
 سوت ہو جائیگا پس کار انجام پائیگا یوں تو روز اول سے روحانیات بطور پختہ ہوتا  
 چلتے زیر آسمان معلوم ہونگے بہرہ بعد چند سے ساتھ شکلوں کے قائم ہو جائینگے۔ اور  
 شغل برنج یوں ہے کہ دلوں سپرد کھڑا ہو اور زمین ذکر ہو جاری رکھے مگر ساتھ صبر  
 اور در بیان دونوں اربہ کے پلک بالا اٹھا کر آسمان پر برابر نظر رکھے اور پھر اوپر ہوا کی  
 نظر دے پھر چشم راست کو ٹکرا رکھ اور چشم چپ کو بند کر کے جیسا کہ بندوق شست پر نظر آتا



اسی طرح ناک کے داہنے پرے میں نور بے کیفیت وجود مطلق کو اظہار ہے معائنہ کیا کر  
پندرہ زمین ظاہر ہو جائیگا اگر اس شغل کے کریمین پاک نہ مارے آنکھوں کو زور دیکھے  
اور دلمین اس بات کو یقین کرنا ضرور ہے کہ جو کچھ دیکھتا ہوں پاتا ہوں یہی مقصد میرا  
کہ اس سے فائے خود اور بقائے مطلوب حاصل ہوتی ہے شغل اسم ذات کا طریقہ یوں  
کہ ایک چوشتہ کا غدیخ رنگ گندہ پر اس طرح کی شکل صنوبر ہلکہ کہ یہ لفظ دونوں طرف  
الٹھی اسپر تلاش سے لکھے اور بوقت شغل اسپر نظر کو جایا کرے اور ہر وقت اس  
نصو کو قائم کر لے کہ ایسا میرے دلمین لکھا ہوا ہے چنانچہ ہر چند روز کے اس تصور  
پختہ کے بروقت سے طالب کو ظاہر اتیلی اسکی معلوم ہوگی چنانچہ محضر فقیر کے پیرو معارف  
بروقت اس مذکرہ کے مجھے فرمایا کہ میں دہلی میں تھا ایک شخص صدقہ درود سے  
مر گیا میرے سامنے ڈاکٹر نصرانی آیا اور اس میت کے پھلو کو چیر کر دل اسکا باہر  
نکال کر چیرا اور شخصیں مرض کر لی تو میں نے چشم خود دیکھا کہ اسکے دل کی بافت میں موافق  
اس نقشہ اللہ کے صاف لفظ اللہ پیدا تھی مجھے اس دم یقین ہوا کہ حق تعالیٰ نے  
پہلے ہی ساخت دل آدم میں اپنے اسم ذات کی بافت فرمائی ہے ضرور ہے کہ طالب  
اسکا جلوہ اپنے کسب تصویر سے ظاہر کرے اور یہ ترکیب شغل سہ ماہہ دور بقادر  
یوں ہے کہ طالب رو قبلہ و دوزانو بیٹھے اور دونوں آنکھ بند کر کے زبان کو تالو سے  
نکال دے اور حضوری سے تصور کو کے زبان دے اللہ سبحانہ بلاحظہ خط نورانی ناف  
نکال کر وسط سینہ تک پہنچا دے اور سینہ سے اللہ بصیر کو نکال کر ارام الدماغ تک  
پہنچا دے اور پھر دماغ سے اللہ علیم کو نکال کر عرش تک پہنچا دے پھر اللہ علیم کو  
عرش سے دماغ میں اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ میں اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف میں اور

اسطرح سے دورہ عروج و نزول کائنات سے شروع اور درجہ درجہ مذکور اسی طریق سے  
 زائر رہے یعنی بزرگ پیراوان کلمات مذکور کے اللہ قدر زیادہ کر دینا اور طریق سلطان  
 الاؤ کا کہ جو سلطان اسرار اور سلطان اکھیت اور سلطان انجیرت اور صورت سرہی  
 اور صورت حسن اور شکل حسن اور ادا از سیرگی اور آواز مطلق اور آواز قدیم اور ذکر سرچ  
 اور انفس اور جسم اور باغذالانیا اور ویدا اور شنیر اور انخدا اور زبان ہندی و چنگی  
 اسکر سنائی کہتے ہیں اور حضرات صوفیہ کرام نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ دنیا میں ہر باسفا  
 مقبرہ سائل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ظاہری اور باطنی عمدہ اور نایاب نعمت حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ کو اور انھیں سے بواسطہ ایک دوسرے کے یہاں تک پہنچی تھی کہ یہ  
 شغل آواز کا ہے اور آواز تین قسم کی ہوتی ہے یعنی ایک دونوں آنکھوں کو ملائی ہے  
 جیسا کہ دوازن ہاتھوں کے ہانکی حرکت سے اور ایک ہاتھ کی حرکت سے نہیں نکلتے اس  
 آواز محض اور مرکب کہتے ہیں اور دوسرے جسم کی ہجرت اور آتش اور باد و لفظ غیر  
 عنصر کی بے ترکیبی سے انسان کے ذہن سے نکلتی ہے اس آواز کو بیضا اور لطیف کہتے ہیں  
 تیسرے یہ آواز پیدا و بیواسطے ہمیشہ ایک ہی طرح ظاہر اور جاری ہوتی ہے کم و بیش  
 تغیر اور تبدل نہیں ہوتی اور بے جب سے گویا تمام عالم اس آواز سے پڑھتا ہے اور کوئی  
 شے خالی اس آواز سے نہیں گزرا بلکہ دل کے سوا کوئی اس آواز کو پہچان نہیں سکتا  
 اور نہ سن سکتا ہے یہ آواز کل موجودات کی پیدائش سے پہلے تھی اور اب تک اور ہمیشہ  
 یہی ایسی آواز کا نام پیدا و مطلق ہے اور کوئی شغل اس سے ہیرا اور بالائز نہیں ہے  
 شغل احتیاط و سعی سے تمام اشتغال صادر ہوتے ہیں جب شغل اٹھے باز رہتا  
 منقطع ہو جاتا ہے مگر شغل شریف شغل کے بے ارادہ اور بے انقطاع اور انقطاع

میسر ہوتا ہے اکثر صحیح احادیث سے جو صلح مستہ میں موجود ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ سفیر خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس شغل میں مصروف رہتے ہیں مگر کسی ظلم نے اس معنی کے  
تفسیر نہیں کی تھی حضرت خدیجہ الکبریٰ مروی ہے کہ رسول خدا نبوت سے پہلے کمانا اپنے ساتھ  
لیکر غار حرا میں جو کہ مغطیہ کے نزدیک مشہور ایک غار پر تشریف لیجاتے اور ساتھ اس  
شغل کے شغولی فرماتے اُسکے اثر سے حضرت جبریل کی صورت ظاہر ہوتے اور  
وحی اُترنے کی ابتدا بھی یہی ہر اسکے بعد جو کچھ ہوا اور جناب غوث الاعظم محبوب  
سجانی نے اکثر اسکو شغل فرمایا ہے یہ شغل خوشیہ قادریہ عالیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ  
کہ سالک کو لازم ہو کہ روز بخشنہ غسل کر کے لباس فاخرہ زیب تن کرے اور عطر و  
لے ادبیچ جو تھنگ کے اگر دلو بان وغیرہ روشن کرے اور اوپر بستر کو اسطرح کرے  
کہ پاشنہ پائے راست کا اوپر ران چپ کے اور پاشنہ پائی چپ اوپر ران راست  
دھکڑ دست راست بیچ بغل چپ کے اور دست چپ بیچ بغل راست کے رکھ کر اور  
گردن کو سیدھا کر کے بسوی آسمان لیٹے اور ملاحظہ تصور اپنے مرشد کا کہ اللہ اور محمد و علی  
کرے اور دلو دلو سواس اور خطرہ پاک رکھے اسم ذات کو ساتھ جس دم کے بندہ تیار  
ہو ان کے نیچے کھینچے اوپر دل صوبری کے لاوے اور اسی جا قرار دے اسواسطے  
کہ دم باری گری ذکر اسم ذات میں مع تصور شغول ہو اور دل صوبری سے کھینچ کر سینہ پر  
لاوے اور اسطرح سے ذکر میں شغول رہے اور سینہ سے کھینچ کر حلقوم میں لاوے اور  
ساتھ ذکر و تصور اسم ذات اشتغال کرے بعدہ اسی اسم کو ہو تصور کر کے ام الدیاع کو  
پہنچاوے اور وان احدا ضرب دے اسطرح سے کیا کرے بعد اسکے بڑ صورت  
اور بھرت نشان انا انت انت انا انا احدا اللہ ساتھ معنی الفاظ کے متفرق ہے

ہر گاہ کہ نفس تنگی کرے ہو اگر کہ سرخراست بینی سے دم کو آہستہ چھوڑے کہ پہلے ایک  
 جلسہ کے حقارتہ اپن کر بیچ غنیمت کے چھوڑ ترقی پا گیا اور ہر روزہ کرے ہر غنیمت کو  
 حسبِ طورہ بالا کرے اور اگر زیادہ سے زیادہ شوق طلب رکھتا ہو تو دو شنبہ اور پچھن  
 کیا کرے کہ پہلے شرحِ شوق ہذا کے پچھنہ کے روز عروجِ مہینہ دور کت نماز بنام حضرت  
 غوث الاعظم قطبِ الاقطاب ربانی محبوبِ سبحانی رحمتِ یزدانی ادا کرے پھر شغل میں بھگت  
 قلبِ معرود ہر چند ماہ میں فائدہ عظیم دیکھے طریقِ نفی و اثبات پیچ جس دم کے معاً  
 سالک چاہیے کہ تجلیہ مہمودہ کے با فکر و تصور نگاہ رکھے و تصور صدائے با ہو ہی  
 بیشتر کرے اور کلیات اثبات کو اوپر دل کے تصور کرے اور دم جس کرے زیرات  
 ہستلی اوپر دل صنوبری کے اور پھر اسکو بامِ الدماغ پہنچا دے اور کلمہ اثبات لا الہ  
 بیکرت لبِ زبان سے سات بار کہی اور کیا بار ہر روز زیادہ کرتا رہے تا آنکہ سات سو تک  
 پہنچا دے پھر کمال اس شغل کا دیکھے کہ پردہ ظلمانی سانسے سے اٹھ جائیگا اور منزل  
 خورانی کو پہنچیا اس مقام کی ہوشیاری رکھے کہ وہاں نورِ غیر سے مبتلا نہ ہو کہ خطرہ  
 یہیم طیلعین اکثر ایسے موقوفین درپیش ہوتا ہے اور طریقِ نفی و اثبات خاص الخاص  
 واسطے محلِ حدیث پیچ جس دم کے سالک کو جذب لازم ہے اور ضررہ رہی کہ پیچ جس  
 مروج و نزول مہینہ و درش کرے معنی اول تصور ہر معنی تلفظ مذکور ہر بلا خطہ معنی اللہ  
 اسی قلبِ صنوبری پر ضرب دے اور تصور ہر بلا خطہ معنی محمد رسول اللہ اوپر دل ہر دور کے  
 کہ امِ الدماغ ہے چھوڑیہ نزول عروج کرے ہر دم ایسی قسم سے کتا اور کرتا رہے  
 نقطہ ہر مقام نافِ نیلوفری اور لفظ ہر مقام دلِ صنوبری اور لفظ ہر مقام درۃ سری  
 امِ الدماغ ہے ان تینوں کا بلا خطہ باعتبار تمام ہر مقامات کا چاہیے تو ٹہرے ہی ہو

طالب فیضان الہی سے جذب ترشح ہوگا اور یہ ایک طریقہ موافقت اسم ذات کا منسلک  
 عزیز قادریہ میں مشہور ہے سالک کو چاہیے کہ بعد ادوی نماز تہجد پہنچ طہوت کے جا کر اور  
 انگلیں بند کر کے اور زبان کو تالو سے لگا کر اور اندیشہ کو خاطر سے علیحدہ کر کے تہجد پنجاب  
 و نوہری ہو کر اسم ذات اللہ یعنی اللہ اللہ ذکر کرنے پر خیال کو جسک میں غفلت سنا کر  
 وہ مستجاب ہے اور جملہ حواس خمسہ کو مصروف ساختہ کرے اس اور اس کے آثار رہے  
 در رجوع بحق کرے اگر فی الجملہ اس سے حرکت محسوس ہو بیٹھے یہ خیال رکھنے کہ قلب  
 متحرک ہو یا حرکت نفس یا خیال محض یا اسی بات پر رہے اس سے حرکت مذکورہ ناہوسے  
 اور بعد ظہور کے یقین کرے کہ یہ ترقی کر گیا تاکہ تخیل و خیال غیر اور دعوام  
 اٹھ جائے اور محقق ہو کہ مصطفیٰ قلب متحرک ہو اور بلکہ قلب متحرک ہو کر رہے ہو سالک  
 اس سعادت و شرف ہو گیا پہر پہوستہ ساعی رہو بیچ غلاو غلاو کے نام نہ کہ یہ قلب غور  
 بگوش خود سے اور زبان ساکت رہے فقط کا درہ انی قلب پر نور سے پس جب ایسا  
 ظہور میں آگیا تو مرتبہ اس مشقت کا حاصل ہوا اور غرور اسکا گلگیا اور بعض کو نہیں بھی ہوتا  
 بسبب جریان نفس کہ اکثر وہ مانع اس حرکت کے ظہور کا وسوسہ میں سے ہوتا ہے  
 اس صورت میں لازم ہو کہ نفس کو زیر نافرمان جس کرے تاکہ قلب حکم عرض آب کا پکڑے اور  
 اس ضبط سے موج محفوظ ہو کہ اس صورت سے حرکت دل کی مشہود ہو اور تہستہ آہستہ  
 جس کو زیادہ کرتا رہی کیا رہے بڑا ہے کہ جس سختی ضرر کا اندیشہ رہتا ہے اور بیچ وقت  
 چھوڑنے نفس کے ساتھ آہستہ کی چھوڑی جبکہ حرکت محسوس ہو ذکر قلب کا جاری ہوگا  
 اور حفظ حرکت میں سچی لازم و ضرور ہے کہ حرکت ضعیف ہو تو پاوے تھوڑی تا بلکہ میں  
 بہت نقصان ہوتا ہے اور سالک اپنی مشقت ہی اوس نہوا اور اس جریان ذکر قلب کے

ذکر کیفیت جاسنے اور جو طالب دوسرے اور ادرا دو قلاوت فحیہ کا عمل رکھتا ہو تو  
 اسکو ترک کرے کہ انصرام دو کار کا ہر ایک بنین اور روز شب اسی ذکر میں مشغول رہے  
 ساتھ جراح کے عادت کرے اور جبکہ یہ نسبت ساتھ اپنے غالب دیکھے تو ٹری آنکھ کھولے  
 اور توجہ قلب ہو صبح ابتدا خلوت کا اور جبکہ حرکت بر تہہ ہو چھے اور سننا ذکر اللہ کا زبان در  
 ظاہر ہوگا تاہر وہ حرکت قلب صغیری نیچ سب اعضا کے منتشر ہوگی یعنی دوسرے عضو  
 ذکر کرنا شروع کرینگے اور ذکر سے اعضا کے مراد حرکت سے جو آواز کی اور بروقت حرکت  
 اعضا کو سالک توجہ قلب صغیری رہے کہ اس سے مدد کافی اعضا کو یلگی لینے بھی دست راست  
 متحرک ہوگا اور کبھی پاؤں اور کبھی سر طالب کا اور جبکہ نور منبط ہو ا بعد تو ٹری مدت کے  
 جمیع اعضا بدن کے اوپر وہ فوراً حاظ کرینگا اور سر سے پاؤں تک کر نور منور کر دینگا اور  
 دوسرے حالات سالک پر ظاہر ہونگے کہ جس سبب وہ کبھی شادان اور خندان اور گاہ  
 افسردہ اور حیران اور کبھی گریان و بریان و نہایت پریشان رہینگا مگر ایسی حالت میں  
 ساتھ کسی حال کے سالک ملقت نہوا اور اس درجہ ذکر میں متغرق رہے کہ تمام بدن ایک مرتبہ  
 ذکر اللہ کرنے لگے اور اس مقام تک کہ میں سنتا ہوں اور سب اعضا ساتھ دل کے  
 موافق ہیں اور کبھی خلبہ دل کا اعضا پر اور کبھی خلبہ اعضا کا دل پر ہا کرینگا اور اوائل ذکر  
 قلب پر زیادہ زور کرنا اور آخر میں دوسرے اعضا پر زور دینا مناسب ہے اور بعض کو آواز  
 اور حرکت باہر اور بعض کو ملحدہ طلحہ اور قائمہ دونوں حرکت ادرا واز کا سا وی ہو  
 اور اگر آواز اور حرکت دونوں باہم قوت پر معلوم ہوں واہ اسکو نور علی نور سمجھنا چاہیے  
 الا سبب کو اس ذکر کی زیادہ مداخلت کرنا لازم ہے کہ اس ذکر سے اسید تکمیل کمال کی  
 اور ملاحظہ شیخ نفی اور اثبات کی بہت ہیں لیکن اس طرح سے نزل اور عروج کو حاصل کرے

اول لا معبود الا الله دوم لا مطلوب الا الله سوم لا موجد الا الله اور نہ نزول ہی پستزل  
 لا موجد الا الله دوم لا مطلوب الا الله سوم لا معبود الا الله اور یہ عروج ہی پستزل  
 کہ اول مذکور ہوا نزول کرے اول لا معبود الا الله دوم لا مطلوب الا الله سوم لا موجد الا  
 برادرین عروج اور نزول کے نوحہ دین ضرور ہو کہ ان کو کوئی ایک دم کے کھے اور سی بلخ  
 کہ کے کوئی ہر دم کے پہلے سے زیادہ دم ٹہرے اور وہ کوئی بیچ ایک دم کے نوکھا تو ان  
 سب کو ایک دم سمجھے اور نزول بیچ مرتبہ ثالث کے عروج ہوتا ہے اگر وہ بروے مشد کے  
 مرجع ہوں دورہ طلق کا عادت یا کوئی جانب راست ہی شروع کریں اور یہی ذکر جہ کریں  
 اور ایک طریق ذکر کا یہ ہے کہ اعلیٰ تجدیداً مرید تو بہ کرے اور طلق رکھ کر پڑھے ہر پڑھتے میں  
 اللهم انی اعوذ بک من ان اشک بک شیئاً وانا اعلم به واستغفرک لما لا اعلم  
 بہ ثبت عنہ واسلمت و اقل لاله الا الله محمد رسول الله بعد اسکے استغفر الله  
 الذی لا اله الا هو الحق القیوم حقاً الذی لا یوب و اتوب الیہ الکیار کہے پستزل  
 الصلوات والسلام علیک یا رسول الله الصلوات والسلام علیک یا حبیب الله  
 الصلوات والسلام علیک یا نبی الله تین بار پڑھے بعد اسکے کلمہ طیب یا سمیع تین بار پڑھے  
 دروازے کاوازہ ملد ساتھ ملاحظہ اور سات صفات سلبیہ اور سات صفات ایجابیہ کے  
 چنانچہ جو ذکر جو کھے اور واسطہ کو بیچ کسی ذکر کے اور بیچ سبیل کے ترک کرے نہ ا  
 ترک کرے یہ ہے کہ اپنے اوپر واجب جانے اسکو کلمہ لا اله الا الله یا واسطہ اور با واسطہ  
 کہ مدام ذوق و التشریح ترقی کرے اور بعد قوت التشریح و ذوق کے شوق و ذکر کی  
 سکوت اختیار کر لے اور دم کو کھینچے اور سعادت و وسعت ساتھ تواضع و انکسار کے  
 سر جھکائے اور اوپر قلب کے امید وار و ادوات کا ہوا اور پھر تین بار کلمہ طیب جیسا کہ

ذکر آچکا ہے بعد اسکے ذکر لا الہ الا اللہ کرے تا ذوق والشرح پیچ و جدا اپنے کے پاوی اور کتنا  
 پھر پتہ دیکھد ساعت و کمپنیز پھر کلمہ طیب کے لئے بطریق مذکور بہر ذکر اللہ مشغول ہو چنک کہ شوق  
 انشراح باقی ہر ذکر کرے اور متفرق ہو اور لازم کہ ہر کلمہ کو پیچ ذکر کے صحیح اور درست تمام  
 پڑھا کرے اور ذکر اللہ زیادہ ذکر لا الہ الا اللہ ہو اور ذکر اللہ زیادہ تر ذکر لا الہ الا اللہ ہو  
 اور بعد فراغت ہونے ان اذکار سوساکت ہو جیسا مذکور ہو چکا ہے پھر تین بار کلمہ طیب کہہ بعد  
 دو دن ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور فاتحہ باروح حضرت رسالت پناہ اور باروح علی مرتضیٰ  
 اور باروح حضرت غوث الاعظم اور جمیع سلاسل حضرات پیران پیر عظام حلیم الرحمن و الغفار  
 پڑھے کہ اس سونیک جمعیت یا ران واسطے ذوق و کشود کار و شوق ربانی سے اور فتح اوتار  
 انوار سبحانی کہ ہو گا اور یہاں تک اسم ذات کو رات دن میں کیس ہزار بار تک در صورت ممکن  
 اور لا حیلچ ذکر اسم ذات کہ ہو گا یہ اگر طالب پیچ ذکر کے شوق و انشراح دیکھے مذکر سبحان  
 مشغول ہو بعد اسکے ذکر الحمد للہ مشغول ہو اور بعد اسکے ذکر لا الہ الا اللہ مشغول ہو اور بعد اسکے  
 ذکر اللہ اکبر کا مشغول ہو لیکن ذوق شریف سے ساتھ اسم ذات باصفا کہے۔ ذاک فضل اللہ  
 یوتیہ من لیشاء۔ اور برکات نور اللہ قدیر اور نور اللہ عظیم اور نور اللہ بصیر اور نور اللہ سمیع  
 جو ہمراہ روح خود کے رکھا ہوتا ہے نفع اسکا دوسری کتابوں سے علوم کر لینا چاہیے۔ اور  
 مراقبہ رقیب سے شوق ہو اور رقیب چوکیدار کا لقب ہو کہ جو گنہگار کرنا ہو اور مراقبہ کو بان  
 طریق میں عمل اسکا حفظ و سواس خیر کو آنے میں دینا اگر قلب طالب کا صاف اور متقل ہو  
 تو اسکو مراقبہ کی ضرورت نہیں ہو اور تحقیق ہو کہ محبوب اور مقصود اصلی سے ملنے کی ریاضت  
 اور راہ دوسری ہو بلکہ اگر طالب مراقبہ سے مراقبہ ہو کہ ملاک بھی ہو گئے اور کچھ بنایا نقصان  
 اور مراقبہ میں بہت رنزد دینا پڑتا ہے تاکہ انکھ دل مراقبہ بہت خستہ ہو جائے اور جبکہ خستہ ہو جائے



تو وہ دوسرے کام کے لائق نہیں رہتا پس مراقبہ میں زور کم کرنا اور کثرت کم ہونا چاہیے  
 دوسرے کام کے بہرہ ور جب دل بیکار ہو اچھو کچھ ہنوگا طریق کشف ارواح اور لکھنا  
 جو کوئی دوسری روح ہو چاہیک طالب دہانی جانب سلوک اور بائیں جانب تقدوس اور پس  
 آسمان رب الملائکہ اور دل خود میں والروح ضرب کرنے دو ہزار بار اگر چاہے ہزار بار ہو تو  
 بہت بہتر ہے اور توجہ طرف طلب مطلوب کو رہے پس وہ روح بیدار رہے میں یا خواب میں  
 نہ رہے حاضر ہوگی مگر ترتیب اسکی ساتھ طوالت شغل آسمان بعد زوال دوسرے کے دیکھو دوسری  
 کتاب میں مفصل لکھا ہے ملاحظہ ہو نہ طریق کشف الوجود کا یہ ہے کہ جانب راستہ ہو یا اُحد جانب  
 چپ ہو یا محمد ہزار ہزار بار پڑھے اور طالب دہانی مومن کی طرف سرکھ پھیر کر دہانی اور دہان  
 یا قیوم غیب کرے کشف الوجود خود مضبور ہوگا مگر اس سے دینی کچھ نفع نہیں ہے اور واسطہ  
 کشف قبور کے پہلے کیس یار یا رب کو اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور اپنے  
 دلیر یا روح الروح پہلے دے برابر نصف لکھو یا دے دے دو بھر دیکو برابر حاضر ہر ضرب کرے  
 علانیہ یا خواب میں حال بیت کا مفصل معلوم ہوگا مگر اسکے اقل قبر فاتحہ پڑھ کر قبر کے پاس  
 دہانی طرف بیٹھے بعد اسکے آسمان کی طرف کشف لی یا فاد گیارہ بار کہے اور پھر اپنے دلیر  
 یہی گیارہ بار ضرب دے بعد اسکے گیارہ بار دھن حالہ قبر پر ضرب کرے جب عمل انصاف  
 پہونچے ابتدا و زوال سے چالیس روز تک مگر واضح ہو کہ ایسے کاشفات سے مقصود اصلی  
 یعنی محبوب مرغوب اصلی نہیں ملتا وہ بات دوسری ہے اور ایسے اعمال واسطے نائش حصول  
 اور حصول غرت شائع کے ہیں بلکہ ایسی باتوں کو بزنہ گان صوفیہ مکرر نہ جانتے ہیں۔ اور  
 بیان لطائف بستہ کا دوسرے سلسلہ میں لکھا جاتا ہے ساتھ افکار و اشغال و افکار کے  
 اور سوا اسکے جلازمات سے انکے ہیں اس سلسلہ میں بسبب طوالت تحریر کے نہ لکھا۔ اور اس

طریقہ عالیہ عزیزیہ قادریہ میں یا بندی صلوات و طہارت وغیرہ کی زیادہ تر خصوصیتیں  
 چنانچہ بعد ازاں نماز مغرب کے نماز اذان میں چار رکعت کی سبست نامیکہ ہو اور ترتیب اسکی  
 یہ ہے کہ اول رکعت میں سورہ انا انزلنا اور دوسری رکعت میں سورہ قل ہو اللہ احد کے بعد  
 پھر دو رکعت سادہ اور اتحیات پھر دو رکعت سادہ اور اتحیات اور سلام پر ختم و طالب کو  
 لازم ہے کہ مغرب کے بعد اس نماز کو ہرگز ناٹا کرے خواہ مخواہ پڑھے اور طریقہ عالیہ میں چوتھی  
 تسبیح کی مراد امت واجبات سی و اول تسبیح سبحانک لا الہ الا انت یا رب کل شیء کے دو بار  
 و رازقہ و راحمہ دوسری تسبیح سبحان اللہ مجرہ استغفر اللہ من کل ذنب و اتوب الیہ  
 تیسری تسبیح لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ جو تھی تسبیح و ہو اعلیٰ الفیض یا پھر تین تسبیح بسم اللہ  
 یکدرت بعد ذالک امر اچھی تسبیح اذقہ اللہ قوتہ لیس لسان دولہ اللہ کا شہدہ - اور  
 سلسلہ قادریہ بیعت اس فقیر کا اس طرح ہے کہ مجھے بیعت حضرت سید نظام الدین احمد سے  
 اور انگو سید قطب الدین سی اور انگو سید عبداللہ اکھین بغدادی سی اور انگو سید مالک سے اور انگو  
 سید صفاء الدین ثانی سے اور انگو سید درویش سی اور انگو سید نور الدین ثانی سے اور انگو سید  
 حام الدین سی اور انگو سید نور الدین شہر سے اور انگو سید ولی الدین سے اور انگو سید زین الدین سے  
 اور انگو سید شیف الدین سی اور انگو سید شیخ الدین سے اور انگو سید تیاک سے اور انگو سید  
 عبدالغفر سے اور انگو حضرت قلب اللہ قلب بانی غوث الہدائی محبوب فی سبیل اللہ  
 ابو محمد عبدالقادر جیلانی سے اور انگو شیخ ابوسعید مبارک بن علی بن حسین مخزومی سے اور  
 شیخ ابوالحسن فی ثانی سے اور انگو شیخ ابوالفتح یوسف طوسی سی اور انگو شیخ ابوالوا  
 بن عبدالغفر زینی سی اور انگو شیخ ابوبکر عبداللہ شبلی سی اور انگو سید الطالق شیع ابوالقاسم  
 جمید بنہادی سے اور انگو خواجہ ابوالحسن شہر سی قطعی سی اور انگو شیخ المشائخ شیخ صفاء الدین

اور انکو شیخ اسد الدین کرخی سے اور انکو امام علی رضا علیہ السلام سے اور انکو امام  
 موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور انکو امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انکو امام محمد باقر  
 علیہ السلام سے اور انکو امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انکو امام حسین علیہ السلام سے  
 اور انکو امام حسن علیہ السلام سے اور انکو اسد اللہ انفال مطلوب کل مطالب علی حیدر  
 ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نظر العجائب سے اور انکو حضرت سرور کائنات خلاصہ  
 موجودات آمینہ جمال رب المشرقین والمغربین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 خاتم المرسلین و ملا اور وہ ذات باری تعالیٰ سے فیضیاب ہوئی۔ ذکر مختصر سلسلہ عالیہ حضرت  
 چشتیہ قدسیہ محمدیچان کے خاتمہ کو اس قدر قوت نہیں ہے کہ شیعہ حالات کرامات و غلط  
 و فیضسانی اس خباب خواجہ بزرگ عطای رسول کو میں کہہ سکوں مگر اکثر کتابوں میں لکھا  
 دیکھا اور سنا کہ لاجدین کہ تاہوم الورد و امیر کے سولہ ہزار پہلے وقوع میں آچکے تھے  
 بعد اسکے پھر شمار نہیں رہا کہ نورین نے سبب طولانی تحریر کے چھوڑ دیا اسکا حساب نہیں  
 تصدیق میری تحریر کی دوسری کتابوں سے کہ کیفیت کما حقہ آشکارا ہو یہ ناچیز کچھ مختصر ضروریہ  
 واسطے فائدہ طلباء طریقت کے سلسلہ چشتیہ قدسیہ مدوہ جیسا کہ مجھے پہونچا موافق اسکے  
 لکھتا ہوں حضرات مخاطب ہو کر اسم مبارک تو خواجہ بزرگ کہ بہت ہیں گریہ گیارہ شہرین  
 حضرت خواجہ بزرگ محمد حسین الحق والدین احمد چشتی ہند الی عطای رسول بن شیخ غیاث  
 الدین چشتی شجری خواجہ بزرگ محمد امین الدین حسن شجری قدس سرہ عطای رسول خواجہ  
 بزرگ محمد شمس الدین چشتی عطای رسول خواجہ بزرگ محمد قزالدین حسن چشتی شجری عطای رسول  
 خواجہ بزرگ محمد ضیا الدین حسن چشتی عطای رسول خواجہ بزرگ محمد امیر الدین حسن شجری  
 عطای رسول خواجہ بزرگ محمد سیف الدین حسن شجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد

حفیظ الدین حسن سجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد سیح الدین حسن سجری عطای رسول  
 خواجہ بزرگ محمد زین الدین حسن سجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد فتح الدین حسن چشتی سجری  
 اور حضرت خواجہ بزرگ عطای رسول کے غیر تعداد میں ہیں کہ انحصار اس کا کتب ہی یا انہیں جان  
 مگر تحقیق سترہ خلیفہ آپ کے جنسے سلسلہ جاری ہو چکے ہیں وہ یہ مشہور ہیں۔ خواجہ قطب الدین  
 بختیار کاکی۔ سلطان التارکین حمید الدین صوفی۔ اوجہ الدین کرمانی عرف عبدالعزیز  
 خواجہ بقر الدین۔ سید معین الدین۔ قاضی حمید الدین ناگوری۔ شیخ وصید الدین کرمانی  
 شیخ برہان الدین عرف بدو شیخ احمد کرمانی شیخ محسن۔ سلیمان غازی۔ شیخ شمس الدین  
 خواجہ حسن شطاط۔ شیخ شہاب الدین بغدادی۔ سید محمود بہاری۔ حضرت حام الدین۔  
 حضرت مخدوم حسین ناگوری۔ اور یہ سترہ بزرگ کہ انکو نہ حضرت خواجہ بزرگ سے اور نہ کہیں سے  
 دوسرے جمعیت ہوئی مگر اطراف ہی اگر مجلس خواجہ میں بیٹھا کرتے تھے فقط فیض صحبت خواجہ  
 بزرگ سے ایسے فیضیاب ہوئے کہ بذاتہ لمعات ارشادات خواجہ عطا رسول سے ولی کامل ہو  
 شیخ شہاب الدین ہروردی۔ شیخ محمد اصفہانی۔ مولانا بہاء الدین بخاری خواجہ اجل سجری  
 سیف الدین باخرزی۔ شیخ احمد بن محمد چشتی۔ شیخ جلال الدین تبریزی۔ شیخ برہان الدین  
 شیخ محمد ابن احمد اصفہانی۔ شیخ احمد واحد شیخ برہان الدین غزنوی۔ خواجہ سلیمان عرب  
 عبدالرحمن۔ شیخ اجل شیرازی۔ شیخ برہان الدین بخاری۔ شیخ محی الدین سجری شیخ عطاء  
 خواجہ عبدالرحمن عرف بہاء الدین گورنشین۔ یہ پانچ خانوادے طرف چشتیوں کے  
 منسوب کئے جاتے ہیں یعنی خانوادہ زیدیان خواجہ عبدالواحد بن زید سے دوسرا نظامیہ  
 علودینوری سے تیسرا گازیان ابواسحاق کا درویش تھا سقیان خواجہ سرقطی سے  
 پانچواں عجیان خواجہ حبیب علی سے طلبا کو مثنی نہ رہا کہ ان کے سر خانوادہ زمین ایک درویش

تعلیم و تہذیب میں فرق پایا جاتا ہے ہر چند کہ ہر ایک کی تعلیم کا طریقہ علیحدہ علیحدہ ہو مگر نتیجہ سب  
 ایک ہے اس فقیہ کے سلسلہ نظامیہ کا یہ طور تعلیم ہے جسے پہلے مرید کو کلمہ طیب کے جہر یہ توسط تعلیم  
 زیادہ کر دیتے ہیں اس طرح کہ طالب سب سے شروع کر کے لا الہ کو ناف کی کھینچ کر قلب تک پہنچاؤ  
 اور لا الہ کو ام الدماغ کی کھینچ کر زور سے قلب تک ضرب کرے دس بار اور گیارہویں محمد رسول کو  
 ضرب دے گا تا کہ ایک نشست میں تہا خلوت میں گیارہ سو بیس ہر روزہ مرید تمام کرے جبکہ اشرا کا  
 کچھ ظاہر ہو لے بعد اسکے بعد طہارت کامل رو قبیلہ چار زانو یعنی مربع بیٹھے اور پشت پر رکھے  
 و نیم و چشم ہی اور دونوں ہاتھ زانو پر رکھے اور انگلیاں ہاتھوں کی کھلی ہوں کہ جھڑھے  
 نقش لفظ اللہ ظاہر ہو اور انگوٹھا پاؤں راست کا کیاس پر رکھے اور کیاس ایک رگ کاٹا  
 وہ رگ زانو سے چپ میں ہو اور وہ مربوط یعنی ملی ہو قلب میں جب اسکے دہنے کے ذریعہ سے  
 قوت پہنچے تو باطن میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور خطرات انسانی دور ہوتے ہیں اور  
 اس حرارت باطنی سے تصفیہ قلب ہوتا ہے مگر جس مکان میں خلوت اختیار کرے وہ مکان  
 علیحدہ یعنی کنارے مکان کے گوشہ میں ہو اور فی الجملہ تنگ اور تاریک ہو یعنی زیادہ  
 روشن نہ ہو اور قیام و قعود اور لیٹنے کے ہو سکے اور اسباب سے خالی ہو اور اس حجرہ میں  
 روشندان وغیرہ نہ ہوں اور حتی الموقع وہاں لوگوں کی آواز بھی نہ آتی ہو پس گوشہ تنہا  
 بخضر ہو بہتر ہے اور جویہ بات طالب کے مکان سے باہر ہو محجوری ہو یہ وہ علیہ  
 موقع پاوے دیا کرے غرض لافنی کو زیر ناف سے ساتھ شدت قوت کے باہر لاوی  
 اور دراز کھینچ کر دہنے سے نوٹھتے تک پہنچا دے پھر لفظ لا الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور  
 پھر لا الہ کو قوت سے سطح قلب پر ضرب دے اور لا الہ ایسی نفی معبودیت اور مقصودیت  
 اور محجوبیت اور موجودیت غیر اللہ ملاحظہ کرے کہ وجود غیر اس کی بصیرت سے نفی ہوا اور کلمہ

اللہ سے اثبات وجود مطلق اللہ تعالیٰ کا کرے جہاں تک کہ طالب اپنی میں قوت پاوے  
 مگر جلد ہی کرے اور یہ ضرور خیال رکھے کہ جب لفظ لا الہ کو نیچے سے لیکر اوپر ضرب کرے تو سارا  
 بند کر کے اور پھر کچھ توخت کرے اور جبکہ ام الدماغ سے لفظ لا الہ کو لا کر قلب پر ضرب کرے  
 تو سانس کو دراز کر کے جس کرے تا آنکہ حرارت پیدا ہو اور بے حد بڑے حرارت ہرگز پیدا  
 نہوگی اس واسطے ضرور ہے کہ جس کر نیکی معمول رکھے بیشک فضل محبوب شامل حال ہوگا  
 اور دوسرا طریق نفی اور اثبات کا یوں ہے کہ سالک وقت ذکر معنی نفی کے ملحوظ رکھے  
 اور یہ چار طرح سے ہر اول یہ کہ وقت نفی نفی کرے الہ باطلہ کو اور وقت اثبات اثبات  
 حق کا کرے یعنی نہیں ہو معبود مگر حق جل شانہ ہے دوسری کتنا نفی کرے جمیع ممکنات  
 اور وقت اثبات کے اثبات واجب الوجود کرے یعنی بتین کوئی کچھ ممکن موجود  
 مگر واجب الوجود ہے تیسرے نفی کہنے کی نفی کرے ممکن اور واجب الوجود کو اور وقت  
 اثبات کرے اپنی ذات موجود کو پہنچ مرتبہ اطلاق کے یعنی نہیں ہے کچھ موجود شہادت اور  
 نصیبت کے گریہ وجود مطلق ہے یعنی اشارہ اثبات کا اپنی طرف کرے اور پہنچ نفی اور اثبات  
 معنی کہ ساتھ لفظ لا الہ واللہ ہی یعنی پہنچ اول کے مثل کچھ نہیں جانتا ہوں میں سوائے  
 ذات پاک حق تعالیٰ کے یوں تصور کرے ساتھ لحاظ صفات اسماء کے اور وہ سات  
 صفاتیں باری تعالیٰ کی یہ ہیں - حیات - علم - ارادت - قدرت - سمع - بصر - کلام پس  
 طالب بوقت اثبات یہ ساتوں صفت یعنی حی و علیم و مرید و قدیر و وسیع و بصیر و کلیم  
 اپنے میں سمجھ اور آپ کو کافی پہنچے اور صورت بین ہو جانے نفی کے مقامات اثبات میں  
 حاضری و غائری و شہادی و غیبتی تصور کرے بہتر ہوگا کہ سالک تمام کو پہنچ گیا بہر شے  
 میں یقین دے کہ یہ وحدت الوجود ہے اور یہ بھی تیسرا طریق فقط اثبات کا یوں ہے کہ کلام اللہ

یعنی اللہ کی ضروری طور پر سالک کو چاہیے چار زانو بیٹھے اور فکر اور برنج کو نگاہ کرے  
 اور پشت استوار رکھے اور دونوں ہاتھ زانو پر رکھے اور سر طرف مونڈھے کے لاوے  
 اور انگوٹھ کو بند کر کے ہزار بار تک اللہ کو بلند و مدد مل سنو بری پر ضرب دے یہ خیال نفی کے  
 مقصد طالب آویگا اور جو تعاطی نفی و اثبات ساتھ میں دم کے یوں ہو اور اس کو شغل بھی  
 بھی کہتے ہیں اور واسطے شائق صادق کے یہ نہایت خوب تر ہے طالب کو چاہیے کہ پہلے برنج  
 کبر اللہ اور دوسری برنج کبر محمد اور تیسری برنج اصغر محمدی طوطا کہے اور یہ سمجھ کر کہ یتیموں  
 میرے وجود خاص میں ہیں پس طالب اپنے وجود سے مشاہد طلب کرے قال محمد  
 من عرف نفسه فقد عرف ربه وقال الله تعالى اليسني امرئ ولا سماي  
 وكن يعني قلب عبد المؤمن اور چاہیے سالک راہ موعظ حق بیچ نفس اپنے کے  
 ڈھونڈ رہے یعنی وجود اپنے کو برنج مرشد اور قلب اپنے کو برنج محمد کہ مقام الہام کا ہے  
 اور روح ابی کو برنج اللہ تعالیٰ تصور کری کہ واسطیکہ راہ حق کے آسمان زمین کے بیچ میں  
 نہیں ہے ستر ملتی خود وجود طالب میں موجود ہے جبکہ بارکان بالا کے ذکر شغل فکر کرے اور  
 یتیموں برنج اپنے میں قائم کرے ساتھ خیال بختہ کے اس درجہ کہ پہر و سوسہ سطر حکا دل ہی  
 ذکر کے آہ کریمہ شاہر ہے فی الفسک افلا تبصرون دیکھو کہ کیا جلوہ نمائی ہو اور اعمال کو  
 چار وقت فتح الباب کے مقررین ایک بعد نماز صبح تا اشراق دوسرا بعد نماز عصر تا غروب آفتاب  
 تیسرا بعد نماز مغرب تا عشاء چوتھا بعد نماز تہجد تا طلوع صبح اور ہر مرتبہ میں چوتھا ہو اور  
 پانچواں شغل یوں ہو کہ کلمات ستہ یہ ہیں واسطے مبتدی کے لا مقصود الا اللہ لا مطلوب  
 الا اللہ لا معبود الا اللہ لا محبوب الا اللہ لا مرغوب الا اللہ لا موجد الا اللہ اور معنی اس کے  
 یہ ہیں کہ نہیں ہے مقصود بجز ذات پاک حق کے نہیں ہے مطلوب بجز ذات پاک حق کو نہیں ہے

معبود بجز ذات پاک حق پر نہیں ہے محبوب بجز ذات پاک حق کے نہیں ہے مرغوب بجز ذات پاک حق پر نہیں ہے موجود بجز ذات پاک حق کے ضرور ہے کہ طالب تصدیق اپنے قلب سے اس شغل میں بہت مصروف رہے اور ہر وقت اور ہر ساعت تصور کو اپنے اس سے خالی نہ رکھے فضل اللہ سالک ایک راہ سید ہی اور مضبوط پر آجائیگا پہر توجہ و مشغولیت بجز کامیاب ہوگا۔ اور چھٹا ذکر یہ ہے کہ بیچ سجال کے کیا خواب کیا بیداری اور کیا غفلت اور کیا جلوت و کلا لہ اللہ زبان قلب پر جاری رکھے اورستی اپنی کو نفی سمجھے اور اثبات ذات مطلق کا تصور سخت سے تصدیق کر لے کہ بس ایسے سے کار طالب الغرام پہونچیکا بمصدق اسکے فایدا تو لو افتمہ وجہ اللہ شاہد کرے اسیکا نام قرب فریضہ کر اور حسب معمول کلمہ نفی ساتھ دم اندر کے اور کلمہ اثبات ساتھ دم باہر کے اور دو خون حالمین نظر اور پر دل صنوبری کے رکھے اور دسے ذکر ساتھ استغراق کامل کے کیا کرے اور یہ واضح ہو کہ ذکر چار قسم پر ساتھ منانل استداجی کے ہے یعنی ایک ذکر ناسوتی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور دوسرا ذکر ملکوتی لا الہ الا اللہ اور تیسرا ذکر جبروتی اللہ اور چوتھا ذکر لایہوتی ہوہو اور اس کے ذکر کی یہ انواع ہیں یعنی ذکر زبان ناسوتی ذکر قلب ملکوتی ذکر روح جبروتی اور ذکر سیر لاہوتی اور ذکر ناسوتی چار قسم پر ہے اس طرح ہے کہ ایک خلقی و دو خلقی و تین خلقی و چار خلقی اور انہیں کو ذکر قدریہ و ذکر مرتبیہ اور ذکر طیفوریہ اور ذکر علویہ کہتے ہیں اور ذکر ملکوتی سات قسم پر ہے یعنی ایک رکعتی دو رکعتی تین رکعتی چار رکعتی پانچ رکعتی جیسے رکعتی سات رکعتی اور گن سے مراد ضرب ہو اور بعض نے بارہ بارہ ضرب کیا ہے چاہیکہ کلمہ نفی لا الہ کو دل میں غری سے لینے تاق سے ساتھ مدسات النفی کی کہنے اور سرطون آسمان سے لکھے اور کلمہ اثبات لا الہ کو گئے۔ اور فردوسیان کلمہ اثبات



الا اللہ کو بقوت اور شدت اور دل صنوبری کے ضرب کرتے ہیں اور لائنہ سفی نامعجودہ  
 لا مقصود ولا مطلوب ولا موجود الا اللہ ہیج حالت نفی ولین تصور کرتے ہیں اور تصور موجود  
 مقصود مطلوب ہیج ضرب کلمہ اثبات کو دلیں کرتے ہیں اور ہر ذکر میں جس دم شرط ہو کہ موجب  
 نفع خطرات کا ہے۔ دوسرا ذکر طیفور لازم کہ دونوں ہاتھ بانہ کر نزدیک سینہ اپنے کے  
 کہ کچھ اور کلمہ نفی لاکہ شروع کرے اور بعد اسکے ہاتھوں کو بطرف ہوا کے کھولے اور دم  
 بطرف ہوا کے چھوڑے اور دوزا نو بیٹھے او بیچ اس ذکر کے اشارہ کرے کہ جو کچھ  
 غیر حق ہو دل سے نکال دینے اور ڈالا اسکو ہوا نفی میں اور اشارہ استیہج حالت ضرب  
 کلمہ اثبات الا اللہ کے کرے کہ اوارا ہی کو لا کر مکان سے بیٹھنے اپنے دلیں رکھا اور  
 ہستی اپنی کو ثابت کیا اور اگر یہی ذکر بیچ جلسہ سماع کرے کلمہ نفی لاکہ کو بطرف بانہ بانہ  
 کہے اور سینہ کا ٹٹا دے اور ہوا کی طرف چھوڑے اور کلمہ اثبات الا اللہ کو بطرف  
 دست راست کے کچھ اور قلب صنوبری کے ضرب سے اور یہ دونوں ذکر باتائیں  
 اور اس سے صنوبری دل اور حاضر ہونا مردان خیب اور ملاقات ہونے سے  
 حضرت الیاس کے ہوتی ہو۔ اور تیسرا ذکر وطنی کہ اسکو سہروردیہ اور چشتیہ کہتے ہیں بلکہ  
 دونوں فریق کر رہے ہیں چہرہ اور خنیا یہی سات قسم پر ایک اداے ضرب جلی  
 کہ اسکو سہروردی اکثر کرتے ہیں اور دوسری اداے ضرب ہو کہ اسکو اکثر چشتیہ کہتے ہیں  
 اور تیسری ضرب جلی و خنی اسکو ذکر الیاس کہتے ہیں اور چوتھی اداے ضرب خنی اسکو  
 حدادی کہتے ہیں اور کرتے ہیں پانچویں ضرب اداے جلی اسکو ذکر خضری کہتے ہیں چھ  
 اداے ضرب خنی کہ اسکو ضرب عزرائیل کہتے ہیں اور ہدای اور عزرائیل میں اختلاف  
 فرق ہو کہ حدادی میں دم باہر کو چھوڑتے ہیں اور عزرائیلی میں گوتہ جس دم کر کے

چھوڑتے ہیں اور ساتواں ذکر کہ اسکو ذکر معائنہ و ذکر محبوبیہ اور طہنی اور توسین و راجح  
 و قاطع کہتے ہیں یعنی ضرب کو کہ آمد و رفت دم کی موافق عادت برابر جاری ساتھ ذکر کو بر  
 بہتر ہے اور قسم تیسری سطحی کہ اسکو ذکر معائنہ و اساقیہ و مرشدیہ و خلوتیہ کہتے ہیں اور  
 طہنی اسکا یہ ہے کہ کلمہ نفی لالہ کو ناف سے نیچے لاوے اور کلمہ اثبات اللہ کو اوپر دل منہ  
 ضرب کرے اور قسم چہارم چار طہنی کہ انکو ذکر قادریہ و داریہ و تحریریہ و نصیریہ کہتے ہیں  
 طہنی اسکا یہ ہے کہ کلمہ نفی لالہ کو ناف سے نیچے اور بائیں سے داہنی طرف کو لیجا کر طرف ہوا  
 چھوڑے اور بعد اسکے کلمہ اثبات اللہ کو داہنی طرف سے لیجا کر سینہ پر زور دیتا ہوا اوپر  
 دل منہ برسی کے ضرب دے اور طہنی ذکر ہو کا مشترک ہر سالک کو چاہیے کہ یہ شیخ  
 بضم داوود کے کہے اور ساتھ سکون داو اوپر دل کے ضرب دے اور کبھی لفظ  
 ہو سے داو کو طرحدے فقط بجز ہا ساتھ تین حرکت کے ذکر کرے اس طہنی  
 صحیح طرف داہنی دھو بضم داو طرف بائیں دھ بکسر اوپر دل کے ضرب دے  
 اور طہنی داو کی اشارہ ہو اوپر اسکے اور ولات داو کی اوپر چھ طرف کو ہو اور چھ  
 مراد یہ ہر آسمان زمین سانسے پیچھے داہنے بائیں طالب کے اور بعض کہتے ہیں کہ خارج  
 اشارہ ہو بطرف کلمہ لالہ کے اور ہو مضموم اشارہ ہو بطرف کلمہ اللہ کے وہ مسموم  
 اشارہ ہو طرف کلمہ رسول اللہ کے اور حق یہی قول پایا جاتا ہے جو سالک کو سچ ذکر تمام  
 کلمہ کے نوعی تفرقہ معلوم ہو جائے تیون کلمہ کے تیون کلمہ کو اختیار کرے اور ہر وقت  
 ذکر کے تیون کلمہ کا لحاظ کرنا ضروری ہے کہ فتح اور ضمہ اور کسرہ میں فرق نہونے پاوے اور  
 سالک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو سہو کرنے دے یعنی خوب یاد رکھے اور مدام اس  
 شغل کی حاجت کرے اور دوسرا طہنی اسکا یہ ہے کہ حلقہ کو برنگ اوپر قلب خود کی

تصور کرے یہاں تک کہ خیال نہ ہو کہ یہ تصور کرے اور یہاں تک کہ خیال نہ ہو کہ یہ تصور کرے اس حلقہ کا جو  
 ملک عین کی ہو یا دوسرے اور مذات کو اس کی یہاں تک کہ سالک کو حقیقت اپنی مانند حلقہ  
 معلوم ہوگی اور یہاں سوقت سالک تصور کو اپنے بدلے اور یہ تصور کرے کہ حلقہ ہو کر وہ  
 حیرت ہے اور اپنے کو در حقیقت اس تصور کے محکم ہے مثلاً جیسا کہ سایہ ہی بیچ دار و چاند  
 ہوتی اور ذکر افظ ہم ہم زبان سے کہے بہ حرکت لب کہ نفس دہن بہتہ رکھ اے بیچ  
 دل کے ارادہ کرے اللہ ناکان بھی میں نہ کر کے گھر یہ ہوا ہوا میں سے فتنے  
 اور یہ سب شیا کو عرش سے فرش تک کیا دینے کیا بائیں کیا نور کیا تھکا اور کیا سا  
 اور کیا پیچھے اور کیا اندر اور کیا باہر قال اللہ تعالیٰ اللہ علی کل شئی و محمد و قال  
 اللہ تعالیٰ ہوالاول والاخر والظاهر والباطن اور لا یمرنی کہ بھی ان آیات بالا  
 منظر نظر سالک کے ہر وقت و ہر ساعت بیداری اور خواب میں نہ ہو اور ایک  
 کو کو کا یہ ہے کہ ساتھ دم اندرونی کے اسم اللہ کو اور ساتھ دم بیرونی کو سمیٹ کر اور تصور  
 کرے کہ اسکو ساتھ کمال کے پہنچانا ہے اور ساتھ دم اندرونی کے بصیر کو تصور کرے  
 حبسوت یہ بھی کمال کو پہنچے اور ساتھ دم اندرونی کے علیم کو تصور کرے ساتھ اسی  
 طریق کی ہر اسم کو حکو جا ہے اسماء حسنی سے مگر ساتھ اسم ذات اللہ کے بیچ تصور کرے  
 لا وجودہ سب کمال کو پہنچیں سالک متصف ہو ساتھ صفات نود نہ نام و جامع ہر  
 صفات الہی کے پس کار طالب بخوبی انجام کو پہنچتا مگر جاے غور یہ بھی کہ کوئی شخص  
 ایسا مستعد نہیں کہ نود نہ نام کا عامل ہو کر خود کو بنایا ہو ظاہر تو ایک اسم کیا ہے  
 بنانا و شوار پڑتا ہے اول تو ایسا شائق اور دوسرا سدرجہ کا مستقل اور میرے  
 مستعدی جو محض نسبت مستعار کا کیا اعتبار کہ ہر وقت کھٹکا کھٹکا کا پیش رہتا ہوا بخوبی

ترک تعلقات کرنا چھوٹے سطر کا العینان ہوتا۔ ساتویں خطرات تو ایک زمانہ نظر ظاہر حالات  
کثرت موجودات کے مخلوق ہیں۔ ہونا اور انسان توکل پر کیونکر قناعت کرے بہت دشوار  
اس مقام پر جو پیر کا حکم ہائے فرائض پہنچا دیا ہے

جیسے دیو جگ سوہن کو نین دیو دکھ روون کر

باؤن دیو جو مین ٹوہن کو پیٹ دیو پت کہوون کو

مخبر جو کہ کھانیکے واسطے زبان ہی بہتر غذا کو اور آکھین در دین روئے کو مین اور

چلنے چرنگو باؤن مین اور جو کہ بیاس کو پیٹ ہی نہی آدم سطر حصے مجبور کیا گیا

اسیر بھی بہت اور جرأت بہت ہی المختصر اسیر بھی سالک بعض بعض سابق اچھے ہوئے

اور اب بھی ہونگے کہ جس کینہ ایک دوچار دس احم منی اللہ کے ساتھ اپنے کو

ساکر شقت لائق رہتے ذرا دلست مستعد ہو کر کے ہوگی اور اب بھی کوئی کر نکا اور وہ

صفت طالبین پیدا ہوگی ہر گز مے مضرب نہ ہوگا۔ اور یہ طریق اسم ذات اللہ قلند

اسطورہ کو کہ سالک اگر ارادہ کرے کہ مقام ہویت پر پہنچے وہ اس طرح ہے کہ ہمیشہ خلوت میں

مربع ہوگا اور سر کو دوزانو کے درمیان لیجا کر ذات اللہ کے چہرہ کو اٹھائے اور دوزانو

ماتھے زانو پر داسا کرے جو اپنے دلمین ساتھ حبس کے قرب دے اس طرح ہے اور دوزانو

مستقل ہو کر رہے جہاں تک کہ اپنی ذات میں قوت پاوے جب تک کہ سختی کی تکلیف

نہ لگے اور نکا موصوفت بصفات اللہ ہونہ ہوگا۔ اگر شاخ عنوان اللہ علیہ السلام یہ ذکر کیا ہے

پہنچے اللہ تعالیٰ جسکو توفیق دے وہ کرے اور فیضیاء ہو اور طریق ذکر غری کا یہ ہے کہ طالب سالک

پہنچے اور تین فرخ اور کر کو سیدھا کر کے اور کثادہ انگلیان دلوں باتو دونوں ٹھٹھوں پر چاؤ

جس شکل لفظ اللہ ظاہر رہے غور کہ طالب حق سر ہو کہ اس طرح ہے کہ یہ کہ ہم حق کو باوجود

و م کے اندر مقہوم کیجئے۔ اور لفظ سر کو باہر از نیم نہ نہایت سے اس لئے اور خوب  
 کثرت عینہ خود کے اور لفظ ہو کو باہر از دور سے ساتھ۔ ہر از اس اندر عاتوم کی لجا کر لفظ سر  
 کر کے جس کے ہے اور دوسرا طریق اس کا یہ ہے کہ تعلق باہر از نیم نہ نہایت سے اس لئے اور لفظ  
 سر کو باہر از نیم اندر مقہوم کیجئے اور لفظ ہو کو جملہ نہ نہایت سے ساتھ مدد راز  
 ضرب دیگر جس کے ہے ہر روزہ اس واسطے ذکر نہ ہے جہد سخت کا عمل ہو سکے اور  
 اس مداخلت سے ایسا کو فیضیاب ہو گا کہ اس کو حاصل ہو گا۔ اور نہایت سے مثال  
 اصلی یہ ہے کہ طالب کو ایک ذکر اور فکر اور شغل پس رہے تاکہ ایک ہی کو بلاناغہ پورا کر  
 اور واضح ہو کہ سب ذکر و فکر لا الہ الا اللہ کا جادو ہے کہ کل الابع کے ذکر پر اس  
 کلمہ کے داخل میں اور مراقبہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جو کثر خطرات قلبی کو غلبی پاک کرے اور  
 اوپر حرکات جوار اور کمالات کو دل کو مطلع کرے اور اس پر ثابت ہو اور تحقیق ہو کہ نزدیک نہ  
 طریقت رسالت تحقیق کر یہ ثابت ہو کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے جناب  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھاؤ مجھے نزدیک تر رہوں سے خدا سے تعالیٰ کی پسند  
 حضرت نے کہ انکسیر کھو کر دیکھو تم بھگو اور سوچو تم اپنے کانوں سے چنانچہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ذکر لا الہ الا اللہ کیا ساتھ نفی اور اثبات کے چنانچہ علی نے  
 دیکھ اور شکر اس وقت میں بار ذکر لا الہ الا اللہ کیا ساتھ نفی اور اثبات کی رسول نے اس  
 سے چنانچہ موافق تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ذکر کو کرتے رہے اور جناب علی  
 ولایت تاب نے اسی ذکر کو اپنے چھ غماؤں کو تعلیم فرمایا ان سب پر علی نے اس سے  
 بعد اثر کافی ظاہر ہوا اور انکسیر جاری اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں حکم فرماتا ہے  
 اے کریمہ فاذکر فی ذکر کلمہ شکر لی۔ تاکہ وہ اس میں ذکر و تم بھگو با ذکر و نکامین کلمہ

اور شکر کر و تم میرا ذکر کر کہ تم۔ اور یہ طریق سلطان الازہار جیستہ نئی و اثبات جانبری  
یونہی ہے نہ سہارا چہرہ ہند و پنج بیٹھے اور کلمہ لا الہ جانب چپ سے اور جانب راست کر  
یونہی ہے اور نہ لا الہ اس کے چہرہ ہند و پنج ہے کہ وہ تینوں ضربوں کو کفایت کرے اسطوریہ کہ  
ضرب اول اثر زانوجیب اور ضرب دوسری اوپر زانوراست اور ضرب تیسری اوپر زانوسب  
راست اور ضرب چوتھی اوپر قلب منوربری کے بقوت تمام ضرب دسے اور تین ضرب اشارہ  
نفی سہ خطہ شیخانی و نفسانی و ملکی اور ضرب چوتھی اشارہ ہی اللہ کا طریق معانی اس تفصیل سے کہ  
ضرب اول جمہ نفعی خطہ شیخانی کہ مکان اسکا جانب چپ اور ضرب دوسری واسطے خطہ نفی  
کہ مکان اسکا اوپر زانوی راست کے ہے کہ نفس اور شیطان دو فتن نامیمین اور ضرب  
تیسری واسطے خطہ ملکی اور یہ موڑھے راست کے کہ وہ مکان ملکات خیر کا ہے اور  
ضرب چوتھی واسطے اثبات ذات حق کہ وہ مکان خطرات رحمانی اور بفضائے دل کی ہے اور  
سبب قلب شمس اللہ قرار دیتے ہیں فائدہ جالو کہ محافظت اور نفی خطرات اور رعایت  
ملاحظیات چچ ذکر نفی و اثبات سورت تفرقہ باطن کا ہے اور مقصود ذکر جمیع بات کی ہے اور  
اسکے ساتھ حق کے نہ ساتھ خواطر پریشان کے اگرچہ حضور حق میں ساتھ سبب نفی کو ہی ملا  
چاہیکہ یہ نہ واسطے اسکی مع ضروری کہ جامع نفی جمیع خواطر کا ہو تعلیم و تقنین کرے مثلاً  
لا معبود سواہ کے ولا مقصود ولا مطلوب ولا مرغوب اور ملحوظ اہل توحید کا لا معبود  
اور بیچ لفظ لا الہ الا اللہ کے ذات پاک حق کی ملحوظ ہو اور اثبات اسکی ذات کا کرے اور  
اللہ عز و جل کہ ملاحظہ ہاتھ سے نہ دے والا مقصود نہ آئینہ شقت راہگان ہوگی ضروری  
کہ مرشد طلبا کو علم حقائق اور توحید سے بڑبڑہ کر کے واسطے کہ خطہ شیخانی خطہ عصمت  
کا ہے اور خطہ نفسانی خطہ کائنات اور شہوات کا ہے اور خطہ ملکی خطہ عبادت و حسنات کا ہے

اور خطرہ روحانی خطرہ دروطلب و محبت و عرفان و شاہدہ حق کا ہی اور پوشیدہ نہ ہے  
 کہ جو عاشق اللہ کے ہیں انکے پاس خطرہ شیطانی اور خطرہ نفسانی خود نہیں آتا اور عاشق  
 خطرہ ملی سے کہ عبادت ظاہر ہو اور حسنات سے بطع بہشت و یا کہ باندیشہ و دغ کچھ عرض  
 نہیں کرتے کہ انکی نزدوں میں صبح اور ناپچیز ہیں وہ خود دور دور اس سے بھاگتے ہیں اب  
 باقی رہا خطرہ روحانی اسی کے وہ شائق اور طالب ہیں اسی میں عاشق اپنے کو نفی کرتے ہیں  
 اور دید محبوب اور وصل مرغوب کی انکو خواہش ہے سو مرشد رہبر اسکا نہیں بدرتہ اسکا  
 عشق ہو بے دستگیری عشق کے کسی مرشد اور مریدی کچھ نہیں ہو سکتا اپنے دلی کارہی  
 مرید کو بکار آمد ہے السعی منی والامام من اللہ اور یاد رکھو کہ اصل بیچ شغلہ کے  
 جس دم ہو بدکنج جس دم کے کنو و کار باطنی کا ہرگز ممکن نہیں اور قیل بازید سبھا  
 قدس سترہ کا ہے مصداق اور اس سر کے ہر قبض القلوب فی بسط القلوب و بسط  
 القلوب فی قبض النفوس ہر گاہ کہ سالک اپنے عمل کیا کام تمام کو پہنچا اگر عمل نیک  
 محروم رہا اور یہ طریق پاس انفاس اسم ذات کا واسطے خاص الخاص کے ہو اور خاص  
 الخاص سے مراد یہ ہو کہ طالب مبتدی نہوا در کم شوق بے پروا نازک طبع کم محنت نہوا  
 بلکہ دس میں اور سو میں ایک لائق بہتر دیکھا سنا اور کچھ کیا ہوا سمجھا ہوا سمجھا مستقل آمادہ  
 شائق ہوا اور طالب صادق اور اہل باحقیقت ہو مرشد انکو تلقین کرے اسطور سے  
 کہ تنہا خلوت میں سالک بیٹھے اور زبان کو تالو میں اپنی لگا دے اور اوپر کی دم کے ساتھ  
 اسم اللہ کہے اور درمیان دم میں ہوں کہ حقیقت اسکی یہ ہے کہ لفظ ہوں کے معنی  
 انا کے ہیں اور نام اسکا حقیقت محمدی ہو اور اسکا فرقہ صوفیہ میں اکمل عظیم بھی کہتے ہیں اور  
 فرقہ یو د میں اس لفظ ہوں کو ہنکار کہتے ہیں اور بڑے بڑے کامل ہر فرقہ کے اکمل صوفی

سرمدی کہتے ہیں ضرور ہے کہ سچ گت زبان سالک شب و روز اسی ورد میں اگر مشغول ہو  
 چند عرصہ میں پوشیدہ نہ رہیگا کہ یہ دولت بقیاس بیچ وجود طالب کے موجود ہوگی اور یہ  
 باعتبار ظاہر وجودی اور باعتبار باطن ذات حق ہے یعنی ہمہ توئی غیر تو کسے نیت بمقدور  
 اس حدیث شریف کے **مَنْ دَانَ تَبَرَ اللَّهُ نَفْسَهُ لِفَلِیْرَانِی** و بقول حضرت علیؓ  
 خداوند ولایت کے **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ** سالک کو چاہیے کہ بوقت کتنے  
 اس اسم کے ایسا خیال پختہ کرے کہ ظاہر میں مین فریاد کرتا ہوں اور باطن میں اللہ شکر  
 کہتا ہے **مَنْ** اور اس سے جواب آتا ہے اور معنی ہوں کے یہ ہیں کہ میں موجود ہوں  
 اور جبکہ کرنے سے اسکے سالک پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے تو کہہ کر یہ اور گاہ خمدہ اور  
 گاہ آہ جگر سوز اور گاہ استغراق سالک کو رہتا ہے اور مستغنی ہو جاتا ہے اور اسکی ابتدا خواہ  
 انتہا میں جو خیالات فاسدہ چپے راست سے اکثر گزرتے ہیں سالک اپنے کو اس سے باز رہی  
 اور یہ ملاحظہ کرے کہ تو دیکھتا اور تو جانتا ہے اور تو پہر تا ہی میں نہیں دیکھتا اور تو جانتا ہے میں  
 نہیں جانتا جب خیال سالک کا پختہ ہو گیا پہر کیا ہی کار انجام کو پہنچا طریق شغل بساط جانتا  
 چاہیے کہ ام الدلغ میں ایک نقطہ روشن مثل سورج کے ہو اور اسکو دل مدور کہتے ہیں فیض  
 اللہ کا ہے جبکہ وہ چاہتا ہے دیتا ہے یعنی یہ شغل بلا واسطہ حضرت سرور عالم اور علیؓ کو م اللہ  
 وجہ ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کو پہنچا ہے اور حضرت مدوح کو اس شغل کی  
 برکت ہے مدوح معنوی حاصل ہوئی تھی اور اسی سبب کہ العلم نقطۃ او سکالین یہ ہے کہ اکبر  
 بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر اور دم کو ام الدلغ میں بند کر کے اور انہیں گروہ کی طرح  
 افتاب روشن کی صورت میں مانند سرسبز سیاحی اور سرخی مال کے مثل نقطہ آنکھ کے خیال  
 اور یہ بھی خیال کرے کہ یہ گروہ پھیلنے والا ہے اور اوپر میری سبب اعضا کے محیط ہوا ہے جبکہ گروہ



ہر سالک کو محور کے وجود اس کا گردہ ہو گا کہ عین ذات بے حجت اور بے کیف بن جائے گا  
 جس ایسی حالت میں قائم ہوا یہ مصرعہ صادق آیا مصرعہ رفت اوزسیان بہین خدا ماند جدا  
 اور یہ فیض وہی سے فیض ملا ہو اور ملا ہو اور آئندہ ملے گا جو طالب چاہے کہ اس کے دیکھ لے اور  
 اسی مرتبہ فنا کو سعی برویت کہتے ہیں اس شغل میں جو نور زرد نظر آوے وہ نقوش طلوع  
 اور جو نور سبز نظر آوے وہ جبروت سے ہے اور جو نور صرف سیاہ نظر آوے وہ لاہوت سے ہے  
 اور جو نور صرف سفید نظر آوے وہ ناسوتی فضل اللہ ہے۔ اور یہ ذکر اسدی اسم ذات اللہ  
 ہوں ہے اور اکثر خانوادہ عجیب آتے اسکی مداخلت ہے اور اسکو حاجی کہتا ہے رحمت اللہ علیہ کی  
 بھی بہت کیا ہے اکثر خانوادہ و نواسے بھی کرتے آتے ہیں حضرات غور فرماؤ کہ جیسا  
 قرآن ایک ہے اور سات طریق قرأت اور ساتون کی طرح علیحدہ علیحدہ ہے اور وہ ساتون  
 اپنے اپنے طور پر بجا نہ بھیج و درست میں ایسا ہی اسم ذات اور کلمہ طیبہ کے ذکر و ر  
 شغل کا حال ہے کہ ترکیب میں ایک دوسرے کے خلاف ہے مگر نتیجہ فیض ایک ہے اب سنیئے ترکیب  
 اسکی یہ ہے کہ لفظ اللہ کو سات سے ساتھ شد و مد کے چھٹکر دہنے نوٹ ہے برآمد کو نوٹ کو بند کر کے  
 اوہ نیچے کے دانتو کو زردی دیا کے اور پھر نوٹ کو بائیں پستان کی طرف پھیر کر گور ہوئی ہوگی  
 گ کر کے سانس کے ساتھ لفظ ہو کو زردی دو نوٹ منحنیوں سے نکال کر دہر ضرب دراز دے کہ  
 ج طرح سے شیر غراتا ہے مگر جلدی کرے وہ غراتا دیر تک رہی چند روز میں لفظ ہو ہو  
 یعنی غراتی شیر کی آواز بن جائیگی اور تاثیر اسکی ظاہر ہوگی لیکن اسکی مداخلت کا کوئی وقت  
 نہیں نہیں جبکہ سالک کو اپنے حلی ضروری ہے فرصت ہو دن ہو خواہ رات اسکی خواہ  
 دور و جاری ہو کہ کچھ زیادہ ورزش اسکی تاثیر جلد ظاہر ہوتی ہے تا آنکہ سب اعضا میں  
 حرکت پڑے اور وہ پیدہ ہو جاتی ہے اسے ذکر اعضا کہتے ہیں اور یہ شغل آئندہ کا کہ بہتر اور

شکلات سے ہو کہ اسکی تاثیر سے حلیہ بدل جائے تو انی ہونی ترکیب اسکی یہ ہے کہ ایک گوشہ مقام روشنی کھٹا وہ جا میں چار زانو بیچ کر اور آئینہ ظاہر شفاف بہتر لقمہ ایک درجہ کی سلسلہ آڑ دیگر کھڑا کرے اور طالب دونوں ہتھ کے انگلیاں کھول کر اپنے دونوں گھٹونہر جھانکے اور گردن سیدھی کر لے آئینہ میں اپنی صورت کی ہانکھری مرومک کو اپنے پتلی کا زور سے نگاہ کرے اور حتی الوسع پاکستان مارے تاکہ آنکھوں سے آنسو بھی گرنیکے مضائقہ نہیں ہر البتہ ابتداً ایک گھڑی سی دو گھڑی تک اسکو نظر کار دیکھے جب تک تسخل ہوئے منتقل دید آئینہ کا سالک کیا کرے اور ملین یہ تصدیق کرنے کہ یہ صورت میری ہی صورت میرے درشتکی ہی اور یہی صورت رفتنی کی اور یہی صورت مطافنے ہی اور یہی صورت غلام چنانچہ چند روز کے بعد اس عادت سے طالب کو بیہوشی محویت کی آغاز کریگی پھر شک کہ سالک اس میں محو ہو کر مشاہدہ مطلوب کر لگا اور دوسرا منتقل آئینہ کا بہتر تر پیلے سے ہو اور اگر چشتیتہ اس سے فیضیاب ہو سکے اور اب بھی جاری ہو اور اسکی کو شغل رانی اور مرنی کہتے ہیں اور اسکو کا حین چشتیتہ نے اخذ کیا ہو اور نہایت ٹھیک ہو اور ملت چشتیتہ میں اسکی سبب تنہا ہی چنانچہ کسی شغل کامل کی ربا عی ہے۔

|                               |                                |
|-------------------------------|--------------------------------|
| خواہی جمال دوست کنی کر معائنہ | معبود تو خیال تو باشد ہر آئینہ |
| اور دل من است و دل من بہت     | چو آئینہ بہت من و من در آئینہ  |

### بیت میر دردیشی

|  |   |
|--|---|
| حکس شخص آئینہ میں جلوہ فرما ہو گئی   | اسی دیکھا آپ کو ہم اس میں پیدا ہو گئے   |
| یہ اس طرح سے کہ ہم بیا اولین نے آئینہ سیدہ آرمین کھرا گیا ہے اب شاخ زین وا | اس آئینہ کے اوپر دوسرا آئینہ بھی ایک درجہ کا بہتر شفاف اس آئینہ کے آدھار پر لگا |

افری پر واسطے آئینہ کا پانی نیم غلام کے کھڑا کرتے ہیں کہ طالب کے سر پر چھکا رہے  
 ہے۔ [۱] اور سالک بچے سانسے کچھ قاصد سے بیٹھے اسی ترکیب بالا  
 چار روزہ اور دو دن ہفتہ کے آئینہ کھتا دکر کے دونوں گھٹن پر جامد کہ اس سے  
 اذیتا اللہ ظاہر رہے اور سالک اگر دن خود کو سیدھا سخت کر کے زور دیکر قفایے ستر یعنی  
 گدی کی پر نہ جھکا دی توڑی دیر نیچے کے آئینہ میں دیکر پیرا پر کے آئینہ میں سالک  
 تمام جسم راہت دیکے تویہ طالب اپنے کو آئینہ اللہ دیکھتا یعنی سرتے اور پاؤں اوپر  
 ستر ہونگے اسوقت سالک آنکھوں سے اس صورت آئینہ کی مردک یعنی ستر سوزد دیکر  
 تھرا پئی حادے اور دیکھا کرے جیتک کہ تنہا ہو اسدیر جسے چند مدت گوشہ مکان میں ہر  
 روزہ مذاوت کیا کرے مگر اسوقت کوئی خطرہ ماسوا اللہ کے خاطر میں ملاوے اور اس  
 یہ خیال بختہ کرے کہ خلق اللہ آدم علی سوزد یعنی میری بعینہ صورت میرے محبوب  
 مطلوب کی ہو اور یہ تصور کرے کہ رب الارباب میرے ولین ہر وقت موجود ہے  
 حالت خواب اور بیداری میں وہ جدا نہیں وہ دیکتا ہے رب الروح کو جو میرے  
 دماغ میں سکونت پذیر ہے چنانچہ بعد چند روزہ کے شکل محبوب مطلوب کیا انسان بنا  
 حیوان کیا نباتات اور جو کچھ سوا اسکے ہے سب جگہ میں مشاہدہ ہوگا اور اسکے  
 دیکھنے اور سمجھنے سے حیوان گاہ گریان اور کبھی افسردہ دل اور بھٹی خاموش  
 سکوت حالت خیر رہا کرے اور اس کیفیت کے طاری ہونے سے علاقہ دنیا سے  
 طالب کا دل بڑی راستہ موبایا کرے اگر ایک ہر وقت مذاوت کے بہتے ولین اپنے  
 پیرا دہ کرے کہ میں ایک گھڑی یا دو گھڑی یا چار گھڑی اس میں غماور مصروف رہتا  
 ہوں یا چنانکے بحالت خود از خود خوش میں اپنے آجاؤنگا اس اعادہ کا نتیجہ یہ ہے

کہ اُس قدر عرصہ کے بعد کہ جو ارادہ دل میں کر کے شغل شروع کیا ہے از خود سالک میں شیار  
 ہو جایا کرے اور ابتداً سالک تھوڑا تھوڑا ارادہ کیا کرے بعد چند سے ایک گھڑی سے د  
 گھڑی اور دو گھڑی سے تین گھڑی اور تین گھڑی سے چار گھڑی تا آنکہ ایک پانچ سالک کا ارادہ  
 کر زیادہ ہو سکے گا اور کاشکے طالب نے کسی روز قید ارادہ کیا اور الت محویت طاری ہو گئی  
 تو نہیں معلوم کہ کس وقت بحالت اصلی ہوش میں آوے یا نہ آوے تو اسی ساتین گھڑی کے روح  
 پرور کیا ہے ارادہ یہ اندیشہ رہتا ہے تو اولاً ارادہ فرض ہو گیا اور اس شغل کو حضرت  
 خواجہ بزرگ مبین الدین چشتی اور خواجہ موجود چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی  
 اور خواجہ فرید الدین گنگوہی اور خواجہ نظام الدین محبوب الہی اور خواجہ سعید الدین بکھاری  
 اور اس وقت الی اللہ تعالیٰ اس کی مرشد و منجی پاس جاری ہے بلکہ اور دوسرے افراد شریف  
 بھی یہ شغل شروع ہو گیا کر رہے ہیں بس جو طالب صادق الاعتقاد اسکو کو رہا ہو وہ بے ہرہ  
 نہیں رہتا اپنے مقصد کو لاشک عاقل اسکا پیو چکا اور اسکی مزا ولت میں اکثر کو حالت  
 جذبہ اور کج بھی ہوتا ہے اور اس میں رد و قبلہ بیٹھنا اور عواس خمسہ کو برا گذر کرنا اور لباس  
 پاکیزہ زیب تن رکھنا ضروری اور تحقیق کہ یہ شغل دل طالب کو شل جام جہان آئینہ کے  
 بنا دیتا ہے اور جبکہ ایک عرصہ میں بخوبی حاصل ہو گیا اور آئینہ نمایاں کیا تو قید دروئی اور  
 غمگینی باہر ہو کر اپنی کینائی پر منتقل ہوا کیونکہ اسکو اپنی حقیقت نکشف ہو گئی کہ میں کون  
 ہوں یعنی سوا میرے دوسرا نہیں اور طرفہ یہ کہ جب سالک کو مزا ولت اسکی کپی کپی ہو گئی  
 اور جو حرکت و سکون اپنا ہی آئینہ کے دکھاتا تھا اب بعینہ وہی حرکت اور سکون رہا بالروح  
 مرئی سالک اپنے دل اور دماغ میں اپنے نظر ظاہر اور باطن سے ہر وقت ہر ساعت دیکھتا  
 رہے گا اب اسکو اقتدار بھی امر حاصل ہوا جو کچھ وہی ہوگا۔ اور طریقہ شغل لیلی اتنی اور اثبات

ہو کہ طالب رات کو اندھیری تنگ کوٹھری میں کہ وہ گوشہ کاغذ ہوا سمین بیٹھے اور  
 دروازہ بند کر لے بلکہ دروازہ اندرونی میں پردہ ڈال دے اور اسی ترکیب بالاسے کہ چکا  
 ذکر اوپر اور شغل نہیں ہو کیا ہو اسی طرح سے بیٹھے اور خاطر ہے کہ کسی دوسری کے دہان آواز  
 بھی نہ آوے کہ خاطر شغل کو پرانگندہ کر نیوالی ہے اور سالک یہ تصور بالصدق کرے کہ میں  
 نہیں ہوں اور سانس میرے اور پشت پر اور زمین دیا رات تحت اور فوق سب میں مطلوب  
 جلوہ ہو اور زبان کو تالو کی طرح لبتہ سانس خود سیرت سے لفظ ہو کہ قلب پر ضرب ہو  
 اور ام الدماغ سے ہو چھپکڑ قلب پر ضرب دے ہر رات کو تنگ کوٹھری اسکو کیا کرے تاں کہ اس  
 اندھیرے میں ایک نور کی روشنی ہو گی رفتہ رفتہ وہ روشنی شغل کو گھیر لیگی اور نفی خود اور  
 اثبات محبوب کا تصور قائم کرے طالب اپنے مقصد سے غافل ہو گا گر پہلے شغل بہت پریشا  
 رہیگا اور بھرا لگا کر پھر بعد کو شادان ہو گا۔ اور راحت پائیگا اور نگاہ طالب کی مدام طرف  
 آسمان متوجہ ہویت اور حیرت کے از خود قائم ہو جائیگی اور ہنوز یہ شغل دوسرے خانہ و دہلیز  
 بھی جاری ہو اور فیض پہنچتا ہو اور شغل میں ذکر و فطام معاصر و رہی یعنی کہ اس الفاظ کے معنی  
 مشورہ کرے کہ میں نہیں ہوں سب وہی وہی ہو اور فکر بے ذکر اور ذکر بے شغل مثل عالم  
 بیخ کی ہو اور پوشیدہ رہے کہ ایسے ہی اسباب کی جمعیت سے اشرف المخلوقات کہلایا  
 ورنہ سوائے انسان کے اور مخلوقات بھی اپنی اپنی زبان میں ذکر حق کرتے ہیں وہ اشرف  
 نہ کہلے کہ انکو فکر اور شغل نہیں ہے اور نسبت انسان کے یہ حدیث شریف نافذ ہے  
 افکر ساعة خیر من عبادۃ الثقلین اور دوسرا یہ شغل لیلیٰ ساتھ فکر اور ذکر کے  
 اس طرح ہے کہ سالک شب کو اندھیری کوٹھری تنگ میں چار زانو بیٹھ کر اپنے پاؤں کے  
 انگوٹھے سے بائیں نانو کی جوڑک یا س ہو اسکو دباؤ کہ وہ علاقہ دلے رکھتی ہو اور اس رگ

دینے سے حرارت برتنی ہو اور خون کو جوش ہوتا ہے غرضکہ آنکھوں کو بند کر کے لفظ ہو کر  
 زبانی سے نکالے گئے ہو اور چھوڑے پھر لفظ کو جانب پشت چھوڑے پھر لفظ ہو کو جانب  
 زمین چھوڑے بعد لفظ ہو کو جانب یار چھوڑے پھر لفظ ہو کو جانب فوق اور پھر جانب  
 آسمان چھوڑے کہ شش جہت عمل سے پورا پورا ہو جائے کوئی طرف باقی نہ رہے اسطور  
 گھڑی دو گھڑی بلاناغہ ہر شب کو طالب کیا کرے کار انجام کو پہنچے گا اور قیصر اطریقہ مشغل  
 یعنی اسم ذات کا یہ ہے کہ رات کو کو گھڑی تنگ بین سالک بدستور بالائیے اور لفظ  
 اللہ کو اسطور سے بے ہا کے اللہ برفان سے کھینچ کر اپنے منہ پہ پلاوے اور  
 اللہ سے ملے ہو تو ساتھ مددراز کے قلب پر زور سے ضرب دے اور اسید طح باین میں  
 کھینچ کر قلب پر ضرب کرے اور پھر نواف اللہ کو کھینچ کر دل پر ضرب دیتا ہوا اللہ سے ہو  
 لگا رہتا ہے کہ زور سرام الدماغ پر ضرب دے یہ ایک دورہ ہوا پھر اللہ کو ام الدماغ سے  
 کھینچ کر سینہ پلاوے اور سینہ سے اللہ کے ساتھ ہو لگا رہتا ہے مددراز کے زور سے قلب  
 صوبہ بری پر ضرب دے چنانچہ دورہ اول میں نواف شریک ہو اور دورہ ثانی میں نواف  
 شریک نہیں بس یوں عروج نزول کے ساتھ جہد ویر کا طالب تمل ہو سکے بلاناغہ  
 اس مشغل کی مزا اولت کیا کرے مگر اس مشغل میں آنکھوں کو کھلا رکھتے ہیں برخلاف پہلون  
 اون دو بالائے اور سالک لائحہ کرے می کا دین آنکھوں کو بند کر کے اور پھر آنکھوں کو  
 کھول کر لائحہ اثبات کرے خیال آنکھ کے کھولنے اور بند کرنے ہر موقع کا بخوبی رکھے یہ  
 مشغل نہایت اعلیٰ تر ہے اور ہر تھا مشغل یعنی کایون ہے کہ موافق ترکیب بالا کے  
 کو گھڑی توڑیکہ میں چار تہ ایک بیٹھے اور انگلیاں پنجوئی کشادہ دونوں گھٹنوں پر  
 بچا دے اور زور سے پائین کے انگوٹھے سے باین زانو کی رگ کی ماس کو کپڑے کے

لاء کہ تو اپنے سر پہ بیکر داپنے نوٹ ہے پہلا کر چھوڑ دے اور کلمہ اللہ اثبات کو اہم لگا کر  
 کھینچ کر ہر شے قلب پر ضرب دی اور اس شغل میں کلمہ نفی میں آنکھوں کو بند کر لے اور کلمہ  
 اثبات میں آنکھوں کو کھول دے پھر اسی طرح سے بائیں نوٹ ہی سے لیجا کر اور ام الدماغ سے  
 کھینچ کر دوسرے قلب پر ضرب دے اور پھر سیدنا ف کے کلمہ نفی کو لاکر قلب پر ضرب دے  
 اور ام الدماغ سے کھینچ کر سیدنا کی طرف مخاطب ہو کر دل پر ضرب دے یہ ایک دورہ ہوا ایسے  
 طور پر چند دیر کا طالب عمل ہو مہررات کو کیا کرے چند روز میں بخوبی اثر ظاہر ہوگا اگر سطح  
 جمیعت خاطر رکھے اور تنبیہات اوپر کے شغلوں کی جن لے اور انکو اختیار کر نہیں سہو کرے  
 اور سبات پر خوب غور کرے کہ اس شکل خاص میں سر اور کر اور پشت برابر ہیں اور متصل  
 کیفیت راستہ سے بجانب پشت کے کچل کر کے کلمہ اللہ واسطے نفی کے قلب پر ضرب دے اور  
 جبکہ ام الدماغ سے کلمہ اثبات کو مخاطب بنے ہو کر قلب پر ضرب دے تو اس میں کبھی پشت کی  
 ضرورت نہیں ہے اور بعض نے ایسا بھی کیا ہے کہ کلمہ نفی کو دو سو بار اور کلمہ اثبات کو چار سو بار  
 داپنے بائیں سے اور اسیم ذات یعنی لفظ اللہ کو ام الدماغ سے لیجا کر قلب پر تھوچ سو بار ضرب  
 بائیں سے نفی نہیں فقط اثبات اثبات ہے کہ اکثر مشائخ چشت کا یہی یہی ذکر ساتھ  
 شغل اور فکر کے ساتھ کر رہے ہیں ہوا کہ خود کافی ہو کر باقی رہ جائے اسی ذکر کا نام نہ صرف  
 اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بارہ تنبیج کا ورد ہے کوئی بعد نماز مغرب اور کوئی بالحق نماز  
 تہجد بارہ رکعت کی پڑھتا ہے اس میں بھی دو ترکیب ہیں بعض یہ چاروں اسم بسم اللہ  
 الحمد للہ - ولا الہ الا اللہ - واللہ اکبر - ملا کر بارہ تنبیج پڑھتے ہیں اور بعض تین تین تنبیج ہر  
 اسم کی طہیہ علیحدہ پڑھتے ہیں - اور اس سلسلہ عالیہ میں بارہ رکعت نماز اور ہین یون  
 معمولی سا نماز مغرب کے ہے کہ پہلا دو گانہ رکعت اول سورہ الحمد واما انزلنا - رکعت دوم





اور انکو شیخ ابی احمد فرستادہ جنتی ہو اور انکو شیخ خواجہ خواجگانہ سلسلہ چشتیہ کے خواجہ  
 ابی اسحاق ثانی سے اور انکو خواجہ علوم سادہ بنوری سے ہے۔ اور انکو شیخ ابی القاسم بن ابی  
 سیدہ نعیمی ہو اور انکو شیخ سید الدین بن حدیقہ الطرینی سے اور انکو شیخ المشائخ سنیان  
 ابراہیم ادہم بنی سے اور انکو شیخ المشائخ ابوالفضل ابن حیاض سے اور انکو شیخ المشائخ  
 خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید سے اور انکو شیخ اکبر خواجہ بن ابی جریج رحمۃ اللہ علیہ  
 اور انکو حضرت امیر المومنین علی اسد اللہ القالب حیدر کرار رحمۃ اللہ علیہ اور ابی اسحاق سے  
 اور انکو حضرت سید اولین والا آخرین محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے  
 ذکر مختصر سلسلہ علی و مقدسہ حضرات اویسہ کا و فرج ہو کہ حضرت اویس قرنی مدوہ عرفا  
 عاشق صادق رسول اللہ زکاء ولیس یمن قطب عالم اپنے عہد اور خلیفہ چارم حضرت  
 شاہ ولایت علی مرتضیٰ حیدر کرار کے کہ وہ جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے اللہ صرۃ  
 جاوید ہوئے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پوچھ و خلیفہ ابی انیس بن سبک  
 سلسلہ اویسیہ جاری ہے اور مرید ابی سلسلہ کے مغربہ اور فوج عرب اور ملک کما میں نیز  
 بکثرت نام اور بن نام خلفا و کما ہے۔ خواجہ موسیٰ بن زید۔ خواجہ غلام بن غلام۔ خواجہ  
 عبداللہ مصری۔ خواجہ علی شیرازی۔ خواجہ عبدالصمد نظری۔ سید جمال محمد اصنافی۔  
 سید عبدالرحمن۔ سید زین الدین خاکی۔ سید علی موجد ربانی۔ شیخ عبداللہ شکار  
 حضرت قاضی۔ شیخ ابوالفتح ہایت اللہ سرست۔ شیخ حاجی حضور۔ نعیمت محمد  
 اور حضرت خواجہ کے چار فرزند تھے مگر نام فرزند کلان کا نفیر الدین ہوئے سلسلہ لقب  
 بہ نصیریہ ہنوز جاری ہے اور دوسرے فرزند ان کے خواجہ افضل اویسی شہور ہیں  
 ان سے بکثرت اولاد ہوئی اور باقی معزز مذکور کی اولاد تھی جا یا سجد ہوگی الرحمن

ہندوستان وغیرہ میں اس سلسلہ کو بہت کم میں اس قدر کاتب کو تحقیق ہو کہ ان نامین  
 مرید ادیسہ میں - سواہی جیپور - کرنال - سرگنڈی - دودھیا - کیوڑی  
 شاہ نظام الدین احمد - دیدار شاہ - خاکی شاہ - درویش شاہ غلام شاہ  
 مٹھا - لاہور - شہدرہ - ملتان - پاکپتن - کسو - گھوگرہ -  
 جرجی - حُسن شاہ - رحیم شاہ - جلال شاہ - پیر شاہ - رحیم شاہ - عبد اللہ شاہ  
 ست گرا - پیالہ - جمبو غیر آباد - دہلی غیر آباد - حیدر آباد وغیرہ  
 سیال - بہار شاہ - سابق تھے - سابق تھے - سابق تھے  
 کشمیر میں قریب ستر گڑھی المعروف سری نگر کے ایک ضلع پور کوٹس اور پٹنہ کے  
 پاؤن پور میں جگہ حضرت کا عبارت بلند بنا ہوا ہے اور دہلی کشمیر کے قریب جاگیر ہے  
 اور بکثرت خادم مقرر ہیں اور عرس ہر سال ہوا کرتا ہے - کتاب اخبار الاحضیا کہ مصنف  
 اسکا عماد الدین محقق بمبئی ہے اور تاریخ تصنیف نام کتاب سنہ ہجری ۱۰۵۰ وضع ہو چھت  
 حضرت خواجہ اویس قرنی شہیدین عاشق رسول اللہ خلیفہ چارم علی ولی اللہ کے  
 یوں کہ جو اویس میں ایک قریہ کا نام اسکا قرن ہے اور زمانہ جناب رسول انقلین خاتم  
 النبوت سے وہ جاے احرام باندھنے اہل نجد کی قریب پائی ہے چنانچہ اویس نام تابعی کا  
 اور اصل اسکا ابو عمر اویس بیٹے عامر قرنی کے ہیں اور قرن اسکو کہتے ہیں کہ جو شخص  
 گیسو ہفتہ اور بارہویہ بستہ ہو چنانچہ یہ لقب قرن فسوب طوط جہا علی اویس مروج  
 وہ قبیلہ بنی ہلال عرب سے ہیں اور وہی قریہ کہ انکے جہا علی کا آباد کیا ہوا ہے وہی  
 تولد گاہ حضرت اویس کا ہے غرض اس قریہ کا نام اسی لقب ہو مشہور ہو اور انکے  
 جہ کے گیسو ہفتہ اور بارہویہ بستہ ہو چنانچہ جہاں زمین جہاں کی نسل سے ہو ضروریہ ذوال

علامت موجود ہوگی چنانچہ پیشہ بہم خود و مقام پر شخص کو جو انکی نسل کا دعویٰ کرتے  
 دیکھا ایک اسمین تجارت پیشہ اور دوسرے فقیر و مذہب سلیل تھے ضرور یہ کہ  
 اگر خلاف ان علامتوں کے کوئی انکی نسل کا دعویٰ کرے تو یہاں سے اور اصل یہاں  
 حضرت اویس قرنی کے جدا علی قرن بن رومان بن رومان اور رومان اور ہنہ دراصل محمد  
 و ہنہ کے اگر اس قریہ شریف کو آباد کیا جب زندہ تھے یہ قرن کہنا یا اب جائے ضرور یہ  
 کہ وہی سانی اور وہی ہینہ اور وہی تائین اور وہی روز کہ پیدا ہوا حضرت  
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہی موقع زمانہ و جگہ اور وہی قرنی کا یہ گزرتا  
 فرق ہو کہ چار ساعت پہلے آنحضرت رسول قبول اللہ ربہ تعالیٰ ساعت بروز جمعہ  
 عاشق رسول اللہ پیدا ہوئے گویا شہسور یہ کہ خواجہ پور سے چالیس ہینہ تل اور تین  
 اور جہوقت کہ پیدا ہوئے غسل کے بعد لفظ اقصیٰ فی زمین و مشرق کرنا اور بعد تولد سے  
 چالیس روز سوئے بھی نہیں اور سوئے بھی نہیں اور تین تین دن وہ بھی نہیں پایا اور قبل  
 غلط بھی نہیں کیا اور برابر چالیس روز تک انکمین بند کرکین گویا تیرہ اونکی حبش اور از خود  
 کروٹوں کو بدلنے سے بے اعانت دوسرے لوگ سمجھتے تھے کہ میرا زمین اور مونہ سہی آسمان  
 زیادہ رکھتے تھے اور حبشہ اونکی برابر تھی کہ جیسا کوئی کچھ پڑتا ہے یا کسی دوسرے باتیں کرتا  
 یہ دیکھ کر جو دوسرے لوگ اپنے کانوں کو انکی مونہ کے پاس لٹکا کر تیر کرتے تھے تو کچھ کسی  
 سمجھتے تھے کہ اتنا تھا کہ کیا کہتے ہیں اور چالیس شب و روز تک جس حجرہ میں پیدا ہوئے تھے  
 اسی جاز میں پر لٹا دیا تھا وہ ایسے ہی چالیس روز مارنے سے ہی انوشمین اپنی نہیں لیا بعد  
 چالیس دن کو مادر ماجدہ نے اہتمام غسل اور بچوں کی پرورش کے کیا گو دین لیا دودہ پلا  
 زانو پر سلا یا ان حالتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور عہد ایت نبی انکی والدہ ماجدہ ولیہ کو ان حالتوں

ہوئی ہوگی۔ اور کتاب منتخب القلوب کہ مصنف اسکا فخر الدین طوسی ہی اور نام کتاب  
 تاریخ معلوم ہوتے ہی بیچ اکرام سے روایت ہو کہ مامونہ نام ماورائیس قری کا ہے  
 اور ولیدہ کا تھیں شب و روز کیوقت کوئی لمحہ خدا سے غافل نہ رہتی تھیں انکے ولیدہ فکر  
 و فکر اللہ کا رہتا جبکہ اوئیں پیدا ہوئے تو حسب طوالت اوئیں کی پرورش کی مگر کبھی انکے سر  
 انکے لطیف و غیر خدا نہ دیکھا کہ کون پر اور کیا ہے جبکہ اوئیں بارہ سال کے ہوئے تو ایک روز  
 اوئیں سامنے والدہ ماجدہ کے کھڑے تھے تو اسوقت اتفاقاً مامونہ نے چشم لطیف کرم نگاہ  
 نرم سے اوئیں اپنے فرزند کو دیکھا پس اسوقت مذاے غیب آئی کہ اے عاشق آج تو نے مجھ کا  
 کم کی اور ہماری محبت کا حصہ دار اپنے بیٹے کو بنا دیا سنا ولیدہ صادقہ اس مذا کو سکرچہ تن  
 غمزی اور ایسا روئیں کہ جام غلی سامنے رکھا تھا وہ سب انکونے لیریز ہو کر چھلک گیا بعد  
 مامونہ شجیت بسہ سوئے آسمان نظر کر کے جناب باری مین عرض کی کہ اسوقت مجھے خطا ہوئی  
 اب مین تو برکتی ہوں اور اس قصور کا عفو چاہتی ہوں اور بعد عفو کے تین خواہش میری تھیں  
 اسکو تو قبول کر پھر تازیت خود کوئی استعدا تجھے نہرونگی پس آواز غیب آئی کہ قصور تیرا بخشتیا  
 وہ تین خواہشیں اپنی بیان کر یہ سکر مامونہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور یہ عرض کیا کہ ایک خواہش میری  
 ہے کہ اسوقت دونوں انکھیں میری بنے نور ہو جائیں کہ چہرہ مین چشم بے ادب سے اوئیں کو  
 نہ کہیوں اور دوسری خواہش یہ ہے کہ میرے دل سے محبت اللہ کی باطل محو کر دی جائے  
 کہ باقیہ کو حصہ دار تیرا نہ بناؤن تیسری یہ کہ تو اسکو بیا ساقط کروانا کہ جسکی سرچشمیری انکھوں  
 کو کو فریے یا ہر مذاقی کہ قبول کیا اوسیدم ایک مرغ سفید لبذ قامت ظاہر ہوا اور اس  
 مرغ نے بارہ اپنا مامونہ کی انکھوں پر فوراً دونوں انکھوں کی مینائی جاتی رہی دوبارہ مرغ نے  
 پر اپنا پہلو سے چپ مامونہ پر رانجیت اوئیں کی دست مامونہ کے محو کردی سامنے اوئیں

کھڑے تھے پھر مرغ نے پر بزنکوا اپنے ہلایا تو پروان سے قنطرات خون برسے سارا لباس  
 اولیس کا سرخ ہو گیا پھر مرغ نظر سے غائب ہو گیا چنانچہ خواجہ اولیس وہی لال کہہ رہے اپنے  
 بجائے کن گئے میں شب دروزیا ندر ہے رہتے تھے اور قضا کو ہر ساعت جاسوس تھے کہ  
 غافل نہ رہتے اور بروز شربت جنگ صفین ہی کپڑے سرویا زیب تن کر لیے تھے  
 کتاب یقتہ اولیامین کہ مصنف اسکا حبیب اللہ کوئی ہے اور نام کتاب سرخ و تاج شہ  
 معلوم ہوتے ہیں انہیں یہ روایت سندج ہو کہ جناب محمد مصطفیٰ سرور عالم نبی بھی رہے تھے  
 میں متوجہ جانبین ہو کہ پیشتر صحبت صحابہ میں ارشاد فرماتے تھے کہ میں نیم رحمت اور  
 رحمت والفت کی میں کی طرف سے پاتا ہوں اور وہ حبیب میرا ہی از میں حبیب اسکا دن اور  
 اس کے حوالی میں جو مقام قرن ہی وہی نیم رحمت اور رحمت والفت کا معدن ہے اور حکم  
 قیامت کا روز آویگا ستر ہزار فرشتے بصورت پاک اولیس کے حق تعالیٰ غایت لطف و  
 کرم سے پیدا کرے گا تا اس دن اولیس اس جماعت کے ساتھ درمیان جنت اعلیٰ میں  
 جلوہ افروز ہو کہ نہ بچانے کوئی بندہ اسے مگر حکو اللہ تعالیٰ چاہے کہ واسطے کہ وہ بندگی  
 پوشیدہ دنیا میں کرتا تھا اور خلق سے دور تھا رات دن اور حق تعالیٰ کے ساتھ دل لگایا تھا  
 اخیار کی چشم سے محفوظ رکھنا اور دیدار سے اپنے مخطوط رکھنا باری تعالیٰ کو منظور ہو گیا  
 اور زبدۃ الانوار میں کہ مصنف اسکا احسان الحق مازندانی ہے اور نام کتاب ہے شہ  
 واضح ہو یہ حدیث مخبر کی وجہ کہ میری استی ایک فردی بروز قیامت بشان رفیع  
 اپنے عاصیوں کا شفیع ہو گا قوم مضرا در ربیعہ کا کہ یہ دو قبیلہ عرب میں بڑے زمین اور وہ دونوں  
 قبیلہ کو مستند پرور ہیں تو مجدراؤں کے گوسفند و گنہاں ہیں اسقدر شماراؤں و دونوں قوموں کے  
 عاصیوں کا اتفاق صحابہ کرام نے آنحضرت سے ہو چکا کہ اس با صفا بندہ کا نام کیا ہے ارشاد فرمایا

کہ اویس اسکا نام ہوا اور سکن اسکا قرن ہوا اور اسنے مجھے مدیدہ ظاہر نہیں دیکھا مدیدہ دل سے  
 ماہر ہوا اور وہ عاشق صادق میرا اور اسکو میری محبت نہیں دو وجہ سے اولاً تو غلبہ حال دوسرا  
 پاس علم ملت وہ میری شریع کی رعایت ہوا اور مادر مامونہ اسکی نابینا وہ مادر کا خد شگذا ہوا  
 اور وہ اوٹو نکو اجرت پر چراتا ہی وہی اجرت نفقہ اسکا اور اسکی مادر کا ہی صدیق کبر نے  
 عرض کیا کہ انکو ہم دیکھ سکتے ہیں حضرت فرمایا کہ نہیں مگر عمر و علی عنقریب دیکھینگے اور  
 پہچان اویس کی یہ ہے کہ دو نشان سفید لہندہ درہم ایک بائیں پسلی اور دوسرا کف دست  
 ہوا ہی پر عیان ہو گا کوئی اسکو عرض بریں سمجھے کہ وہ نور وہی سو سمجھ رہی پھر فرمایا کہ جو تم میں  
 اسکو پاوے میرا سلام اسکو پہنچاوے اور یہ پیغام کہ میری امت کو حسین دعا کرے  
 کہ وہ اولیاء میں بزرگ اور اکرم افتخار علی شان میں اور بڑے پرہیزگار اور انبیائے  
 سلف کی استونین مثل اویس کے کوئی دوسرا خلق نہیں ہوا ہے تم اسکو نوح میں مقام  
 قرن میں پاؤ گے اور ایک بار وہ باشتیاق میری ملاقات یہاں آویگا مجھے ملاقات نہ کی  
 واپس جاویگا اور اسکو اسدن تم مجھ میں نظر ظاہر دیکھو گے۔ اور کتاب مفتاح القلوب میں  
 کہ جب خواجہ اویس چالیس سال کے ہو چکے تو فقط ایک بار اختلام ہوا پھر تمامی عمر نجاست اختلام  
 پاک رہی دوسو سات شیطانی اسنے ہمیشہ دور رہی پھر ساتھ ایک زن پارسا کے اپنا اخون  
 اختیار کیا اسکے بطن سے چار فرزند ہوئے کہ جس سے ہنوز نسل انکی موجود ہے اور جس حجرہ میں  
 کہ خواجہ پیدا ہوئے تھے تمام عمر وطن میں اسی حجرہ میں راکرتے تھے اور یہ عادت تھی کہ  
 دن خود رات بیداری میں طرف آسمان کے نظر رکھتے اور گاہ آنکھیں بند کر کے رنجھا کر  
 بیٹھے رہتے اور عادت رفتار بغیر ضرورت کم تھی اوٹو نکو جانے لیجاتے تھے تو چراگاہ میں  
 ایک جابیٹھے رہتے چلتے پھرتے نہیں تھے اور جو کوئی دوسرا پاس آیا اور کلام کیا تو جواب

حضورِ مبارک کے پاس میں رہتا اور کسی سے اپنی طرف سے کام نہیں لیتا۔ مگر میرے  
 اور یہ بھی عادت تھی کہ کسی سے کسی چیز کی حاجت نہ کرتے اور جوابِ سلام میں بھی کسی سے  
 اور ہر وقت دو ٹو انگلیں پاؤں سے باہر نہ نکالتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص  
 گواچہ پہنچتا تو اور خالی وقت کشادہ نہیں تھا۔ نہ تو عیش و عشرت اور نہ ہی کام اور نہ ہی  
 کہ از تھا اور جب راہ چلتے تو گلاب، طرف زمین کے رچنے والے اور اگر سڑکوں کے کنارے  
 طرف آسمان کے دیکھتے اور اس حالتِ گزرائی میں پڑ پڑتا۔ نہ کرتے تھے کہ کوئی شخص  
 کلام کرتا اور سکراتا جاتا ہی اور گاہ ایسا بھی ہوتا کہ رنگ چہرہ متحیر ہو جاتا اور آگوشہ  
 چار آنسو بھی پٹکتے اور اٹھو پہر شب روز میں جو میرا اتنا لیس ایک بار کھانا اور کچھ  
 پانی پیتے اور یہ بھی معمول تھا کہ برابر ایک روز صوم سے رہتے اور ایک روز کھانا کھاتے۔  
 اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا کہ لبیب عدم استطاعت کے روز دو چار عمارتیں بھی ہوتے  
 مگر جو پورے روز کا ہوتا اُس میں نیت صوم کی کرتے اور جو غذا کھاتے ہوتے وہ بھی صوم میں  
 نہ کرتے کہ وہ دن مجبوری کا طرف سے عدم استطاعت ہوتا تھا اگر کھانا بھی نہ کھاتے  
 کرتے تو وہ نیت فاسد ہوتی خواجہ کا ایسا باریک خیال تھا اور خدا کی عزت و حرمت اور  
 اور بے رغبتی دونوں حال سادی تھے لیکن فواک میں سے بھیچے کیلے۔ یہ نیت تھی  
 اگر لوگ ہدیہ لایا کرتے اور عادت تھی کہ رات میں ایک بار بول و بھلا کرتے تھے اور ہمیشہ  
 بعد نماز صبح کے کسی ملاقات نہ کرتے ایک بار خواب استراحت کو مجروحین بابر زمین پر  
 لیٹے اور نیت کی شکل سحرِ طرفِ آسمان کے منہ کر کے سوئے اور چار بار دعا پڑھا  
 بعد بیدار ہوتے قضاے حاجت کو جاتے فریفت کر کے منہ نہ کرتے اور دو ٹو انگلیں پاؤں سے  
 جاتے اور بعد اواسے نماز ظہر کے واپس آتے اور یہ دائم دستور تھا کہ جب کوئی شخص میرے

نام مبارک جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روبرو آگئی زبان سے لیتا تو اس وقت سن کر میری  
 ہنس دیتے کہ جیسا عاشق معشوق کا نام سننے سے جوش محبت میں آکر تابش ہو جاتا ہے  
 گویا دونوں جانکی دولت پاتا ہوں اور اسی حالت کو سن کر مجھ نے نام میں خواجہ کی تمام جسم کو  
 ایک گونہ جنبش ہوتی اور بے اختیار وجہ سے سرشار ہوتے اور سر سے پاؤں تک لہو ہونے  
 بجائے جیسا کہ روشنی فانوس میں جلوہ دیتی ہے اس وقت جو لوگ دوسرے موجود ہوتے وہ  
 تعجب کرتے تھے کہ یہ کیا بات ہے حضرات غور کر و عشق کی یہی صورت اور یہی رہبری ہے  
 کہ بدر معشوق سے عاشق معشوق حلال کر جاتا ہے ہر چند کہ خواجہ فی اعفرت کو بچشم ظاہر نہیں  
 دیکھا مگر عدم حضوری میں اس درجہ عشق تھا کہ اصحاب حاضر کو ہوا۔ اب سنئے کہ ایسا خواجہ  
 شوق ملاقات فی نہایت ترقی کی والدہ ماجدہ سے رحمت طلب کی کہ میں حبیب اللہ محمد مصطفیٰ  
 کی ملاقات کو جاتا ہوں چونکہ والدہ ماجدہ کو کسی حالت میں ناراض نہ کرتے تھے انھوں نے  
 اجازت دینے میں تامل کیا یہ خاموش ہو رہی چنانچہ تین روز فی دربار خواجہ والدہ سے  
 عرض کرتے رہی آخر کار چوتھے روز والدہ نے اجازت اس شرط سے دی کہ اچھا جائے  
 وقت پہنچنے مدینہ کے تم سہوہ ملین یا نہ ملین انتظار نہ کرنا اس وقت واپس پھرنا اس شرط  
 سن کر قبول کیا اس کے صبح خواجہ منزل منزل مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے بعد طے منزلوں کے  
 قریب برآمد ایک پہر روز کے پہنچے جناب فاطمہ الزہرا بھی اس دن جناب عائشہ صدیقہ کو  
 گھر میں مہمان تھیں خواجہ اویس درووات رسول مقبول پر پہنچنے باہر سے آواز دی کہ  
 اویس حاضر ہے جناب سید الدنا جواب دیا کہ دعوت میں تشریف لیگئے ہیں ٹھہراؤ اور  
 جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکثر حال محبت  
 اور خلوص اویس کا زبان مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا باہم دونوں صاحبہ محمد و مہاجرین کی



قدم اٹھا کر دروازہ کو بند کر کے دروازہ کی دراز پر پہلے حضرت خاتونِ جنت اور پھر صاحبِ  
 جناب صدیقِ ام المومنین نے خواجہ اویس کو بیچشمِ خود دیکھا اور اس وقت خواجہ اویس  
 لگا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا میرا سلام میرے مولیٰ آنحضرت کو پہنچا دینا یہاں اور نہ جہاد  
 اب سینے کے بعد فراغت و دعوت گھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جناب سے  
 ساتھ اپنے چاروں بزرگ کے کہ وقت نمازِ ظہر کا قریب آگیا تھا مسجد میں تشریف لائے اور  
 اسے نماز کے آنحضرت مع چاروں صحابہ کرام کے دولت سرا میں تشریف لائے اور سر دراز  
 اندر حضرت تشریف لیگئے جنابِ فاطمہ الزہرا اور جنابِ عائشہ صدیقہ حسبِ عادت آنحضرت  
 صحنِ مکینین آئیں آنحضرت نے پہلے دست مبارک سر اشرفِ ام المومنین پر رکھا اور پھر  
 نظر مبارک کو مخاطب کیا طرفِ ام المومنین کے اور یہ ارشاد فرمایا ام المومنین کہ آج  
 اس وقت میں تمہارے چہرہ کو جو دیکھتا ہوں تو دوسری بات یہ ہو کہ فیضِ ربی سے چہرہ  
 تمہارا ایسا نظر آتا ہے کہ پہلے اسکے سینے کبھی نہ دیکھا تھا کہ لمحہ نور چاند سے زیادہ روشن اور  
 خوشتر معلوم ہوتا ہے شاید کہ کسی عاشقِ صادق عارفِ باللہ کا گدز ہوا کہ اسکے واسطے سے  
 یہ نزول نور قدسی ہو صدیقہ رضی اللہ عنہا سکرِ خاشوش رہیں مگر جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے  
 عرض کیا کہ اے حبیبِ خدا تاجِ سرانیا باعثِ ایجاد کائنات غلامِ موجودات آج جو جب  
 اویس قرنی بن کی جانب سے تمنا سے حصولِ شرفِ ملاقات آپ کی آئے تھے جو کہ آپ تشریف  
 نہ رکھتے تھے بلکہ کہ میرا سلام پہنچا دینا اور جہاد سے آئے تھے اسی بہت کو واپس گئے حضرت نے  
 سنا جواب سلام فرما کر یہ پوچھا کہ تھے ہمارے دوست روحانی کو بیچشمِ خود دیکھا اور پھر دوبارہ  
 اب دیکھ کر پہچان سکتی ہو غصہ کیا کہ ہاں میں نے دیکھا اور پھر دیکھ کر پہچان سکتی ہوں فوراً اس وقت  
 آنحضرت باہر دروازہ کے تشریف لیگئے اور جاتے وقت فرمایا کہ جہاں سے جہاد دیکھا وہاں یہی ہو

جناب پتول پاک نے دروازہ بند کر کے دراز دروازہ سے دیکھا تو اسوقت بعینہ صورت تھکر  
 مثل خواجہ اویس کے نظریں کچھ فرق نہ پایا دیکھ کر اندر مکان کے آئین باہر سے حضرت بھی تشریف  
 لائے اندر آئے پوچھا کہ کیوں اویس کو دیکھا عرض کیا کہ بن وہی اویس تھے کہ مجھ کو آج دیکھا  
 اسوقت حضرت کمان تھے فرمایا کہ اے جان پر اسوقت میں اور اویس ایک جان ایک  
 طالب تھا جسے اویس کو دیکھا مجھے دیکھا اور جسے مجھ کو دیکھا گویا اویس کو دیکھا جس جناب سیدہ  
 یسکر ساتھ تعجب کے خاموش رہیں پھر حضرت نے پانی نوش فرمایا باہر تشریف لیکے اور طوط  
 حضرات صدیق اکبر و عمر و عثمان و علیؓ کے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آج دوست روحی  
 ہمارا اویس قرنی آیا تھا اور ہم اُس سے نہ ملے وہ واپس بھیجا گیا تم اُس سے ملنا چاہتے ہو  
 چاروں یار نے باتفاق عرض کیا کہ جو دوست روحی حضرت کا ہے اُسکے دیکھنے کو ہمارے  
 بھائی بھی بہت شائق ہوئیں حضرت نے یسکر اسوقت چاروں صحابہ کرام کو دروازہ  
 دولت سرا کے اندر کر کے دروازہ بند کر لیا اور آپ باہر کھڑے ہوئے باہر آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے آواز دی کہ اس دراز دروازہ کو دیکھو الغرض صحابہ نے اسی مقام پر دھنسنے  
 دیکھا تو سرابا علیہ اویس کا سبکی منظر دیکھ کر سب دیکھنے کے چاروں یار باہر نکل آئے  
 اور سب تعجب کیے کہ ہم سب اویس کو سرابا دیکھ لیا مگر اسوقت کہ اویس کو دیکھا حضرت کمان  
 نہیں تھے اور اب حضرت جلوہ افروز ہیں مگر اویس نہیں اس وقت قلیل میں کہ ہر گئے یہ یسکر  
 حضرت باہر آئے اور کہا کہ میں اسوقت اویس کی روح کے ساتھ ہم قالب ہم روح تھا وہ  
 نہ اویس حاضر تھے اور نہ میں غالب تھا یہ اسرار ارشاد مبارک کا سکر سب تعجب کیا اور ملین  
 سمجھے کہ یہ بھی معجزہ و نشانی ہے خاموش ہو رہے پھر آنحضرت نے عمر بن الخطاب اور علی ابن ابیطالبؓ  
 مخاطب کر فرمایا کہ ایک وقت ایسا آویجا کہ تم دونوں کو واسطے ایک کارنامے کے پاس



دونوں نانیان پاؤں کی اڑیوں کے نیچے سے گزرتی تھیں نہر آب جاری تھی انہیں  
 جالبین خوشکہ چالیسویں دن نہ ہوتے لیٹے تھے اویں از خود اٹھ بیٹے اور سب عادت  
 اپنے پرکھنا پانی کھاتے پیتے اور دن چرائی کو جا کرتے اور معمول وقت پر اگر خاموش  
 اسی حجرہ میں رہا کرتے بعد سوگ چالیس یوم کے دوسرے جگہ کے ختم تک کسی سے کلمہ  
 نہ کیا اور کال اپنے بند کر لیتے دوسرے کلام بھی نہ سنا۔ قرآن مجید سے یہ توصات ظاہر ہو چکا  
 کہ حکم خداوند تعالیٰ قضا آتی ہے تو نہ جلدی ہوتی نہ تاخیر وقت معین پر رخصت اس جہان سے  
 سب کی قرار پائی ہے آیہ کریمہ فاذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون  
 مختصر یہ قیامت تین طرح کی اول وہ قیامت کہ ہر واحد انسان کی جب موت ہوے دوسرے  
 وہ قیامت کہ جو اس حاصی کی شفیع جناب انبیا علیہم السلام اس دار فانی اپنے عہد میں  
 رخصت ہوے اور تیسری وہ قیامت کہ جو آئندہ آنیوالی ہے وہ عام ہے کہ جو کچھ اسکی کائنات میں  
 سب فنا فی اللہ ہوگا مگر ہمارے حضرت آئینہ جمال رب المشرقین کی رحلت کہ سخت تر گزری  
 روز رحلت جو اہلبیت نبوی اور اصحاب کرام اور مدینہ والو پر سخت تر تھا اسکا بیان  
 نہیں ہو سکتا الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب موت کی ظاہر ہو گئے تو آپ  
 رضائے حق تعالیٰ پر بہت راضی اور خورسند تھے کہ اب تک حضور میرے خالق کی ترغیب  
 ہوگی جو وقت کہ سکرات شروع ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 بلایا اور یہ وصیت فرمائی کہ بعد میری مفارقت روح کے جب تمکوالم میری جدائی کا  
 مہلت دی اور اطمینان ہو جائے تو تم دونو میرا جہ لیکر ملک میں کو جانا اور اویس بن  
 وہبان تالاشی کر ملاقات کے بعد میرے طریقے خواجہ کو سلام لکھ کر پیغام پہنچانا کہ اس جہ کو  
 زیب تن کر کے میری است کی بخشش کی دعا جناب باری تعالیٰ میں کریں چنانچہ کتاب

مہراجہ العرفانین کہ مصنف اشکا سراج الدین تبریزی ہے اور نام کتاب سنی تاریخ مشرق  
 واضح ہی آئینہ بحوالہ روایات بالا کے بصراحت لکھا ہے کہ جب خاتم المرسلین رحلت  
 فرما چکے تو بعد چند ماہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب و  
 جناب رسالت آپ کرمیہ علیہ سے روانہ ہوئے پہلے شہر کوفہ میں پہونچے صبح کو اسکا  
 جمعہ تھا بکثرت خلق اللہ فراہم ہو کر شریک جماعت نماز جمعہ کے کتب خطبہ واداعی نازک  
 نیل نجدیوں کی طرف مخاطب ہو کر حضرت عمر فاروق اور علی حیدر کرار آباد زلمہ پکار  
 کہ اے لوگو تم میں کوئی اہل قرن سی بیان اسوقت موجود ہے کہ نام اسکا اویس ہوئے سکر  
 نجدیوں نے جواب عرض کیا کہ ہم اویس کو نہیں جانتے مگر ایک دیوانہ شخص بستی قرنین ہے  
 کہ خلق سے اسکو وحشت اور تمنائی سے رغبت اور وہ اپنے گہر کے حجرہ میں اور کبھی  
 جنگل میں رہا کرتا ہے اور قبیلہ بنی ہلال سے ہے وہ نان خشک کھاتا ہے کسی شے کے ذائقہ اور غم  
 و شادی کا اسکو وقوف نہیں اگر سامنے اس کے کوئی ہنسے تو وہ روتا ہے اگر کوئی روئے تو  
 وہ ہنستا ہے یہ سکر حضرت عمر فاروق نے پوچھا کہ وہ کسی سے ملتا ہے کیا کہ ہاں قرن کے  
 صحرائین اونٹوں کو چراتا ہے وہیں ملتا ہے یہ سکر دوسرے روز دونوں حضرات اس طرف کو  
 روانہ ہوئے کئی دن کے بعد قرنین پہونچے شب باش ہو کر صبح کو مکان تلاش کر کے  
 وہاں مکان پراویس کے گئے حضرت علی پکارے کہ اے اویس ہم آئے ہیں گھر کے اندر  
 آؤ اڑائی کہ اونٹ لیکر گئے ہیں کی طرف اس بستی کو جنگل میں ڈھونڈو دونوں حضرات ایک  
 طرف کو بستی سے باہر جنگل شروع تھا صبح سے تا وقت ڈھونڈا دوسرے دیکھا کہ کچھ اونٹ قبی گئے  
 وہاں اویس کو پایا اور دیکھا کہ ساتھ شوع و خضوع کے غار ظہر پر رہے ہیں اور دور دور  
 چند فرشتے بالکل ایسے اونٹوں کو چراتا رہے ہیں اس عرصہ میں نماز ختم ہوئی حضرت عمر فاروق

اور حضرت مرقی حیدر کرار کو خواجہ اویس فر دیکر پہلے سلام علیکم کیا حضرات فر علیکم السلام  
 جواب ادا کیا اور پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے کہا کہ عبد اللہ پیر پوچھا تمہارا نام پچھارنیکا کیا ہے  
 جواب دیا کہ مجھے اویس پکارتے ہیں یہ سنکر حضرات نے کہا کہ تم اپنے نشانات دکھاؤ کہ جناب  
 رسالتا تب نہ کی خبر ہو کہ وہی تھی یہ سنکر اویس نے باین پہلی اور کف دست دامنہ دکھایا وہ  
 حضرات نے دیکھا کہ ان نشانات پر بوسہ دیا بعد اسکے علی مرقی نے اس طرح سے کہا اے اویس قبل  
 وفات خیر الانام نے تم کو سلام کیا یہ جہت کو عطا کیا اور یہ پیغام دیا کہ تم میری امت عاصی کے  
 حق میں دعا کرو تاکہ اویس نے کہا کہ اے اصحابِ سہل تم واسطے دعا کے ادنیٰ تر ہو اور  
 میں تو ہمیشہ دعا کیا کرتا ہوں یہ وحیت نبی کی تم بجالاؤ اور یہ کہا کہ جبکو پیغمبر نے حکم فرمایا ہے  
 وہ شخص دوسرا ہو گا مال سے غور کرو یہ سنکر عرفار و ق نے جواب دیا کہ بالیقین متبین ہو کہ موافق  
 نشانہ ہی سرور دین کے ہم نشانیاں پا گئے یہ سنکر خواجہ اویس وہاں سے اُٹھے علی کرم اللہ  
 وجہہ سے جہ شریف لیا اور کہا کہ تم متور اصر کر دیکر اویس وہاں سے اُٹھے چند قدم دور جا  
 سجد دین سرور لکھنے لگے کہ بالہی اس جہ کو نہ پہنوں گا میں اپنی رغبت و اور خوشی سے جنت تک  
 کہ تو اپنے رحمت اور احسان سے امت محمد کو نہ بخشے گا اور یہ جہ تیرے حبیب کے اپنے لطف عظیم سے  
 مجھ کو بھیجا اور علی مرقی اور عرفار و ق اپنا کام کر چکے اور باقی ہر تیرا کام بخشا امت کا اور مجھ پر  
 تیرے رسول کی یہ فرمائش گراں تر ہے اب تو احسان کو بھی محمد مجبور اس وقت دونوں صحابہ  
 شکاواذ میں سے آئی کہ انھیں دونوں حاضرین کو بخشا اویس نے سکر عرض کیا کہ اے مالک سا  
 جان کے توکل امت کو بخش پیر دوبارہ آواز آئی کہ مغفرت آل محمد اور جملہ اصحاب کی ہے  
 اویس نے عرض کیا کہ بخش تو ساری امت محمد کو پیر بارہ آواز آئی کہ بخشید اے مالک  
 جو رب و محمد کے ایمان لائے ہیں پیر اویس نے عرض کیا کہ بخش تو پوری پوری امت محمد



اپنے آن واحد میں توڑے جب مجھ کو قرار ہوا جواب دیا کہ شریعت میں ایسا جبر کرنا  
 نفس پر کرنا بہت کا حکم رکھتا ہے پھر اویس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ تھے تو  
 آنحوش محمد بن پرورش پائی ہے مگر یہ کہ تم کو بھی محمد کو دیکھا تھا اپنے فرمایا کہ بدیدہ ظاہر  
 پھر اویس نے کہا کہ فاطمہ نے ایک بار محمد کو دیکھا ہے تم مدینہ میں پہنچ کر فاطمہ سے پوچھا یہ سنکر  
 آنحوش رہے پھر جناب عمر و حضرت علی رضعت ہوتے وقت یہ اویس سے کہا کہ ہمارے  
 واسطے دعائے خیر کرنا سنکر اویس نے جواب دیا کہ میں ہر نماز میں بندگی ادا کر کے  
 خواستہ گاری حضرت سید سنیں کرتا ہوں اگر تم مومنوں میں شریک ہو تو تمھاری اس  
 درخواست کی کیا ضرورت ہے جب تم اس دار فناء سے باایمان گئے تو دعا میری تکمیل  
 چھیلے گی ورنہ دعا میری ضائع ہوگی سو اسے اس کے خدا کو تم پہنچاتے ہو اور تم کو خدا جانتا ہے  
 بس کافی ہے خدا تم کو اور اگر خدا کو تم نہیں پہنچاتے تو دعا میری ہرگز کام نہ آسکی پس ضرور  
 کہ سون نہ پہنچانے غیر حق کے تئیں یہی بہتر ہے جس کے حق میں یہ سنکر رضعت ہوئے منزل  
 بمنزل مدینہ طیبہ میں واپس پیچے بعد رفع کسل منازل کے جناب علی رضعتی حیدر کر کے  
 ایک روز جناب سید النبیاء جگر گوشہ رسول ام سنیں سے پوچھا کہ خواجہ اویس قرنی فر  
 ہم سے یہ کہا کہ ایک بار نبی رسول نے اپنے پر زبر گوار کو جو کچھ دیکھنے کا تھا اس طرح سے  
 دیکھا ہے اب میں جانتا ہوں کہ جگر سے تم نے بخشیم ظاہر دیکھا ہو بیان کر دو یہ سنکر جناب  
 فاطمہ الزہرا خدومہ کو میں ام اسطین نے کہا کہ ہاں اس قدر دیکھا کہ ایک دن جناب سیدنا  
 امیہ جمال رب المشرقیین والمغربین جام میں غسل فرما رہے تھے اور فرمائی کہ کوئی کیرا چھو  
 لاکر دو کہ میں اس سے جسم کو خشک کر لوں دوسرا ہاتھ نہیں تھا میں چادر غیلہ لٹکی  
 عرض کیا کہ میں لائی ہوں ارشاد ہوا کہ لاؤ تا تم سے میرے چادر کا لینا چاہیئے عرض کیا



کہ اس وقت یہ خدمت میں کروں تبسم فرما کر یہ کیا کہ بہتر ہے اور اس وقت تمام میرے مبارک  
 میرے سر پر رکھ دیا اور میں نے سر مبارک سے تاننا من یا اس جیسے جب مبارک گھڑی  
 آب سے خنک کیا بعد اسکے ایک بار اس جادو کا چمکا بنا کر ناف مبارک کی طرف سے دونوں  
 جانب سے زیر بغل پشت مبارک میں آگرا سکو واسطے خنک ہوئی مئی آب کی قفائے  
 پشت سے دونوں طرف سے کھینچا تو دونوں کونے جادو کے میرے ہاتھ میں رہی اور  
 وہ چمکا کر شریف سے صاف نکل آیا اور یہ دیکھا کہ ایک لمبے نور درخشندہ آسمان  
 زمین تک ہے اور کوئی دوسری شکل انسانی معلوم نہ ہوئی میں خاموش باہر جام کی  
 آئی پھر تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خود باہر تشریف لائے پس اس قدر تواتر دینے  
 دیکھا یہ سنکر خواب و تضرعی نے تسلیم کر کے کہا کہ درست اور صحیح ہے غرض کہ انیسے  
 صحابہ کرام کے پاس خواجہ اویس قرنی زیادہ تر شہرہ خواجہ ہوا جب یہ وزیر و  
 لوگ حرمت خواجہ کی زیادہ سمجھنے لگے مگر اویس اس زیادتی حرمت سے گھبر کر بعد  
 چندے کو فہ کی طرف چلے گئے ایک عرصہ کی بعد قرن میں اگر گوشہ گزین رہتے اور  
 حسب عادت واسطے مدد معاش کے اجرت پر اونٹوں کو چرا یا کرتے کام انگوٹیں ملتی  
 یا خدا دوسرے پنج رحلت محمد مصطفیٰ میرے خدا شکر آری والدہ ماجدہ کی اب  
 یہ کرامت خواجہ اویس قرنی کی غور اور ملاحظہ کیجئے کتاب فتنہ القلوب میں کہ مصنف  
 اسکا فخر الدین طوسی اور نام کتاب تاریخ ششم معلوم ہوتی میں حرم بن حیان روایت  
 کی ہے کہ جب میں باشتیاق تمام خواجہ اویس کی تلاش میں طرف کوفہ کے گیا وہاں  
 نہ پایا انگوٹیں وہاں سے بھر کر فرات پر گزرا تو کیا دیکھتا ہوں میں کہ کنارہ فرات خواجہ  
 اویس وضو کر رہے ہیں میں نے انکو سلام کیا جواب سلام دیا نماز ظہر کو ادا کیا نشانی خواجہ پر

غلبہ کیا فرات پر جا کر دونوں ہاتھ سطح آب فرات پر مار کر کہا کہ اسی فرات تیری ازواج کا  
 فیض عام ہو کر ایک روز وہ آئینہ لائے کہ نبی ہاشم سے ساتھیوں اپنی کوتاہی و پستی کو  
 آنکھوں سے محروم نہ ہوگی اور نشانی دفع نہ ہوگی چنانچہ میں اس روز کو نہ سمجھا کر اس سطح پر  
 جو شے نظری تو نشان دونوں بچوں کو اور سطح آب کو قائم رہی چار طرف سے بچ آتی تھی مگر  
 نشان قائم رہا اسکو بچ نہ بٹھاتی نہ بٹھاتی تھی غرض میں اپنی جابے قیام سے تین دن  
 تک متواتر جا جا کر اس نشان کو دیکھا کیا برابر قائم با با واقعی نقش بند کی معنی یہ میں سمجھی  
 کہینے آب روان پر نقش بناتے کیونکہ دیکھا ہو گا مگر یہ کہ راست خواجہ کی دیکھی پھر  
 چوتھے روز میں وطن کو روانہ ہو گیا۔ الغرض اس مختصر میں اب کہانیاں طول  
 کروں خلاصہ یہ کہ خواجہ اویس قرنی مادر زاد فیض وہی سے سرفراز تھے بعد تحصیل  
 جناب رسالت اب کہ خدا کی طرف سے ایسے اتفاق جو میں سال تک گزرے کہ خیال نصی  
 خلافت ظاہر سے علیحدہ رہے جبکہ حضرت علیؓ حیدر کو اسد خلافت ظاہر پر جلوہ گزینے پر  
 نو شروع سال خلافت نشینی مرقصوی میں خواجہ اویس قرنی مدینہ منورہ میں آئے اور ایک  
 انصاری کی رکنا نیک نام انکا زہر تھا وہاں شب بیاں ہوئے اور حبیب کچھ چالی وغیرہ فرا  
 شریف جناب رسالت کی بنائی دیکھی تھی جو لوگ واسطے زیارت کو وہاں حاضر ہوئے انکو قہر منورہ  
 سانصیب ہوتا تھا چنانچہ بعد شب صبح ہوتی ہی نماز پڑھ کر خواجہ اویس قرنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار  
 گئے فاتحہ پڑھا مگر حسد و دوسروں کے فرار شریف کا سائلیا اور روی مبارک کی طرف نظر  
 پڑھ کر رونامہ شروع کیا اور یہ عرض کیا کہ میں صاف فوجی تو درمدم شرف ہا کرتا تھا کہ کیا تیرے شرف و درون  
 دست مبارک نکلے اور اوپر سے خواجہ نے بھی ہاتھ  
 پر مسائے صافحہ ظاہری سے خواجہ سرفراز ہوسے

خلاصہ ظاہری سے ایک خرم ہوا سورت نبی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عرض تھا

اور مزار سے یہ آواز آئی کہ جاؤ پاس اسنے کہ جبکہ اشرف میں منتقل باب ولایت ہے  
 پس یہ اویس سستہ ہی پہلے طرف فرو گاہ مرتضوی کی اور یوں پتے قریب دروازہ مکان کے  
 تو دیکھا کہ حضرات حسین باب دروازہ کے گھر سے بن خواجہ فردون صاخرادون کو  
 سلام کیا حسین نے جواب سلام ادا کر کے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے جواب دیا کہ میں اویس  
 ہوں یہ سکر باب حسن نے فرمایا کہ ہم دونوں حسب ارشاد پند پر گوار کے تمہاری استقبال  
 کرے تھے یہ سکر خواجہ نے دوبارہ سلام ادا کیا اور حسین سے معاف کیا اور انکھوں کو  
 پیشانیوں کا بوسہ ادا اور اسمیٰ تھا پر خواجہ نے دونوں ہاتھ اپنے بند کر کے طرف آسمان کی  
 شکر رب العزت کا ان الفاظ سے ادا کیا کہ اندون آئینہ مال نہی سے عالم ظاہری بن  
 آج میں شرف اور سرفراز ہوا پھر اویس نے حضرات سے پوچھا کہ مجھے اپنے والد بزرگوار  
 کو کیاں لے چکے سکر حضرت امام حسن داینے جانب اور امام حسین بائیں جانب اویس کو  
 کہہ کر کہ چلو اس مکان میں غرض کہ پٹے اویس اور درانے اندر مکان کے مبوقت کہ قریب  
 پہونے اویس تو اسوقت جناب مرتضوی کے دست مبارک میں بام شربت تھا امام  
 حسن کو امتین دیدیا امام حسن نے اس بام کو امام حسین کے ہاتھ میں دیدیا پھر جناب  
 مرتضوی نے پٹے خواجہ اویس سے معاف کیا پھر سینہ سے اسلحہ لگایا کہ پٹے خواجہ  
 مقام دل تک برابر تھا بعد اسکے اسنے بٹھالیا اس صمیمت میں خواجہ کیل ابن زیاد داد  
 ابو نعیم اور سلمان فارسی اور دوسرے اصحاب قریب پالیس کے روبرو موجود تھے جس  
 اس جلسہ میں خواجہ اویس نے نیچے ہاتھ علی مرتضیٰ علیہ السلام العجاہ کے ہیئت کی اس  
 جنگام میں سب کی زبانوں سے یہ سدا بلند ہوئی کہ بد اللہ فوق ایہم بعد اسکے وہ بام  
 شربت حضرت ولایت مآب نے امام حسن کے ہاتھ سے لیکر اپنے لب مبارک لگا کر

خواجہ اویس قرنی کو دیا اور تاج چار ترکی عنایت کیا خواجہ نے پہلے اُس جامہ پہن لیا  
 اور حاکم توری تاج عنایتی کو سر پر رکھ لیا چنانچہ اُس تاج کے رکھتی خواجہ اویس قرنی  
 حالت بطور صحت و ظاہر ہوئی اُسی حالت بھر میں خواجہ نے زبانِ خود سے کہہ کر فرمایا  
 تو لا انشاء وجہ اللہ بعد اسکے صحبت پر نجات یعنی خواجہ تنہا حاضر رہا بعد ازاں دروازہ  
 خواجہ اویس قرنی رحلت ہو کر اپنے وطن کو پھرے اور در تک جنابِ مرقضوی سے بیان  
 ظلیفہ ایک امام حنفی دوسرے امام حنفی تیسرے خواجہ کبیل ابن زیاد دہ پور سے  
 کہ اُس روز جو تھے ظلیفہ خواجہ اویس قرنی ہوئے بعد ان چاروں کے پانچویں قاضی  
 ابی اللقدام شیع بن مانی چھٹے خواجہ حسن بھری ہوسہ اور انھیں چھ ظلیفہ سے  
 سلسلہ عالیہ ولایت حیدر پور کے زمین پرا تیک جاری ہے اور بدقتہ سبقت انھیں  
 ظلیفہ سے سلسلہ عالیہ مرقضوی کہتے ہیں تیسرے اور چھ بھی سنا حاکم ان سوا  
 ان چھ ظلیفہ کو گیارہ اور بھی صاحبِ اجازت تھے یعنی بلعینہ سلسلہ شاہ بیچ الدین  
 جکو مار یہ کہتے ہیں اور سلسلہ سلمانیکہ سلطان دہلی سے شہور ہے اور سلسلہ قلاتیہ جو عرب  
 قلات سے منسوب کرتے ہیں اور ایسے ہی بکتاشیہ وغیرہ آئمہ اور میں ان کے نشان  
 مغرب اور عرب اور ہند میں جاری ہے وہاں سے متصل معلوم ہو سکتا ہے اسے خود کہ  
 خود خداوند ولایت علی مرقضی حیدر کر اور ظہیر الدین سید نواف ظاہری اور  
 ہوسہ بہت سے معاملات دنیاوی بیچ و بیع الہامات کے سبب امیرِ حاکم نے انہیں  
 جنگ آغاز کی شمار میں قریب ہزار کے سپہ درپے عمارات جاری رہے ہمیشہ  
 شہر بھری بین اندر بہ دن کو آوازوں قرنی ہزار ہا سے زیادہ تھے  
 بعد نماز صبح وہ سرخ لباس کہہ بکا کر پہلے اور ہو گیا اور کیا ہو گیا

دہ لوفت بیعت نمودند و ہوا اتفاقاً سرحد کے قریب پہنچے۔ یہ تھمٹا کر ٹھہر رہے دست  
باجت ہو کر رہے تھے۔ اتفاقاً واسطے مقابلہ کرنا تھا۔ ان کے پاس سے سیکڑوں گھوڑوں کی راہ  
چشم زار میں رہے۔ ان کی لشکر حضرت علی حیدر کے پاس آ رہی تھیں۔ یہ بچے باب حیدر کے پاس  
آگات کیسے کہ یہ بدعت اجازت حرب کی چاہت حضرت نے فرمایا کہ آج ہمارے لشکر پر پانی  
بند ہو رہا ہے۔ دعوت یہ لگ کر رہی خواجہ نے فرمایا کہ دیکھو سابق جو جام شہیت کا دست  
بار کہ میرے منہ کے تھے اسکی لذت اب تک میری زبان پر باقی ہے اور آج تو یہاں ہی  
میرے لڑکے مجھے موقع ملا کہ میری والدہ ماجدہ کے دعا پور ہوئی تھی اسکی یہ ظہور ہے کہ مجھکو  
غضب ہوا یہ سکر حیدر کرار نے رضاوی کہ ہم نے یہ سکر ادیس چند قدم جانب  
جنگ پل اور پھر پھر سے آواز دی کہ یا حضرت مجھ عرض کرنا ہے جانب ولایت یا  
سکر پیشدہی فرما کہ پاس ادیس کے لئے ادیس نے اب اپنے گوش جانب میرے والد سے  
مارا ایا کچھ عرض کیا کہ حضرت قرصوی سکر پندہ یہ بس اس مقام سے خواجہ اور  
مارا دہ جنگ برے پر موند نہ پھیرا اور بیان سامنے عبدالرحمن کھڑے تھے حضرت لایت  
آب سے پوچھا کہ خواجہ ادیس نے آپ سے کیا کہا حضرت نے فرمایا کہ ادیس نے میری  
شہادت کی خبر دی ہے کہ سن چالیس میں رمضان کی تیسویں کو میں واسطے استقبال کر  
حاضر ہونا گیا یہ سکر میں بٹاش ہوا۔ بس عبدالرحمن کو یہ سنتی ہی بہت طال ہوا حضرت  
ان سے ایسا کچھ فرمایا کہ انھیں تشفی حاصل ہوئی غرض کہ خواجہ ادیس میدان کارزار میں  
خوب خوب لڑے شہرہ ہر کہ خواجہ ادیس کی بیشتر آتش نشان یعنی ہر حربہ میں چنگا  
کے کی لگتی تھیں تاکہ قریب ظہر خواجہ پیاسے شہید ہوئے اور دعا انکی یاد رہی  
کی قبول ہوئی تھی ظہور میں آئی اب جاے غور ہے کہ وہ کمال کے جو شل کجا و شتر کے

منتش تھا اور وہی چادر صوف شہور تھی اور وہی پیارے کلبہ کعبہ تھی کہ جبکہ حضرت سار  
 ہو یا تھا اور حضرت جبرئیلؑ سے تھے کہ چکا ذکر مفصل اور لکھا گیا ہے، حاصل بروز جنگ  
 صفین علی مرتضیٰ فی اسی محل میں لاش خواجہ اویس قرنی کو لپیٹ دیا اسی روز سے یہ  
 خطاب صوفی شہور ہوا چنانچہ انکار اسلام نے چند ظہر نماز جنازہ خواجہ اویس کو ساتھ اور  
 شہدا کے ادا کی بلکہ دوسرا سلام پیر لاش خواجہ اویس قرنی نے مکلی اسمقام پر نہ  
 پانی غائب ہو گئی چنانچہ ایک نشان گنج شہدا کا اس مقام پر بنا دیا گیا ہے، اسکو قبر قرار  
 شہور کرتے ہیں تو حضرت نبیال کریمؐ کہ کس خانگی و مکلی تھی کہ جو میں خواجہ اویسؑ کی  
 ہوئی اور وہ شخص کیا تھا کہ جس مکلی میں تھیں ایک بار باہم تھے اور پھر وہ مکلی کھن دیکر  
 جسکی نسبت یہ سرفرازی ہوئی سبحان اللہ کیا رحمت پروردگار عالمیان ہوا اور وہی  
 مکلی چادر صوف کے سبب جناب رسول اللہؐ مکلی ولے مخاطب بہ خطاب ہو رہے تھے  
 اور نوح میں بخارا وغیرہ میں اب تک تقلید لباس سنخ خواجہ کی بروز جنگ جلابی ہو  
 مگر خال خال لوگ مقلد بن اور دفع ہو کہ جب تک خواجہ اویس نے بیعت جناب  
 ولایت اب نہ کی تھی اسوقت تک خواجہ کو تعریف نسبت دوسرے حاصل نہ تھا کہ کسی  
 مرد کرتے بعد بیعت کے تعریف کافی حاصل ہوا تھا۔ اب اسمقام پر سببا کو بھی سبب بنا  
 چاہیے کہ خواجہ اویس کو عالم طفلی سے کیسے چہرہ کی طرف نظر کر نیکی عادت نہ تھی مگر وہ  
 مایوس سے جب کہیں خواجہ حضرت علیؑ کو ملا وہ جہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تو خلاف  
 عادت مخصوص حضرت علیؑ تو تھے کہ چہرہ مبارک کو دیکھا کرتے ایک دن جناب خداوند  
 ولایت آپؑ نے خواجہ اویس قرنی سے پوچھا کہ دیکھنا تمہارا میر لطف کو خلاف عادت  
 کی سبب یہ خواجہ نے عرض کیا کہ حدیث شریف رسول کریمؐ کی ہے کہ چہرہ علیؑ کا دیکھنا میں

عبادت ہے یہ سکر حضرت نے جواب دیا کہ یہ درست ہو گا لیکن اتنا راسخ و پختہ ہو کر  
 پایا جاتا ہے اسوقت خواجہ نے عرض کیا کہ میں حضرت کے جہاں بالکمال کو اکثر ادریسین دیکھا  
 گزردہ مقام مایونین پر یقیناً حضرت کو مادی ہو گا یہ سکر تمہیں فرما کر ارشاد کیا کہ ہاں درست  
 عالم ارواح میں اولین نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو زینہ عیش و عشرت علی پر چڑھتے  
 دیکھا تھا، مجھ ہی خیال تھا کہ اس زینہ عیش و عشرت کے اوپر جاتے اور آتے تھے اور  
 مجھے فیض روحی سے سرفراز فرماتے تھے اسوقت تحقیق ہوا کہ آپ ہی تھے یہ سکر  
 خواجہ نے حضرت کے گرد اگر دین بار طواف کیا اور قدم مبارک کا بوسہ لیا فقط  
 اس حضرت ان مقامات کو ذرا دین غور کر کہ جہاں دنیو و دین علی تھے علی تھے  
 علی تھے اور خاموش رہو اگر کچھ دوسرا خیال آیا تو موافق شریعت مستوجب سزا کے  
 ہو گے اب کو تاہ اس بحث کو اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ اولین قرنی اقدس  
 جو صدر الصدور گزردہ ایسیہ میں نسبت باطنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے رکھتے ہو  
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شرف بیعت حاصل کی کہ تابعیت ظاہری سے دوسرے کو  
 فیض پہنچے اور گزردہ ایسیہ کے لقب کی یہ وجہ ہے کہ باطن سے فیض ان طلبوں کو  
 کہ جو لائق اسکے ہوتے ہیں طرف سے باری تعالیٰ کے نازل ہوتا ہے قرنی و سیدہ طیبہ  
 ممکن نہیں خواجہ باطنی سے ہوا ظاہری سے تو اس سے امت ثابت ہوا کہ نسبت  
 خافیاؤں کے خواجہ اولین قرنی کو زیادہ تر تہ ملا اور حقیقتہ الاما میں یہ روایت سید  
 لکھی ہے کہ ہر ماں اور ہر فرد دونوں فرزند حیا کے رلوی ہیں کہ بعد رطبت سال  
 خواجہ دین قرنی نے علی مرتضیٰ سے بیعت کی اور بعد اسکے سلمہ ہجری میں خواجہ  
 اولین کے اصل نام انکا ابو وراوس بیٹے عامر قرنی کے ہیں کو فیض میں آئے تو ان کی

اس کو نہ کی مجلس کی صحبت میں ہم باہر سے نہ دیکھا جتنے کہ وہاں کوئی  
 گرد گرد سے خواجہ کو گھیر لیا یہ سب تو اگر سب سے خواجہ نے یہ فرمایا کہ گاؤں کی مکتبہ  
 علی علی یلنی سن ما جہ الغیب الی ہل العالم کن لک کان یلنی علی علی  
 اولیام سلسلہ الاولیاء یہ انوکھی تہ ما لک لکم و ما تاخر و کان و سبکون الی  
 اویہ لقمہ اپنے جیسا کہ دست فیض روحی علی مرتضیٰ کا عالم ہے اس عالم غایت تک  
 اوپر میرے ہاتھ کے رہا ویسا ہی ہاتھ میرا اوپر ہاتھ لکھ لکھ سلسلہ اولیاء وہی اویہ  
 ماسبق و حال و آیت کہ خا اور ہے اور تاہم القیام نہ کیا فقط اب یہاں سے ذکر تعلیم  
 فرمانا شاہ ولایت کا ایک روز جناب ولایت مآب فر خواجہ سے پوچھا کہ تھے بروقت  
 اپنی ولادت کی وہ ایک لفظ ستوا تر تین بار پہلے زبان سے نکالی تھی بیان کرو جواب یہ  
 کہ عمر میری گیارہ سال کی جب ہوئی تو والدہ ماجدہ نے ایک وزنجبے پوچھا کہ بروقت  
 تین بار اقمونی اقمونی کہا تھا یا دہرا کو جواب دیا میں نے کہ نہیں وہ نہ کرنا خواہ  
 میں یہ نہ کر حضرت نے یہ فرمایا کہ انکشاف اسکا اس وقت پر عین تھا لکھو بشارت  
 اسکی نیک ہو کہ وہ لفظ اقمونی زبان عبرانی میں ہوا اور اسکا نام اسم سبعہ حکم اللہ کا  
 لفظ کی تسبیح کو پڑھنے کی واسطے ہوا تھا نسبت آدم خلیفہ اللہ کے اور تازیت وہاں  
 مدام اسکو پڑھتے رہے ہم سمجھو کہ ساتون نام باری تعالیٰ کے اس لفظ اقمونی سے  
 یون پیدا ہیں۔ الف سے اللہ۔ قاف سے قوم۔ دوسری قاف سے قادر۔  
 ہم سے محی۔ واو سے وہاب۔ نون سے نور۔ یا سے یصیر۔ اور اعداد و  
 ساتون اسم کے ۱۱۶۵ ہوتے ہیں اب لکھو اجازت کیجاتی ہے کہ ہر روز  
 اس لفظ کی تسبیح ۱۱۶۵ مرتبہ کیا کرو اور وقت خاص معین پر ذکر لا الہ الا اللہ زبان



قلب سے کیا کرو۔ رات کو مقام تنگ تاریک میں دونوں انگ بند کر کے شغل اپنے  
 اپنی اور اثبات مضامین معروض کرنا اور تصور حقیت سے چہرہ جہت کی طرف مقام کو  
 مستقل کرنا یا تنگ کہ انہیں محبت حاصل ہو جائے اور آخر کار ایک تجلی ایسی ظاہر ہو  
 کہ مکمل آستہ آستہ و شمش جہت سے گھیرا لینگلی اسطرحت کے پہلا درجہ جیسا کہ بتواتر  
 دوسرا درجہ جیسا کہ مچھلی پانی میں تیسرا درجہ جیسا کہ تنگ پانی میں بس کار متھارا تمام کو  
 بیچہ پکا اور یہ فرمایا کہ تم بازی مہنکی اسطرحت سے کیا کرو کہ دونوں ہاتھوں کا جھولا بنا کر وہ  
 ہاتھ کو میٹھا کر سورہ اخلاص کو ایک سالن میں پڑھو تا آنکہ ایک سالن میں آکیں بار تمام  
 کیا کرو اور دونوں ہاتھوں کی قوت پر چھوٹے رہو یا تنگ کہ تمام روز و شب میں آکیں  
 یہ بازی کیا کرو اور پھر یہ فرمایا کہ اسے اویں بعد نماز عشا کے اس نماز دور رکعت کو بلا ناغم  
 پڑھا کرو پچاس نیکو فرما جو کل ارشادات جناب رضوی پر تاشہادت خود عمل کرنا  
 اور حضرت عبداللہ قدس سرہ مصری تیسرے فرمایا اور خلیفہ خواجہ کوہین وہ فرماتے ہیں  
 کہ یہ وہی نماز ہے کہ خواجہ صاحب ہمیشہ شاہدہ مطلوب سے سرفراز اور فیضیاب ہوتا  
 رہے سمجھو کہ یہ پوری پوری ترکیب نماز مذکورہ بالا کی ہر کوئی مینہ ہو عروج ماہ میں پہلا  
 دن یکشنبہ سے بعد نماز عشا جو مدیکہ لیاقت اس نماز کی پڑھائی رکھتا ہو ساتھ عات  
 طرفیت کی پانچا شرح کرے۔ رکعت اول اسطرحت ہو اول انگیر اللہ اکبر چار بار کہ اشہد  
 ان لا الہ الا اللہ دو بار کہے اشہدان آدم خلیفۃ اللہ دو بار کہے اشہدان داؤد نبی اللہ  
 دو بار کہے اشہدان موسیٰ کلیم اللہ دو بار کہے اشہدان عیسیٰ روح اللہ دو بار کہے اشہد  
 ان محمد رسول اللہ دو بار کہے حی علی الصلوٰۃ دو بار کہے حی علی الفلاح دو بار کہے قد  
 قامت الصلوٰۃ دو بار کہے پیر اللہ اکبر دو بار کہے لا الہ الا اللہ دو بار کہے کہ میں بیت

کرتا ہوں دو رکعت نماز قضا و حاجت شاہدہ جمال اللہ تعالیٰ کی موند میرا طرف عجب  
 موند میرا طرف بیت المعمور کے موند طرف اقصیٰ موند میرا طرف عوش کے سنبھیرا  
 طرف کوہ کے ہنٹھ میرا طرف لامکان کے پھرا یکبارہ کہے کہ واجب قربت اللہ اللہ اللہ  
 پس دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے ہاتھوں کو اٹھا کر برابر کانوں کے لیجا کر پھر  
 دونوں ہاتھوں کو سینہ کے نیچے فم معہ پر کہ جب کوڑی کھتے ہیں اس کے اوپر بائیں ہاتھ  
 اوپر دہستہ ہاتھ کو دھکڑیا کہ اس سے سطح قلب دہتا ہے پسیدہ باندھے اور دونوں  
 پاؤں برابر کر کے سر اور پیشانی اور ناک اور منہ نسبت راست گردن سیدھی کر کے  
 نگاہ سوئے آسمان اوسط درجہ بلند کر کے قرات سے شروع کرے بسم اللہ سے  
 سورہ الحمد کو ولا الضالین کے آخر آیت تک پڑھے پھر بلا فاصلہ سورہ جہاکا کر نیچے نگاہ  
 کر لے اور آیت من سے یہ غم کرے للہ الحمد اللہ ابل الابل للہ الحمد اللہ واحد الاحد  
 اس مقام پر نظر سوئے آسمان کر دے اور بلا فاصلہ گردن جھکا کر یہ غم کر کے پڑھے  
 للہ الحمد اللہ فرد الحمد للہ الحمد للہ لا افع السماء یعنی الحمد للہ الحمد  
 من وسط الارض علی ما جعل للہ الحمد اللہ خلق الخلق فاخصه حمد للہ الحمد  
 انہ من قسم الرزق ولم یس احد اس مقام احد یہ پھر نظر سوئے آسمان کر کے گردن  
 جھکا کر ور یہ پڑھے للہ الحمد اللہ لم یخ احد ولا اولیٰ پھر سورہ قل ہو اللہ کو  
 غم کر کے تباہ پڑھے مگر لفظ احد پر سوئے آسمان نگاہ کر کے سر جھکائے ورنہ سر جھکا  
 سنال نظر احد کیا کرے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جا کر دونوں ہاتھ کی کشادہ انگلیوں  
 سر نہایت کر کے تین بار سبحان ربی العظیم کے پھر حرکت استمالہ میں اللہ اکبر کہتا ہوا  
 سیدھا اکبر کہتا ہوا سبحان ربی العظیم پھر حلیہ تھپتھپاں یعنی تھپتھپاں تھپتھپاں پھر شروع

جھکنے کی وقت یہ کہے سبحان ربنا لک الحمد ملاء السموات والارض وملاء  
 شئت من شیء بعدہ پھر اللہ اکبر لکھا ہوا سجدہ میں جا کر پیشانی ٹاک جسا کر  
 چشم کشادہ تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور اللہ اکبر لکھا ہوا اٹھا کر ہاتھ دونوں  
 گھٹنوں کو چھو کر دوبارہ اللہ اکبر لکھا ہوا سجدہ میں جاے تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے  
 پھر اللہ اکبر لکھا ہوا سیدھا اٹھا کر بیٹھے اب یہ تمام پڑھے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ  
 لَا یَسْتَكْبِرُ عَنْ عِبَادَتِهِ وِیَسْجُدُوْهُ لَهٗ یَسْجُدُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ  
 سَجَدُوْا لَکَ فَاِذَا رَءَوْا سَیْرًا مِّنْ سَیْرِ سَیِّدِهِمْ سَیِّدًا مِّمَّنْ یُّرْسٰی وَلِلّٰهِ  
 السُّجُوْدُ مِنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَصَلَّیْکُمْ بِالْغَدُوِّ وَالْاَحْیَیِّ  
 پھر اللہ اکبر لکھا ہوا ایک سجدہ کر کے فوراً سر اٹھا کر اللہ اکبر لکھا ہوا سیدھا بیٹھ کر یہ تمام  
 پڑھے اَوَّلَمْ نَمِیْزُ اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَوَّحُ بِحَمْدِہٖ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ  
 الشِّمَالِ سَجَدَ لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا  
 فِی الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِکَةِ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ پھر اللہ اکبر لکھا ہوا ایک  
 سجدہ کر کے فوراً سر اٹھا کر اللہ اکبر لکھا ہوا سیدھا بیٹھے اور یہ تمام پڑھے قُلْ  
 اٰمِنُوْهُمْ اَوْ لَا تُوْمِنُوْا الَّذِیْنَ اٰتَوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗمْ یَخْرُجُوْنَ  
 ذٰلَکَ سَجْدًا ۝ وَلَیْقُوْۤنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَیَخْرُجُوْنَ  
 ذٰلَکَ اِنْ یَبْکُوْنَ وَیَنْزِلُ عَلَیْہِمْ خَشُوْعًا ۝ پھر اللہ اکبر لکھا ہوا سجدہ کر کے اللہ اکبر  
 لکھا ہوا سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ  
 مِنْ ذَرِیَّۃٍ اَدَمَ مِّنْ حَمَلٰنَا مَعَ نُوْحٍ وَمِنْ ذَرِیَّۃِ اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْحٰقَ یٰسَیْ  
 وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سَجَدَ اَوْ بَکَّیَا ۝

اشداً کبر لکبر سجدہ میں جاے فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے اور یہ تمام پڑھے اللہ  
 اَنَّ اللہَ یَجْعَلُ لَہٗ مَنَ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَن فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ  
 وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقٌّ عَلَیْہِ الْعِدَابُ وَ  
 یَعْنِی اللہ فمائلہ من مکرہہ ان اللہ کيفعل ما یشاء اور اللہ اکبر لکبر سجدہ میں  
 جاے پھر فوراً سر اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ  
 سَجْدُوْا فَسَجَدُوْا کُلٌّ وَاَقَالُوْهُمُ التَّخٰجُلَ الَّذِیْ سَخَّلَ لِیْہِمْ اَنْ یَّسْجُدُوْا وَکَافَرُوْا  
 پھر اللہ اکبر کہتا ہوا شکر استقام دوبارہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جاے اب تین بار  
 سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر سر اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسری رکعت کی واسطے کھڑا ہوا  
 سورہ النجم کو دو الشالین تک پڑھ کر یہ آگے ساتھ ضم کرے سبحان اللہ الابل  
 الابل سبحان اللہ انواحد الاحد استقام پر ساتھ ادا ہوئے لفظ احد کے بطور  
 رکعت اولیٰ نظر سوے آسمان کرے پھر سر جھکا کر سبحان اللہ الفرد الصمد  
 سبحان اللہ دافع السماء بغیر مثل سبحان اللہ لبطالارض علیٰ مالہ سبحان  
 اللہ من خلق الخلق فاحطہم علیٰ سبحان اللہ قسم الرزق ولہدیس احد  
 پھر ساتھ ادا کرنے لفظ احد کے نظر سوے آسمان کر کے گردن جھکا کر یہ پڑھے وَ  
 قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ یُخْلِیْ وَلَہٗ لَکُنْ لَّہٗ شَرِکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَہٗ یُحْیِیْ  
 مِیْنَ الدَّیْلِ وَکَیْفَ تَکْفِرُوْنَ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں باکرتین بار سبحان ربی الاعلیٰ  
 کہے اور پھر حرکت سیدھا ہاتھین اللہ اکبر لکبر پڑھے ان اللہ رَضِیْعٌ لِّبَیْنِیْہِمْ قُلِیْ  
 لِّبَیْنِیْ فِی الْقُلُوْبِ پھر رکوع کی وقت جھکے میں یہ پڑھتا ہوا سجدہ میں جاے سبحان لکبر  
 وَاِذَا دَلَکَ الْجَمَلُ مِنْ کَثِیْرٍ طَلِبًا مَّا دَانَ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں سر رکوع میں بار

سبحان ربی الاعلیٰ بکبر اللہ اکبر کتنا ہوا دونوں ہاتھ ٹھنڈے نہ لگا کر اللہ اکبر لکھ کر دو بارہ  
 سجدہ میں جاسے تین بار سبحان ربی الاعلیٰ لکھا کر سیدھا بیٹھے بدستور رکعت اولیٰ  
 یہ تمام پڑھے و بعد نماز و قوما السجد و الشمس من دون اللہ و ذین اللہ  
 الشیطان انما لہ فضل ہد عن السبیل فہم لا یکتدون ؕ الا یسجد و لله الذی  
 یتخرج احب فی السموات والارض و لعل ما تحفون و ما تعلمون ؕ اللہ  
 الا ہد رب العرش العظیم ؕ پھر ان اکبر کتنا ہوا سجدہ میں جا کر فوراً سر اٹھا کر اللہ اکبر  
 لکھا ہوا سیدھا بیٹھ کر یہ تمام پڑھے قال لقد طلک بوال غمک الا یاجہ و ان  
 کثیر من الخلق لیغنی بعضہم علی بعض الا الذین امنوا و عملوا الصالحات و  
 قلیل ما ھو و ظن داؤد انما نسئہ فاستغفر ربہ و خر لکوا و اناب اللہ اکبر  
 کتنا ہوا سجدہ میں جا اور سجدہ سے فوراً اللہ اکبر لکھا ہوا سیدھا بیٹھ کر یہ تمام پڑھے  
 و من ابائہم الذیل والنہار و الشمس و القمر و لا تسجد للشمس و لا للقمر و السجد  
 للہ الذی خلقہن ان کنتن اباء تہد و ان ؕ فان استکبروا الذین ہند ربک  
 یسجدون لہ باللیل والنہار و ہم لا یسمون اللہ اکبر کتنا ہوا فوراً سر اٹھا کر سیدھا  
 بیٹھے یہ تمام پڑھے فاسجد و لله و احب و اللہ اکبر کتنا ہوا سجدہ کر کے فوراً سر اٹھا کر  
 سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے فاما لہم لا یؤمنون ؕ و ای قرع علیہم القرآن  
 لا یسجدون ؕ اللہ اکبر کتنا ہوا سجدہ میں جاسے فوراً اللہ اکبر لکھا ہوا سر اٹھا کر سیدھا  
 بیٹھے اور یہ تمام پڑھے فلینع نادیہ سنک الشراۃ کل لا لطفہ و اسجد  
 و اقرب ؕ پھر اللہ اکبر کتنا ہوا سجدہ میں جاسے اب تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے  
 سجدہ سے سر اٹھا کر دونوں ہاتھ ٹھنڈے نہ لگا کر سیدھا بیٹھے اللہ اکبر لکھا ہوا پھر

تین باب سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اٹھا کر کھتا ہوا سیدھا بیٹھے اور  
 یہ اتحیات تمام پڑھے مگر دونوں باتوں کی انگلیاں کشادہ ٹھٹھو نہ رہا کہے یہی بسم اللہ  
 کھڑے شروع کرے اتحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک یا ایہا الانبیاء  
 وحسبہ اللہ وبرکاتہ والسلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین واشتہد ان لا الہ  
 الا اللہ بروقت اس کہنے کے واسطے تصدیق شہادت کے انگشت شہادت کو خنجر  
 دست سے سیدھا کر کے شکل لا گول کر کے بعد خنجر کو اوجھادیت کی پھیلا کر ان تینوں  
 انگلیوں سے ملا کر ز انگشت کو اپنے مقام پر جیسا کہ چلے تھا جیسا کہ کشادہ انگلیوں کو  
 مراد یہ ہے کہ اس سے صاف لفظ اللہ ظاہر ہوتی ہے اور اس انگشت شہادت اور  
 ز انگشت کو لانے سے اصل مراد یہ ہے کہ بانچوان حرف اسم ذات کا ہا ہی ہو  
 اور تلفظ میں اس سے ہو ہوتا ہے اور اسی ہو کا جلوہ اور قیام اور قوت اور قدرت  
 اور علم باطن اور ظاہر اور اول اور آخر اور نمائش انکی شش جہت میں بس نسبی  
 دوسرا نہیں وہ علامہ دونوں انگشت کے ملائے سے اسے ہوز کی صورت معلوم ہوتی ہے  
 پھر بعد اسحاق انکی یہ پڑھے واشتہد ان محمد عبدہ ولسولہ واللہم صلی علی النبین  
 والصادقین والشفیع اے والصالحین اب اس ختم کے بعد دایہنی جانب کو منہ پیر کر  
 یہ ساتوں سلام پڑھے۔ سلام قولاً من ربی الرحیم سلام علی نوح فی العالمین سلام  
 علی ابراہیم سلام علی موسیٰ وهارون سلام علی الیاسین سلام علیک علیہ السلام  
 فادخلوہم الجنۃ سلام علی حق ساطع الفجر پھر اسی میں ضم کرے یہی ساتوں  
 علیکم رحمۃ اللہ علی صلا لک المقتربین یہ ہر فوراً سنہ کو بائیں جانب پیر کر اسطوریہ  
 ساتوں سلام ختم کرے پھر سیدھا سامنے کر کے دونوں ہاتھ کشادہ انگلیاں رکھ کر

سوئے آسمان بدرجہ اوسط بلند کر کے اور نظر اپنی سوئے آسمان رکھ کر دعا باواز  
 بلند پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الصّٰدِقِ هُوَ سَمِيعُ الْعَلِیْمِ الْکَرِیْمِ الْحَکِیْمِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ  
 السَّاجِدِیْنَ الْعَابِدِیْنَ الْبَاسِطِیْنَ الرَّغِیْبِیْنَ سَجَّانِ رَبِّیْ الْاَکْبَرِ سَجَّانِ رَبِّیْ الْعَظِیْمِ  
 سَجَّانِ رَبِّیْ الْاَعْلٰی اور اس دعا میں یہ ضم کر کے پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ  
 خَیْرِ الْخَلْقِ وَاَفْضَلِ الْبَشَرِ شَیْخِ الْاُمَمَةِ یَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی  
 مَحْمُوْدِهِ الْکَیِّ وَصَلِّ عَلٰی اَہْلِ الطَّاهِرِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَصَلِّ  
 عَلٰی اَکْلِ الْمَقْرُوْنِ وَصَلِّ عَلٰی النَّبِیِّیْنَ وَالصَّادِقِیْنَ وَالشَّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی  
 عَلٰی مُحَمَّدٍ بَارِکٌ وَسَلَامٌ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِ جب یہ سب تمام ہو چکا  
 ہا تو گواپنے سمیٹ لے نماز اول تا آخر پانچوں کاں کامل پوری پوری ہو گئی اب ضرور دعا  
 کہ پیش نماز عوب ہو خواہ عجم یا ہندی ویا اور کوئی ہو اپنے محاورہ زبان سے بالجامع  
 وزاری باواز نرم ہاتھ سوئے آسمان بلند کر کے کہے کہ اے اللہ تعالیٰ تو اپنے فضل  
 بظیفیل کل کائنات کہ جس میں لباس میں نور تیرا داخل ہے حاضرین جماعت کو کہ  
 جو ستاق مشاہدہ نور ذات پاک تیری کے ہیں بحیثیت خاص ذات اپنی کے تو سرفراز  
 تا آنکہ سات بار پوری بھی دعا طلب کرے اور سب مقتدی خیال پختہ سکرا آمین  
 آمین کہا کریں جب تک پیش نماز دعا طلبی موقوف نہ کرے اور جبکہ پیش نماز صلہ پر  
 کھڑا ہو کر سب مقتدیوں سے معاف کرے بعد اسکے سب جماعت والے خاموش  
 رخصت ہوں اپنے اپنے جگہ قیام پر پہنچ کر اپنے اپنے بستر و نیر تصور شاہدہ کو  
 بہ تصدیق قلب اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جمال پاک سے مجھ بندہ ناچیز کو  
 ضرور سرفراز کر لیا اور دل سے یہ یقین کرے کہ اب میں سویا اور شاہدہ سر سرفراز ہوا

اور دوسری شکل یہ ہے کہ سمت شمال کے اور یا اولیٰ طرف جنوب اور منہ طرف کعبہ کے  
 بشکل بیت سویا کر ڈکڑا ہٹے ہاتھ کی انگلیاں ملا کے بچہ کو زیر رخ داہنے کے رکھ کر سو  
 اور مدام ہی معمول رکھے اگر سوئین دوسری کر وٹ بل جائے مضائقہ نہیں ہے  
 اور زینج بائیں کے ہاتھ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور خطرات کا خیال نہ کرے اور ضرور  
 کہ پڑھنے والا اس نماز کو تین سو ساٹھ روز عطا و مست کرے یا کہ ہفتہ میں تین بار یا دو بار  
 یا ایک بار کہ ذکر اگے آئی والا ہے الغرض ہر شعبہ کو بہتر راسی نیت سے سو و وقت اعتنا  
 کرے کہ جمع اللہ تعالیٰ اپنے شاہدہ سے محروم نہ رکھیں جبکہ صبح کو بیدار ہو نماز جمع حسب  
 عادت قیہ ادا کرے اور جس درو کا اس کو شوق ہو جب سے یہ نماز شروع کرے اسے  
 ترک نہ کرے کسواسطیکہ ایک دل دو گہ نہیں ٹھہر سکتا اور پڑھنے والا اور سنے والا  
 اس نماز کا گریان مرشد نے اس طریقہ جو درگشت فکر تعلیم کیا ہوا سکوضور کیا کرے اور  
 اگر اس نماز کا پڑھنے والا صاحب اہل بیغنے زوجہ رکھتا ہو تو اسکی حق تنفی نہ کرے کہ  
 کہ ترک سنت ہو کہ وہ ہوتا ہے ہر رات کو پہلے اسی ترکیب سے سوے جب بعد ایک نیمہ  
 بیدار ہو اسوقت وہ پاس اپنی بی بی کی جائے مضائقہ نہیں ہے اگر اسوقت فی الفور غسل  
 کرے اگر پابند نماز جمع کا ہی تو فرض کو بھی ادا کر لے کہ حق شریعت ہے ایسے اوقات کی پابندی  
 اور سعی سے طریقت اور شریعت کے دروازے فرض اور سبب کو کھل سکتے ہیں بہت  
 اور جراث انسان کے شوق اور استقلال کو ہمیشہ مردودیتہ رہتی ہے اور واضح ہو کہ  
 کسی مذہب غیر سے بھی علیحدہ ہو کر تازہ اسلام قبول کیا ہو اور وہ شوق اسرار الہیہ کا رکھتا  
 ہو کہ حاصل کرے بیشک تین سو ساٹھ نماز کے بعد وہ فیضیاب ہوگا لیکن جو شخص کہ دل  
 اور ولد احرام ہوگا ہرگز وہ فیضیاب نہ ہوگا اگرچہ والدین بھی اسکے اہل اسلام سے ہوں اور



وہ محروم رہیگا اور ہر شخص کو بعد ہونے پر سوائے نماز کے حال اصلی اپنے نطفہ پر ہی  
 معلوم ہو جائیگا کہ نقصان نطفہ پر رکا ہوا یا نہیں بے اظہار اس کے دوسرے کسی کو  
 معلوم نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ستار العیوب ہے اور پوشیدہ رہے کہ یہ وہ نماز عاشقوں کی ہے  
 کہ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت جس سے سب پیدا ہوا اور یہ نماز فقط اور  
 وہ مطلوب کے ہر سیر اس کی مقام ہو گا بے لذت اس کی اہل تصوف کو نصیب ہوتی ہے  
 کہ جس کے واسطے ملت عاشقوں کا ہفت تیرنگہ یار کا ہر ایک کو مقامات اور ملاقات اور  
 تفرقات کو فی سے علاقہ ہے اور استدرج اور کشف و کرامات اور مراقبہ اور ظہر  
 اور شعبہ اور جہت اور فتر اور بتزلزل و نجوم و علم کثیر و جبر و شانہ بینی و مشین گئی  
 و تخییر خلائی و ملائک و جنات اور بحر و قمر طوی اور سفلی اور ابویاں  
 و کشف الوجود کہ جس کو سرودہ کہتے ہیں و محاضرات و غیرہ اور جو اسم قسم کی چیزیں  
 ہیں سب واسطے دنیا پیدا کونگی ہر مان البتہ لطیفہ ستہ اور مجاہدہ اور مراقبہ  
 وجودیہ اور محاربہ اور محاسبہ اور مواظبہ اور دوسرے مقامات و مقالات بتدریج  
 دل کے قائم اور اوقات درست ہونیکے واسطے حسب ضرورت مقرر ہیں  
 مگر طالب اسی کی مداولت اور شوقین گرفتار ہو کر نہ رہ جائے کہ مقامات کو فی  
 التیات کو ہیں وہ دوسری بات ہے کہ جس سے طالب بہرہ مند ہو کر اپنے مقصد کو  
 پا جاتا ہے اور ناظرین حال زمانہ خوب غور فرما کر انصاف کریں کہ یہ جو جمع پیشوایان  
 اہل طریقت کے ارشادات اور خیالات سے زمانہ کو بگڑتی ہے کہ اصل حق ہونا  
 طالب کو اپنی ہستی سے گزرنے پر ہے تو مقدم ہے اس صورت میں پہلے اپنی ہستی طالب کو  
 مٹانا ہے پھر عشق صادق کی رہبری سے دوسری بات پائی نہیں جاتی پہلے اس میں

موت آئے کئے گئے تاہم جب عاشق بنتا ہے اور حیات جاوید ہوتی ہے ایسے بہا  
 عاشق اللہ کے دنیا میں کم مین اب اس زمانہ میں بعض شیخ فقط ذکر و شغل پر اکتفا  
 کرتے ہیں اور بعض جو حکمت اور منطق میں بہرہ رکھتے ہیں مثل فلسفی کے گفتگو و مباحثہ  
 کرتے خرید کی طبیعت کو ابتدا و رجوع اپنی کر کے ضرب کر دیتے ہیں ایسوی ذائقہ  
 خود رنگی کے آثار طلق پائے نہیں جاتے کہ آپ خودی سے گذر کر خدا کی پائے کے  
 واسطے اشارات و نکات ترک تعلقات ماسوائے اللہ کو خواب و خیال میں انکار نہیں  
 شاید کہ انہوں نے بطور افسانہ کسی سے سکر سیکھ لیا ہو یا کہ مطالعہ کتب ملکہ بہم  
 پہنچایا ہو کہ جس سبب سے تیز زبانی حاصل ہے درحقیقت کہ انہی تعلیم پانا طالب کو  
 بہت و شواہد ہر شیخ اس سے مجبور ہو اب یہ طریقہ زمانہ سے حکم قلت کار رکھتا ہے  
 ہاں جو کوئی کہ اس مذاق کو جانتا ہو وہ عذرا لے بہرہ بذات خود حیرت میں رہتا ہو اسکو  
 دوسرے کے تعلیم کی فرصت نہیں پھر یہ راہ کس طور افشا ہوا اور ہر مولوی شریعت کا  
 درہ ہاتھ میں لیے موجود ہو اور ہر منطقی مناظرہ پر آمادہ اور ہر شائع کو ذکر و شغل سو سو  
 طرحے بر زبان مگر عمل ایک پر نہیں الغرض تینوں فریق اپنی اپنی چرب زبانی اور  
 شانی سے مسائل و حیدر بیلا قہ ایک دوسرے کے بیان کرتے ہیں قال زبان تیز تر مگر آکا  
 ہنبر ہزار و نین ایک کا بھی تیا نہیں عاشق کی سدا سے ہو کی سدا نہیں اگر عاشق کو  
 ہر کی اواز ان تینوں فرقوں کا نہیں بڑی تو دوسری دہی بیدار میں سو نوا یکی  
 طرح چونک پڑتے ہیں انکے دل دھڑکنے لگتے ہیں دُورے سہمی جاتے ہیں واہ کب  
 نشان فی زمانہ ان حضرات کی ہو بمصداق اس شعر کہ بڑے بے نہ کیوں کمال ہوا  
 کہ جب حسیط نہ دس ناقصوں نے ایک کو حضرت بنا دیا نہ اور موا صاحب اور شیخ

جب کہ تراکٹھا جریہ ناسدانی سنبھالے ہوئے اور معتقدان کج فہم انکو جابر طر سے گھرے  
 بیٹھے میں ایک مدرسہ یا مجلس جمائے ہیں انہیں کوئی اپنے جد کی تعریف کر کے جعفری  
 کریم اور کوئی علم کی تعریف کر کے خواہاں عزت ہی فقط اس غرض سے کہ اب ہر معتقدین  
 کچھ زریا پارچہ ویانہ دیاتو جنیس و در نہ جو تالنگی ماتھ اجا بیگا تا انکہ ایک وقت کی دعوت  
 طعام پر اکٹھا کرتے ہیں مختصر یہ کہ وہ بیچارے بیٹ کر مارے کیا کریں اپنی زندگی کے دن  
 اسطرح پورے کرتے ہیں پرورش اہل و عیال تو دنیا دار پر فرض ہے اللہ تعالیٰ ان کو  
 رزق ایسے جلد سے پہونچاتا ہے کہ شیوخ کا اعتبار جاتا ہو کہ ایسے شیخ بجز قال رسی کے  
 کچھ نہیں جانتے اور تعلیم عمل کی ہرگز تاثیر پذیر نہیں ہے مصداق اس میت کے

|              |      |                         |
|--------------|------|-------------------------|
| مرشد اندامیل | سکار | خفتہ راختہ کے کند بیدار |
|--------------|------|-------------------------|

|                                       |  |
|---------------------------------------|--|
| سمجھو کہ عاشقوں کا یہ جاوہ ہے بقولیکہ |  |
|---------------------------------------|--|

|                           |                             |
|---------------------------|-----------------------------|
| کر حصول بنجودی کی فکر کچھ | ہر عودی جب تک خدا ملتا نہیں |
|---------------------------|-----------------------------|

|                          |  |
|--------------------------|--|
| اور سچ کی ہر کینے یہ بیت |  |
|--------------------------|--|

|                            |                                |
|----------------------------|--------------------------------|
| جس گھر میں عشق کی بنیاد ہو | اگر خانہ خدا ہو کبھی آباد ہووے |
|----------------------------|--------------------------------|

اور اس کمرن نے جو حقیقت واقعی تھی وہ لکھا ہے کہ اہل مرہ خواہ کوئی خوش ہو  
 یا ناخوش اور فی المثل اسکا یہ صلہ کلام ہے ہر سچی بات حق اللہ کہیں سبکے دل سے اترے  
 رہیں اور یاد رکھو کہ عاشق اللہ کو کہ وہ حق پسندین فرض اور سنت اور نفل و واجب  
 و مستحب انکو سب برابر میں کسو اسطے کہ عاشق کا فرض شوق ہے وہ ہر وقت اسی تھوڑے  
 محو رہتا ہے یہ رفر دل عاشق سے پوچھو دوسرے کسی افسانہ گو کو کیا معلوم سنبھالے اور  
 حتیٰ الوسع طالب طریقت اولیہ کا یہ غار شاہدہ جماعت سے پڑھے ترک نمکے اور

طبیعت پر سہل انکاری کو دخل نہ دے کہ سہل انکاری بھی ایسے موقع مقامات  
عبادت میں دوسرے شیطانی سے ہے اور اگر کسی وجہ خاص سے ایک روز ترک بھی ہو جائے  
تو پھر اسکے دوسرے روز بتوقع قبولیت خداوند تعالیٰ ضرور پڑھے اور یہ سب ترک  
ہونے ایک روز کسی سبب سے بے اسید ہو کر قطعاً ہرگز نہ چھوڑے کیونکہ یہ نماز فرض ہے  
میں ہے اسکو بھی مرشدوں نے یوں سہل راستہ نکالا ہے کہ ہفتہ میں چھ روز ناغہ کا یہ  
قرینہ ہے کہ اگر مرشد یا خلیفہ یا تیسرے کوئی اس طریقت کا موجود ہو اور یہ نماز ہر شب نہ پڑھا  
تو ہر ہفتہ میں تین شب یعنی شب یکشنبہ شب دو شنبہ شب جمعہ در نہ دو بار شب یکشنبہ  
شب دو شنبہ در نہ ایک بار شب یکشنبہ مقدم رکھے اور وضع ہو کہ ہفتہ میں انھیں تین شبوں کی  
فصلیت اور منزلت ہے اس طرح سے کہ اہل شب یکشنبہ دن پہلا ہے اور شب دو شنبہ دن  
سینا و ختم المرسلین کا ہے شب جمعہ کہ یوم العید عجلہ یومین کا ہے اور مرید راسخ الاعتقاد جو  
مشتاق مشاہدہ ہواقتہ امر شد یا خلیفہ کی لازم ہے کیونکہ وہ قاری اور یہ سماع ہوا  
اگر کوئی دوسرا اسطریقہ والا موجود نہ تو شائق تنافذ بھی بشرط یاد نماز ساتھ تمامہ ترکیب  
پرہیز سکتا ہے ہر صورت میں اللہ جل شانہ تین سو ساتھ شب کی نماز کی برکت و مشاہدہ  
جمال خاص سے طالب کو فردا فردا سر فرار فرما دیگا گزناغہ یوم پورے ہونا ضرور ہے  
اور تین سو ساتھ نیکی قید کیوجہ یہ ہے کہ زمین و آسمان کی تقسیم تین سو ساتھ درجہ پر ہے  
اور ہر درجہ کے ساتھ ایک ایک درجہ ملتا ہے اس واسطے یہ تعداد مقرر ہے کہ کوئی درجہ سے  
نماز خالی نہ ہو کہ واسطیکہ نہیں معلوم کہ کس درجہ کی نماز کس شب کو قبول ہو اسکا خداوند تعالیٰ  
سالم ہے اس سبب سے تاکید سب درجہ کی ہے تاکہ شقت شائق کی راگدان نہ واس  
نہال سے جو در نہ ناغہ ہوا اسکی خانہ پری ہو جائے کہ شائد وہی درجہ قبولیت کا ہو

اور ہفتہ میں ایک شب نماز پڑھنے والی کو بہت زمانہ درکار ہو اور وہ شب کی پڑھنے والی کو اس کو کم اور تین شب کی پڑھنے والی کو اس سے کم اور پھر درزہ کی پڑھنے والی کو نہایت قریب اور سہل ہو ایک سال میں پورے زمانہ درجات کا طے ہوگا اور طالب اپنے مطلب کو جلد پہنچے گا اور درمیان میں سو سناٹا شب کی نماز کی جب طالب ایک بار شاہدہ سے سرفراز ہوا تو بعد اسکے گاہ گاہ بسبب قبولیت عادت شاہدہ کی ہو جائیگی مگر لازم ہے کہ تین سو سناٹے شب کے بعد بھی اس نماز کو دم پڑھا کرے جب وہ قبولیت قائم رہیگی اور عادت کچھ نہ بے کیگی مصداق اس کی جیسے جسکی محنت لیا ہوگی اسکی اجرت تصور کرنا چاہیے اور عادت اختیار رکھی ہوگی شائق کو روز ترقی ہوگی یہاں تک کہ دن رات سوتے جاگتے چلتے پھرتے تنہا اندھیرے آجالے میں غم و خوشی میں ہر وقت چمک برق سے زیادہ سامنے داہنی بائیں جانب پشت اور آغوش اور تخت کی خود بخود بے ارادہ معلوم ہو اگر گئی اور ہر بار اسکی ویدہ رہی ہوگا ہو اگر کچھ بعد چند روز کے دیکھتے دیکھتے شائق کی نظر قائم ہو جائیگی اس وقت یقین کا مرتبہ ہوگا پھر اسطرح وہ روشنی بڑھتے بڑھتے شائق کو گمراہ کر لے گی شش جہت میں وہی درخشندگی معلوم ہوگی اور شائق کی ذات کو یوں ترقی ہوگا پہلا درجہ جسطرح کبوتر ہوا میں دوسرا درجہ جیسا کہ مچھلے بان میں تیسرا درجہ جیسا کہ گنگ بان میں پس کار غالب تمام کو پہنچا اور اس تہلی کے دیکھنے سے آنکھوں کو ہمارا کانور کیفیت دل کو مزا انتہا کو قرار دے پائوں تک سر شاہدہ جیسا کہ کبوتر سفید کسی رنگ کا ڈوب پاکر دوسرا رنگ پیدا کرے اور اصل حال اسکا بیان نہیں ہو سکتا تاؤنگی اسی شاہدہ کبر میں روح علوی شائق کے عدم میں جا مٹی ہو وہاں عالم محبت

ابدالہ محفوظ رہتا ہے ایسا کام وصل نہیں ضروری کہ ہر شائق نماز ایک جز کا غیر  
 حساب نماز کا جز ناغہ ہوئی ہوں لکھتا رہی اور اگر خواندہ نہ تو دوسرے لکھتا تھا رہی  
 تاکہ تعداد شوق کی کم نہ ہو پوری پوری تمام کرے اور لازم ہے کہ صاحب شہادہ بھی کچھ حال  
 شاہدہ کا کسی دوسرے تاکہ مرشد بھی بیان کرے ورنہ روزیائے شاہدہ فوت  
 ہو جائیگا پھر کبھی نہوگا مرشدان سلف فی واسطے اظہار اسرار الہیہ کے ہمیشہ ممانعت  
 کی ہے اور اب بھی ممانعت قطعی ہے ہاں مرشد بھی نہوگا شاہدہ کا تو البتہ بیان کر سکتا  
 کہ مرشد بھل چکے کو اسکی تباوے اور سنبھالے کہ تا مرید درست ہو جاوے اور  
 چاہیکہ یہ نماز آواز بلند سے پڑھی جاوے کہ مقتدیوں کو بخوبی الفاظ تکبیر سے تا آخر سلام  
 نماز تمیز ہو اور قاری نماز میں جلدی کرے اور مقتدی منفرد منفرد پیش و پس اگر شریک  
 ہوں اولاً سب جمع ہو جائیں ایک بار کھڑے ہوں اسباب کی تاکید رہی قبل نماز ہمیشہ استہجام  
 اسکا لازم ہے اگر پیش نماز کسی مقام پر قرات میں سہویا غلطی کرے تو جائز ہے کہ ہر کوئی مقتدی  
 جو قابل ہو وہ تہمت دیکتا ہے کہ قاری اسکو سنگرا عادیہ کرے تاکہ نماز ناقص نہو اور عورت  
 بھی جو مرد اور شائق شاہدہ ہو مرد کی جماعت میں سب مقتدیوں کی عقب کھڑی ہو کہ  
 یا میٹھ کر پڑھ سکتی ہے اور اگر قابل ہو تو اپنی مکان میں تنہا بھی پڑھ سکتی ہے مگر امامت نہیں  
 کر سکتی الا قطار اول میں سب کی برابر کھڑی ہو کر آواز بلند پڑھ سکتی ہے کہ دوسری عورت  
 جو شائق اور مرید طہیقت ہوں اسکی قرأت پر اس نماز کو ادا کر سکتی ہے مگر قطار سے  
 کوئی عورت بطور پیش امام کے کھڑی نہیں ہو سکتی کہ اطلاق امامت کا نسبت عورتوں کو  
 نہیں ہے اور جو عاشق اللہ ہیں انکی کمالات کما شک خیر کر و ان کر و ان کہ عمر کافی نہیں  
 ہوتی اور وہ اذکار تمام رہتی ہیں اور یہ علماء و خواہر خالی بیخ وقت کی نازیبا ہر جگہ

دعویٰ کرتے ہیں کہ طحاوارث الاتباء میں محض غلط بیان وہ کہ جو علم باطن سے  
 ماہر اور عامل اسکے ہیں لاشک دعویٰ انکا درست ہے اور نہ جو عاری از بیان  
 حقیقت اور گم گشتہ منزل معرفت اور سدا بطلانیت وہ مسافر بہ توشہ و توفیق  
 وارث الاتباء کو علم سیدہ مقدم ہے نقل عالم گمار ایک مولوی صاحب فریب  
 زور و مال جمع کیا تھا اور سامان ظاہری کی انگوار ایش محفوظ خاطر رہتی تھی چنانچہ  
 انھوں نے ایک زرگر سے اپنے گھوڑے واسطے زین و نقریٰ بنوایا مگر اسکی تیار میں  
 توقف ہوا مولوی صاحب زرگر سے روزگفا خاکرتے وہ وعدہ کیا کرتا مگر زیور کا  
 حاضر نہ لاتا اور مولوی صاحب کا معمول یہ تھا کہ جامع مسجد میں باجماعت کثیر نماز  
 جمعا ادا کرتے ایک روز کہ وہ جمعہ تھا مولوی صاحب عرض پر وضو کر رہے تھے کہ ایک  
 فقیر زیند مولوی صاحب کی پاس آیا کہ مولوی صاحب حسب تو میں اسوقت کچھ لٹہ دلو  
 جواب دیا کہ نماز کو بعد یہ شکر فقیر نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتا مولوی صاحب فرمایا  
 کہ ہم نمازی کو لٹہ نہیں دیتے یہ جواب شکر فقیر نے کہا کہ آپ بے نمازی سے  
 استدعا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ تو نماز گزار اور بے نمازی اپنے دوست دشمن  
 سب کو رزق دیتا ہے سمجھتا رہے خداوند تعالیٰ کے خلاف ہی اچھا اب میں بھلا  
 کہنے سے نماز پڑھتا ہوں یہ جواب دیکر فقیر نے بھی وضو کیا مولوی صاحب پیش امام  
 ہوئے فقیر بھی جماعت میں شریک بعد تکبیر تا ختم ایک رکعت کے شریک رہا  
 جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو مولوی صاحب فرامین خیال کیا کہ نماز پڑھ  
 تمام ہو جائے تو زرگر کو بلا کر شدت سے تقاضا زیور کا کروں کہ اب تک وعدہ نہ کیا  
 کی کیون نہیں لایا الحمد بس فقیر کو انکے ارادہ قلبی سے جو خبر ہوئی فوراً جماعت

علیحدہ ہو کر انک جا بیٹھا اور روزنامہ شروع کیا الغرض جب مولوی صاحب نماز پڑھ چکے  
 فقیر پر غصہ فرمایا کہ تو کیوں جماعت سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا اور طرفہ یہ کہ پھر روتا کیوں ہے  
 فقیر نے جواب دیا کہ آپ نے رکعت اول کو خلوص قلب سے ادا کیا دوسری رکعت میں  
 تنہا ارادہ کیا کہ نماز جلدی تمام ہو جائے تو زکر کو بلا کر واسطے زیور گھوڑ کے تمدید اور تمام  
 گردن تو انصاف فرماؤ کہ اسوقت نیت تمھاری خدا کی طرف سے برگشتہ ہوئی اور خلوص  
 تسبیح جاگ گیا تو دوسری رکعت خدا کی ادا ہوئی بلکہ گھوڑ کے زیور کی نماز ہوئی اور  
 میرے پاس گھوڑا کمان پر جو میں عین نماز میں ایسے نیت کو جواز رکھتا تمھاری تقلید  
 مجھ کو علیحدہ ہونا ضرور ہوا اور ایسے نماز عوض ایک جو کہ قبول نہ ہوئی کیا آپ اسے  
 بے اندیشہ روزانہ نماز میں جو بڑا کر تکلیف کیا کرتے ہیں میں ایسے ریا کو پسند نہیں  
 کرتا اور رویا میں اس بات پر کہ میری ایک رکعت نماز تنہا ضائع کر دی آپ ہر روز  
 یومین جماعت والوں کی نماز کو ضائع کیا کرتے ہونگے انھوں نے کہ آپ خلق اللہ کو دکھانیکے  
 واسطے نماز پڑھتے ہیں اور خدا سے اپنے جیہا نہیں کرتے چنانچہ باتیں فقیر کی سکر موہی  
 از سر تا پا عرق میں ڈوب گئے اور نہایت درجہ نادام ہوئے اور جب پیراہن سے  
 ذریعہ نکال کر اس فقیر کو دینے کیواسطے ہاتھ بڑھایا اسکو فقیر نے قبول نہ کیا اور یہ کہہا کہ  
 میں بے نماز کا رخصت کے چور سے نہیں لیتا کہ ایسا فقیر کو حرام طلاق ہی پس یہ کہہ کر وہ  
 وہ فقیر وہاں سے غائب ہو گیا کہتے نہ کیا کہ فقیر کس طرح فلو گیا جو کہ مولوی صاحب کا ظرف چھٹا  
 اسی روز مولوی صاحب نے سب دمال اپنا راہ چھین لیا دیا اور توبہ کر کے گوشہ نشین  
 ہو گئے اور مولوی صاحب کو یہ انتظار ہوا کہ کوئی شخص ایسا ملے کہ میں اس سے صحبت  
 کروں اسد سے روزانہ مولوی صاحب نماز بظانہ کو شروع و ختم سے خدا کو حاضر و ناظر



ادا کرتے مولوی صاحب کو گوشہ گزین ہوئے ساتھ میں روز تھکا وہی فقیر ایک رسیہ  
 قیمتی پر کہ طلانی زیور اسکو بچایا اور سوار مولوی صاحب کے پاس آئے اور روئے صاحب  
 دل تو بوجہ حجت ہو چکا تھا بعد سلام علیک اس فقیر کے قدم پر جا کر سے اور خوشگاری  
 سبیت کی کی فقیر صاحب نے مولوی صاحب کو اس وقت غسل کروا کر مرید کو لیا اور یہ کہا کہ  
 آنکھوں کو بند کرو اور کانوں کو میرے منہ کے پاس لاؤ لی الفور مولوی صاحب نے چشم بند  
 کانوں کو نزدیک فقیر صاحب کے کیا فقیر صاحب نے انکے کان میں کچھ ایسا کہا کہ مرد  
 بیہوش ہو کر سر بسجود ہو گئے اور وہاں سے فقیر صاحب غائب ہو گئے اور وہ گھوڑا کہ جب  
 فقیر صاحب سوار آئے تھے وہ دھین کھڑا رہا تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی صاحب تھیں  
 آئے فقیر کو تلاش کیا بنایا چار ناچار گھوڑے کو مع زیور پاس رکھنا پڑا تو جاے غور ہو  
 کہ مولوی صاحب کو ایمان کامل باطنی بھی ملا اور گھوڑا مع زیور ملا سمجھو کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہو  
 تو یوں ہدایت کر کے سرفراز دیتا ہی تو یہ خیال کرو کہ جسکو اللہ تعالیٰ ملا اسکو سب کچھ ملتا ہے  
 ظاہری اور متاع ظاہری کسی کام نہیں آتے جب عاشق مطلوب ہوئے تو بظاہر مرد  
 اور باطن میں ہمیشہ زمرہ اور تو نگریہ اور خلق اللہ کے نزدیک فیل خدائے روبرو وہی  
 سر ملزمین۔ طلب طالب شائق کو لازم ہے کہ ہمیشہ شیطان پر لا حول پڑھا کرے اور  
 تعلقات دنیا کو حتی الامکان قطع کرے اور ہر قسم کے حرام سے حذر کرے اور مرد  
 طہارت کا خیال رکھے کہ اس سے قلب شائق صاف اور پاک رہتا ہو اور قوی ہوتا  
 جاتا ہے اسوقت مطلوب مطلوب کی رغبت طوف طالب کی ہوگی اس طول کو کہ ان تک  
 لکھوں مختصر کیا۔ اور سلسلہ بیعت خانوادہ عالیہ قدسیہ خواجہ اولیس قرین کا اس چیز  
 فقیر کو اسطرح سے پہنچا ہے کہ مجھے مولانا سپہ نظام الدین احمد شاہ سے اور انکو حضرت

سید قطب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ بخاوی سے اور انکو حسین الحق والدین رحمۃ اللہ  
 علیہ ہرقندی سے اور انکو سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نجفی سے اور انکو نور الحق والدین  
 رحمۃ اللہ علیہ سقنی سے اور انکو فضل الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ شہیدی سے اور  
 انکو سید بر الدین رحمۃ اللہ علیہ شیرازی سے اور انکو سید ظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ  
 تبریزی سے اور انکو سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ شوستری سے اور انکو سید نصیر الدین  
 رحمۃ اللہ علیہ تبریزی سے اور انکو سید رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ مازندرانی سے اور  
 انکو سید شفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہرقندی سے اور انکو سید رفیع الدین رحمۃ اللہ  
 علیہ طوسی سے اور انکو سید کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ گردیزی سے اور انکو سید  
 صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ مغربی سے اور انکو ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سقنی سے اور  
 انکو شاہ عظیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ملکانی سے اور انکو شیخ ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری  
 سے اور انکو محمود حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کوئی سے اور انکو شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ  
 بخاری سے اور انکو حضرت قدرت اللہ رحمۃ اللہ علیہ غنی سے اور انکو شاہ شیخ اللہ  
 رحمۃ اللہ علیہ خراسانی سے اور انکو حضرت غلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہراتی سے اور انکو  
 حضرت حب اللہ رحمۃ اللہ علیہ مازندرانی سے اور انکو انوار اللہ کئی رضی اللہ عنہ  
 سے اور انکو حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہری سے اور انکو حضرت خواجہ اوس قرنی  
 باریک گاہ رسول شہید صفین قطب عالم رضی اللہ عنہ سے اور انکو علی مرتضیٰ حیدر کرار  
 منظر العجائب کرم اللہ وجہہ سے اور انکو جناب محمد مصطفیٰ مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم  
 سرور عالمیان سے اور انکو حضرت حیرل علیہ السلام سے اور انکو حضرت العزیز  
 خلاق عالمیان سے ملائے حضرت بلیغ الدین ذمہ شاہ دارا ولیاے اکبر رحمۃ اللہ علیہ

اور یہی اسم مبارک حضرت کاشغور ہے اور مجمع مطالعہ کتب سے یہ واضح ہوا کہ عمر  
ایکڑار ایک سو سال کی تا وقت تدفین آرامگاہ فناہری اندراہض کے ہوئی اور مطالعہ  
ثمرات القاسم کہ مصنف اسکالہل بیگمختی سلطان مراد فرزند اوسط جلال الدین محمد  
اکبر بادشاہ دہلی سے ہر اربعین رکھتا ہے کہ یہ بزرگ عرفائے دیار ہند سے بڑے عالیقدر اور  
اور صاحب کتب خانہ ہرید دنادیت فائزہ اور مقامات علیہ و کمالات جلیہ و مواہب  
جزلیہ و احوالات سنیہ رکھتے تھے اور حضرت نے فرمایا یہ کہیں نہ حضرت جیسی  
علیٰ نبینا علیہ السلوٰت والسلام کے بین بیچ دنیا کے تھا اور جبکہ غیبی اور چوتھے آسمان  
مقرر ہوئے بیٹھے گئے اور میں بھی دکان گیا لیچہ چوتھے آسمان گیا اور اُن سے وہاں  
لاقات کی مین نے انھوں نے ساتھ ترتیب کر میرے سر کوسح کیا اور خنکی اور  
خوشوقی مجھ کو والد کی اور مجھے یہ کہ کہ بشارت ہو جو تہا رے تین تمام میرے بیچ عالم  
شہادت کو زندہ اور قائم رہو گے اور تم اور جملہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جوت  
اُنکا پاؤں کے بیچ اُنکی کو دور کے جانا کہ اب جو کچھ باقی باؤں کے اُنکے قدم سے پاؤں کے اور  
ساتھ لپیو جہ کے روئے خدمت و ارادت کا اُنکی طرف سے نہ پھیرنا اور سر پٹہ سے اُنکو  
تحت پہنچانا جو خلاصہ عبد مناف صلی اللہ علیہ وسلم بیچ زمین کو متولد ہونگے انواع  
سرت و ہجت کروں گا مین اور طرف اُنکے شتابی جانا تم اور سار کیا و سلام میرا اُنکو  
پہنچا کر اُن سے فیض حاصل کرنا چنانچہ موافق ارشاد اُنکی عمل کیا بیٹھنا اور حاضر تھامین ہا پر  
محمد رسول اللہ کو جب وقت نزول کیا اس آیت کریمہ نے الیوم اکملت لکم دینکم  
واقممت علیکم لغتہ اور جو کچھ اقوال و افعال و اعمال و احوال اُن سرور عالم  
تھا دیکھا مینے اور سنا مینے اور در پر صدیق اور متحقق اُنکی صادق تھامین اور جو

کہ وہ حضرت نے اس سراسرے فانی سے عالم جاووا لے انتقال فرمایا چند سال  
دوسرے میں پہنچ حقیقت آباد کہ و شریعت اس میں متکون تھا اور بعد اُس کے کہ  
سلطان محمود غازی پہنچ دیا ہند کے در آیا میں بھی ساتھ اُس کے لفتح فتح وغیرہ  
کہ معظم بلاد کفار سے تھے اس طرف توجہ کیا اور یہ فرمایا کہ ہر آسمان پر ایک ایک نام  
سیرا ہے اس تفصیل سے کہ آسمان اول برزین اللہ کہتے ہیں۔ اور آسمان دوم  
برنج اللہ۔ اور تیسرے آسمان پر فتح اللہ۔ اور چوتھے آسمان پر مجمع اللہ اور پانچویں آسمان  
عجۃ اللہ اور چھٹے آسمان پر رب اللہ۔ اور ساتویں آسمان پر ربیع اللہ کہتے ہیں۔ اور بیان  
اب آٹھویں صدی ہجرت میں نام میرا مدار ہوا اور مدار قطب کے کہتے ہیں اور عرض تھا  
وہ تجھ کو نبل سفید ستا اپنا فرمایا ہو اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ عالم کامل قاضی شہاب  
الدین عمر دولت آبادی ثم البخوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خدمت سے چند سوال  
معرفت اپنے تلامذہ مسند شیخ جراح کے بھیجے کہ اُس کے جوابات لیکر واپس آجائے وہ  
سوال یہ ہیں کہ سنا ہے تم دائم برقع اپنے منہ پر رکھتے ہو دوسرے یہ کہ خلق نکو سچ  
کرتی ہو اور تم مانتے نہیں کرتے اور تیسرے تم شہرین مدت ساقاقت رکھتے ہو اور  
نار نہیں پڑھتے اور چوتھے فتح باب عنایت کا مخصوص طاہر ہو اور چھ شہاب کی  
منہ نہیں پھرتے اور سب طاہر ایک اکابر سادات شہر جوینور اور عارض اور محامد  
قاضی کا ہو اور پانچویں وہ کہ معنی العلماء در ثلہ الانبیا جیسا کہ پہنچ جاتے ہیں ہم وہ  
شاگرد خدمتین تمھاری پہنچتا ہو اور ان سوالوں کا جواب چاہتا ہے۔ جواب یہ ہیں کہ  
جواب سوال اول اور دوسرے لکھا یہ کہ اگر میں برقع اور منہ کے نہ ڈالوں خلق زیادہ  
اس سے گمراہ ہوں اگر تعین تجھ کو نہیں ہو دیکھ یہ کہا اور برقع منہ سے اپنے اٹھایا

اس شیخ چرخ فی اُسیوقت سجدہ کیا اور پھر چھوڑا اور یہ فرمایا کہ جواب سوال تیسرا یہ کہ تم غرورِ فقیہ ہو اور مسئلہ شرعی کو بہتر میرے جانتے ہو تم اگر کوئی شخص کسی شہر میں نیت سکونت کی نکرے تو نماز قضا کر سکتا ہو اور میں نیت تمہارے شہر کر نہیں سکتا ہوں اور جواب چوتھے سوال کا یہ ہے کہ گوشہ پکڑنیوالے خائفانہ عدم کے وہ مرد ہیں کہ ہر کیفیت فیہم روحی کے سوار ہیں اور تمام قربت قریب میں اور حدوث افش اپنے سے دور ہیں اور ساتھ ایک دور کے دو عالم سے باہر آتے ہیں اور محراب الوہیت میں سیر کرتے ہیں اور عالم لامکان لا محدود اور لامتناہی میں جولان کرتے ہیں اور منزل میں الیس عند اللہ صباح و لاساء کے مقام رکھتے ہیں اور ساتھ عالم بیجو اللہ مایشاء محدود و محدود میں بے نشان تمام خلایق سے حق تعالیٰ السبب غیرت ان مرد کی نظر سے بر خلاف لوگوں کے محفوظ اور پوشیدہ رکھتا ہے اور یہ درویش ماسور بامر اللہ ہے کہ مقابلہ السموات والارض کلید ابواب سعادت اور کھولنے والی حقیقت کی ہے جو حقیقی اپنے کو وہ شخص شخص کو دکھاتا ہے فرقہ بشریت میں جلوہ دکھاتا ہے اور صورت بشر میں آتا ہے اور نہیں تو تمام کام اُسی سے ہیں اور تمام وہی ہے ہر شخص اور ہر فرقہ حاصل کر نہیں علوم رسمہ کے ملت خانہ بنفس وہو اور مدرسہ جلال اور استدلال میں شغل میں اور جس جماعت کو کہ جانا کہ العلم حجاب الاکبر ہے اور اس علم کے توجہ کیا اور وہ کہ وارث الانبیاء ہیں وہ ایسے سادہ تمہد میں کہ خطاب علم ازلی سے جاننے والے ہو کر اوپر مکتوبات لوح محفوظ خبردار ہوئے ہیں اور جمیع حقائق اللہ کو محبوب و امینا سن لہذا علما کے جانتے ہیں اور جو جماعت کہ اس علم کے معزور اور ساتھ تھوڑے زہد کی مشہور ہوتی ہیں کیا کیا جابے کلی مہیلا خلق لہ اور وارث الانبیاء وہ علما ہیں

حضرت کا نام نہ پتے ہزار ہا کے کہ مقام قلاب قوسین اور ادنیٰ کے معلوم حضرت  
 ہو سہ میں تہذیب دارین اور یہ بھی فرمایا کہ قاضی محمود قوسجی کہ اور چارہ شرع مستقیم کہ  
 استقامت تمام رکھتا تھا جبکہ اسنے حال سباحۃ قاضی شہاب الدین کا سنا تو یہ چی  
 ماندا قاضی بابا کے واسطے ہمارے گھر آگیا اور ساتھ جماعت ملت اپنی کے میری جانب  
 آیا اور قدم محاطہ میں رکھا مینے نقاب منور سے اپنے آٹھا یا بھر دیکھ کر قاضی اور  
 چہرے کے پڑی ساتھ ہر ایون اپنے کہ ہر سجدہ میں رکھا اور بیٹھا اور بوجھا تم فہر تو  
 پاس کو واسطے آئے ہو جواب دیا کہ چند باتیں تمہارے گھر زرد میرے ہونی ہیں  
 کہ وہ خلاف شرع بیعت مصطفویٰ کی ہیں چاہتا ہوں کہ انکو تمہارے استفسار  
 کروں کہ سچ ہیں یا نہیں اول یہ کہ سنائے کہ تم خلق کو واسطے سجدہ کر ٹیکے فرماتے ہو  
 جواب دیا کہ یہ قول غلط گوش زد تمہارے ہوا ہر مینے کسیکو واسطے سجدہ کے حکم نہیں دیا  
 اور تینہ کہ ساتھ اپنے تابعین کے اسوقت سجدہ کیا ہر مینے نہیں کہا تھا قاضی لا جواب  
 اور تحریر ہوا اپنے ہر ایون سے پوچھا کہ حقیقت میرے یہ بات ہوئی ہوں لوگوں نے  
 کہا کہ مان درست ہے۔ اور یہ سولہ خلیفہ شاہ ابوبکر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو کا طین سے  
 ہوئے۔ خلیفہ سید حمزہ۔ شیخ طاہر۔ شیخ مطہر۔ شمس نانی۔ میان شہر مدار۔  
 سید بیک بیاری۔ قاضی محمود قوسجی۔ قاضی مطہر سیر۔ حاجی عبد الملک۔  
 سید خاصہ۔ سید راجی دہلوی۔ شیخ بھیکائی۔ شیخ بھیکائی۔ شیخ الائی  
 شیخ محمد حبیبہ بدایونی۔ شیخ احمد بابی مانی۔ اور مثنیٰ رہے کہ ہندوستان میں  
 واقع دو آب ایک مقام کہ نام اسکا گمن پور شہر ہے وہاں اگر مقیم ہوئے تو اس  
 مقام پر ایک جن قوی تر بنام نہاد کمانا کے رہتا تھا اور وہاں کے ساکنین اطراف میں

جہاں تک لوگوں کو نہایت اذیت پہنچاتا تھا اور وہ بہا پریشان رہا کرتے اور  
 اور حجت کو بان گزرتے پر سب غلطی تھ حاضر آئی اور یہ عرض کیا کہ آپ فرمائیے  
 غزوات قبضی وغیرہ کہ ہندوستان کی اسلام کو شائع فرمایا اور جو بھی اسلام قبول  
 کر لے وہ بہت کراں اس زمانہ میں کی ایذا رسانی سے چھوڑا اور حضرت فرست کر نوراً آئے  
 تھا بلکہ وہاں کرست باس اپنے خدمت خاص میں مقرر کر لیا آئے روز سے  
 جانوں نے وہاں کی پناہ اور اس میں بائی ایک وسیع تسمیہ کن پور کر دیو کہ انہی  
 جن کے نام پر نام رکھا اور دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی بائی جاتی ہے کہ خداوند عالم یا علی  
 طرف سے شاہ مدوح کو خطاب ہوا کہ تو مجا را قبل سفیدست ہر اور ہندوستانی  
 زبان میں قبل بہتہ کو گناہ ماضی کہتے ہیں شاید کہ اس خطاب کو سبب اس مقام  
 یہ نام پناہ رکھا گیا ہو غرض دولت سر فانی بنیں یا تو اس میں کے نام یا اس خطاب  
 حضرت و مشہور ہو الفاظ گنا سے الف کو حذف کیا تو کن رہا اس میں پورا ضابطہ  
 کر دیا تو کن پور ہو گیا اب وہ مقام حضرت کے قیام سے بہت آباد اور روشن ہے اور یہ  
 بھی مشہور ہے کہ وہ جن گناہ تک حضرت کی فرار شریف پر حاضر ہو اور وہ اکثر بچہ پیشہ  
 انسان ہو کر لوگوں سے ملتا ہے بلکہ ہر سال عرس شریف میں زندہ شاہ مدار کی مدد  
 عرس کی از قبیل نگہبانی مال و رہنمائی آئندگان و آوندگان میں مصروف رہا کرتا  
 ہاں اگر کو اس بات پر بہت نا زہی کہ اولاد آدم میں حضرت عیسیٰ نبی جو تھے آسان پر  
 زندہ ہیں دیا ہی زندہ شاہ مدار بھی زمین کے اندر زندہ ہمارے نبی کی اس  
 موم دین اور اس ناز کا ہمارے جدید ہے کہ جناب رسالت مآب خاتم المرسلین پر سب  
 منتہین ختم ہو میں از انجیل و شہادتین ایک سرور اور دوسری جہت ہر اسطرح میں

کہ وہ آئینہ جمال آنحضرت اور جز آنحضرت کی سنے وہ شہادتین بقدرت رجوع طوت  
 ہوئیں ویسا ہی یہ حیات جاوید ظاہر یہ مثل عیسیٰ بواسطہ زندہ شاہ مدار کہ امت آنحضرت  
 داخل ہوئے یعنی یہی طوت آنحضرت کے رجوع ہوئی محمد بنو کو یہ دلیل قوی تھا  
 اور یوں تو باطن میں بلاذات آنحضرت قبر منور کی اندر زندہ اور ناز گذار ہیں اس تصویر  
 حلاوت مذہب والو کو مقام دم زدن بنیں کہ کوئی اعتراض الت علیکم نعمتی کی  
 تصدیق میں کر سکنے کا ارادہ کر کے پس اور تحقیق ہو کہ تا یوم قیام آسمان کے  
 اور عیسیٰ اور زمین کے اندر شاہ بلیغ الدین امت شریف آنحضرت سورتہ دور زندہ  
 رہینگے نہ ہر شرف امت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو اور نبی کی ذات کا  
 وصف ہو وہ وصف آنحضرت کے استی کو حاصل ہوا اور سوا سے ان دو کو سبکی  
 واسطے موت کا پنجہ مقرر ہو اور یہ جو عوام میں مشہور ہو کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس  
 اور خضر دانیان صی زندہ ہیں اور فلان فلان خدمت پر مقرر ہیں محض غلط ہوا اسکا ثبوت  
 کسی کتاب معتبر سابق سے نہیں ہو تا لہذا ان نبیوں کے قبور کے نشانات بھی ایسی ہی  
 نہیں ہیں کہ ان قبور کو بارش اور ہوائے صفحہ زمین سے نابود کر دیا ہو تا ہم عوام  
 بیان کرتے ہیں کہ انکا مزار وہاں اور انکا مزار وہاں ایک ایک کی چاہہ تمام پر  
 نشان نشان ہی کرتے ہیں چونکہ زمانہ صبت گذرا کچھ بتائیں ملتا مان نام تو ان کے  
 ظاہر میں کتابوں میں لکھے ہیں اور خلق اللہ کی زبان زد ہیں اور یہ بھی بروایات  
 مختلف بطور افسانوں کے اظہار ہوتا ہے کہ فلان وقت میں فلان موقع پر فلان  
 علی اور فلان مقدمہ میں یوں ہدایت کی خضر نے اور الیاس نے اور دانیال نے  
 اور یوں دستگیری کی یہ بات تعجب کی نہیں ایسا ہوا ہوگا اور ہو سکتا ہے اور وقت



یہ تین درجہ کے ہیں۔ پہلے درجہ کے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فیض روحی بہت  
 بخشا ہے اور ہوتا ہے اور یہ گناہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ بظاہر وہ لوگ جو خاص سے  
 بہت زیادہ ہیں مگر باطن میں زندہ ہیں اور وہ خدا کے دو زمین نزدیک ہیں اور کیا  
 ہے کہ وہ زمین ان کی جسم پاک نوری پھر گزرتی ہے اور عادت ہر قسم کی حسب الامر  
 اللہ تعالیٰ کے منک کر سکتے ہیں مگر بعد موت ان کے وہ دوبارہ جسم خاکی میں داخل  
 ہو کر کارروائی نہیں کر سکتے کہ خلاف عادت ہے اور ہر بشر کو فنا سے ظاہری قابض  
 زانی کیواسطے مقرر ہو چکی ہے دوبارہ عود کبھی قالب خاکی میں ممکنات سے نہیں ہے  
 اور یوں قدرت حق تعالیٰ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے اور انجملہ حضرت جبریل  
 قصہ شہور ہے کہ اگلی است باغی نے انواع و اقسام سے انگوٹھا مارا تاکہ ایک باری خاکی  
 خاکین ملا دیا دوسری بار جلا کر ہوا میں اڑا دیا تیسری بار جلا کر پانی میں بہا دیا چوتھی  
 بار دہریہ چڑھا دیا پانچویں بار پانی میں غرق کر دیا چھٹی بار آتش سے جدا کر دیا  
 دولت کر دیا ساتویں بار گردن کو تن سے جدا کر کے ہلاک کیا تو اول کی چیز بارہا  
 بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے قالب کو خاک سے درست فرما کر زندہ کیا مگر ساتویں بار  
 عادت عام جاری رکھی اور بادشاہ ان ظالموں کے ظلم پر اس است کی قوم و ملک  
 خستہ پندل کیا اور طرح طرح کی عذابیں وہ لوگ گرفتار ہو کر فی النار ہو گئے تو  
 حاصل کلام یہ ہے کہ عوام کے اظہار کے موافق عادت خداوند تعالیٰ جاری نہیں ہے  
 کہ جیسا حضرت جبریل کیواسطے ہو چکا ہے خواہ مخواہ دوسروں کے واسطے بھی جاری  
 ہوا ہو اور وہ قصہ حضرت جبریل کا دوسروں کے واسطے منک گردانا نہ جائیگا چوتھے  
 قیاس ناقص کو کوئی عاقل تسلیم اور عقیدہ نہیں کر سکتا چنانچہ پیدائش بھی ان کا

موافق ایک ہی طرح سے ہر اور غیر عادت تین طرح سے ہوئی یعنی حضرت آدم علیہ السلام  
 پر سکے اور حضرت ہوائی ماورک اور حضرت عیسیٰ بے پدر کو اور جناب رسالت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ماور دونوں سے پیدا ہوئے تو ایک ہی عادت تھا  
 ہوا اور دو تین عادتیں تھیں، غالباً قدرت کی ممکن مگر جاری نہیں رہیں العرف  
 چوتھی عادت ہے جسے لوگ دوبارہ قالب خاکی میں نہ آؤنگی ہاں ابد ہنگام  
 قیامت یوم الحساب میں کہ وہ دو سولہ عالم ہو وہ بزرخین خاکی میں تو اب کیا  
 ضرور ہوا کہ سوائے حضرت عیسیٰ اور زندہ شاہ مدار کے دوسرے بھی بزرخین  
 ہنوز زندہ ہوں بالکل عقل کے خلاف ہوا اور ظاہر ہو کہ زندہ شاہ مدار صاحب  
 اہل نہیں تھے دنیا سے یہاں تک جدا و بیزار ہو کہ اب بھی کوئی عورت ان کے  
 مزار کے قریب گزر نہیں سکتی اگر احمقانہ سوچ کبھی کسی عورت کا گذر ہو گیا ہو تو  
 سوزش سے آبدن ہو کر فوراً ہلاک ہو جایا کی ہر اور جب سے عوام کو یہ ثابت ہوا  
 تو قریب مزار کے جانا اور مزار سے مس کرنا نسبت عورت کی مخالفت قطعی ہوئی  
 چنانچہ یہ فقیر بھی ایک بار کمن پور گیا اور دیکھا قبر نور شاہ علیہ الدین والی اکبر خاندان  
 ساتھ عظمت و جلال کے کہ قبر پر ان کی عجیب ڈھرتیاں ہر اور نہایت جلال ہوا  
 انواع و اقسام کی کرامات حضرت کی اب تک جاری ہیں جو مستعد کسی غرض کے  
 واسطے وہاں پہنچ جاتا ہر اور موافق و ضد خود کے صدق دل سے خواست نگاری  
 مقصد کی کرنا ہر وہ بیشک مستعدی مراد کو اپنی حکم اللہ تعالیٰ سے بتفاویش اور وسیلہ  
 ان کے پاتہر محروم نہیں چرتا اور سوائے ان سولہ خلفائے راشدین شاہ مدین  
 انہیں سندہ پار خلیفہ سعید بن عباسی کے بڑے نامور صاحب کرامات تھے نیز

یہ بزرگوار باندہ شریعت غرا ہو گئے۔ شاہ فخر الدین اکبر آبادی سالک شیخ صدر الدین  
 خجندیہ شیخ فضل اللہ شیخ خوند میان۔ اور ان چاروں سے سلسلہ بدیعہ کی بڑی  
 ترقی ہوئی۔ لکھو کھا آدمی اس خاندان بدیعہ داریہ کا مرید ہے اور اب ملن پور میں  
 مزار مبارک پر قریباً سو کے خادم ہو گئے انہیں اکثر و نئے میں ملاقات کی ہوا ہے  
 بعض بعض کو نہایت قابل پایا اور انہیں اکثر اچھے اچھے عامل باعمل میں گرفتار  
 ہیں کہ جو شرائط و قواعد حدیث میں انہیں سے کوئی قابل علوم نہوا اور طور ذکر اور فکر اور  
 شغل میں انکا طریقیہ نور نہ لکھایا جاتا ہو یا تو بہر تو مدار نہ لکھایا ہو نہ یہ ہے یا کہ یہ تو طریقیہ نور  
 مدار پور ہے کہ سوا اعلیٰ کہ دونوں متحد الاطوار میں اور عوام لوگ جو اس گروہ کی ہیں  
 انکا جادہ خاص خاص طبعہ پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مرید کرنے پر بہت حارص ہیں  
 اور ان عام کمالیت کے مراتبات سے کما حقہ آگاہی نہیں کہ انکو تعلیم نہ پہنچی ہوگی نہ لگا  
 کہ وہ اکثر اس اختصار پر تعلیم کو اکتفا کرتے ہیں کہ انکے یہاں تین سیم اصول کے یہ ہیں  
 ایک سیم مولا دوسرا سیم محمد تیسرا سیم ملا اور تین سیم مقام کے ایک سیم کہ دوسرا سیم ملا  
 اور تیسرا سیم کن پور کا اور یہ سیم سیم انکے چھ لطیفوں کے ہیں کہ جکا تھل اور عروج ہے  
 سیم مکالمہ رجوع بخدا بطرف ہوا بیرون دائرہ عبد عفری میرنگی نور بہت صوفیہ کیف  
 سیم مواصلہ رجوع بخدا پیشانی کے مابین ابرو نور سفید مطلق ہے۔ سیم معائنہ روح رجوع  
 بطرف محمد نور سرخ ناری۔ سیم معائنہ قلب رجوع بطرف محمد نور زرد باد۔ سیم مقابلہ زیر  
 پستان چپ رجوع بطرف مار نور سیاہ آب۔ سیم مطالبہ نافہ رجوع بطرف مار نور  
 سبز خاک۔ واضح ہو کہ ان چھ لطیفوں سے نتیجہ بالتفصیل یوں ہو کہ کمالہ یعنی خدا سے  
 کلام کرنا اور مواصلہ یعنی خدا سے وصل ہونا اور معائنہ یہ ہے کہ روح خود کیجنا محکم

اور ساتھ ہی ہر کہ محمد سے ملنا اور تقابل لینا کہ مدار کے سامنے رہنا اور مطالبہ یہ ہے  
 کہ جو اسلئے مدار کے طلب کوٹا۔ الخ اس شرح طائفت سے آگاہی تو ہوئی مگر ترکیب پوری  
 میری سمجھ میں نہ آئی کہ کیونکر کیا ہو کہ اس قرینہ سے ذکر اور فکر اور شغل کرے بان نکاشا  
 تعمین کو معلوم ہونگے کہ جو جسکے یہاں کارشاد اور شغل ہو خواہ مخواہ وہ اُنکے طریقہ پر دست  
 دوسر کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہو اور مثلاً اگر وہ بلیغ مدار یہ بھی اویسیہ کہلاتا اور جامع  
 نظر بہت بڑا اگرچہ اب یہاں سے سارمالات ضروریہ کا کہ متعلق شوق و کسب سا لگو کر ہے  
 اس فقیر نے تحریر سے اسکی ساتھ اختصار کے درج نہیں کیا اب مقبول اور غیر مقبول  
 کرنا بامتیاز حضرات طلبا سے ناظرین کے ہر اسید ہر بیت اسراف معانیم نظر کرنا  
 زین گنج بہ ظلمان خبر کرنا پوشیدہ زبے کہ جو طالبین مقتدیم مگر اور چودہ خانوادہ  
 ملت حیدری کے ہیں اور سوائے اُنکے ساخرین میں اب تک چالیس خانوادہ دنگی  
 قریب اور شائع ہوئے ہیں اور بعد گزرنے سو دو سو سال کی محبت نہیں کہ اور بھی  
 خانوادے اضافہ ہوں شال اسکی یہ کہ ایک دانہ سے خرمن ہوتا ہے چنانچہ حضرت  
 خداوند ولایت علی کرم اللہ وجہہ حیدر کرار منظر العجائب سے چم غلیظہ اور دوسرے  
 مابین اُنکے گیارہ کہ جبکا ذکر اور پراچھا ہو اسکی صورت یہ کہ جب کوئی کسی خانوادہ کا  
 مرید نامی گرامی ہوا اور وہ اپنے مرشد کے ذریعہ خلافت کہ صاحب اجازت ہو اپنے  
 اپنے مرید کو تعلیم کی اور فیض الہیات سے وہ مرید بہرہ مند ہوا تو وہ مرید ایک نام سے  
 خانوادہ شہور کر دیتے ہیں اور وہ مقبولیت باعث عام سے جاری ہوتا ہے  
 اور اس گروہ کا جو غلیظہ ہے حسب راسے خداوند کار و اشغال جو تفرقہ کر کے اپنی  
 قوت طبعی سے تجاوز و تفاوت کر کے ایجاد کرتا ہے اور اوسیکے موافق تعلیم ہوتی ہے

وہ درست اور بجا اور حق ہے کیونکہ کامل کی طبیعت کا تصرف بھی تعلیم کا ہی ہوتا ہے  
جو حکایات کہ بالا گذر سے اور فوج کتاب بخامین وہ اس تقریر کے شاہد ہیں اور غور نہ  
کہ شجر و دیت کا تخم لائق اور بہتر اور ثمر آور ہے کسی طرح سے بھی تخم بیزی اسکی زمین  
نیلی پر کروا شک بارور ہوگی اور تخم تعلیم کا خلع ہوگا کہ سابق سے اب تک ایسا ہی  
افزونی اور سرسبزی کشت ولایت کی ہے اب سمجھو کہ قدامت سے اذکار اشغال افکار تھو  
پائے جاتے ہیں بعد اُنکے اب بکثرت لا انتہا مرشدون متاخرین کے تفرقات سے  
ظاہر ہوئے اور جسکو جسطح سے پہنچا اُسکو طالب کر رہے ہیں اب خیال کرو کہ مقدور  
ذکر و اشغالوں فکر و کوا یک واحدین کر سکتا عرض تو طلب برآری انصاف کا رہے  
ایسی حالتیں ہر شے جس مرید کو ایک ذکر و شغل و فکر کی اجازت ملی وہ مرید باعتماد  
تمام اسکا عمل ہو کر فیضیاب ہوا اور ایسا ہی ٹھیک ہے چنانچہ مرشد نے اپنے  
دس مرید و کوا یک دوسرے کے خلاف ذکر و شغل و فکر جدا گانہ یعنی کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ  
اور کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ اور کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ اور کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ  
اور کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ اور کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ اور کسی کو ذکر لا الہ الا اللہ  
دیا اور فردا فردا ہر ایک نے عمل کیا ہر واحد اس عمل مفروض سے اپنے اپنے مقصد  
پہنچ گیا یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے ایسا ہی سابق بھی ہوا اور اب بھی ہوتا ہے اور  
آئندہ بھی ہوگا اس میں غلط مشقت اور اعتقاد اور استقلال اور آگاہی ساتھ برہنہ  
عشق صادق کے ضروری الا مقدر بھی شرط ہے اور مقدر و مشیت اور نظوری اور  
قبولیت مطلوب کی ہے ورنہ ہزاروں بے نصیب ہو پیر اور مرید دونوں سے  
کچھ ہونے کا اور واضح ہو کہ اس رسالہ میں تفصیل ذکر و اشغال و افکار وغیرہ میں

اختصار کیا ہے در صورت خواہش طالب کہ جس خانہ میں شوق رکھتا ہو انکی  
 کتاب کو تلاش کر کے اخذ کر سکتا ہے جیسا کہ شغل آفتاب و آفتاب و شغل چرخ و دیار  
 و یا کہ شغل قرص سیاه و شغل توہین ابرو و اسی قبیل کو اور بہت ہیں مگر یہ طریق شغل  
 سلطان نصیرؒ اور طریق شغل سلطان محمودؒ اور طریق سلطان الافکار کہ چند طرح سے ہے  
 اسکو اپنے موقع پر سالک چاہے تو کر سکیگا مگر جمالات میں کہ طالب کا مرشد موجود ہے  
 کتاب کی ضرورت نہیں اس سے حسب خواہش تعلیم لے اور سوائے اسکے بہت  
 شغل اور ذکر ہیں کمان کیا کر لیا غرض کہ ضرورت کے امور اس میں تحریر ہیں ان مگر طالب  
 مبتدی کو جب عالم نظر گرم بازاری واسطے قائم ہونے دل اور صفائی دل اور  
 بیطلاق ہونے خطرات دنیا سے بعض امور کہ جو تحریر ہوئی مرید کو سیکھنا بہتر ہے تاکہ کسی  
 طرح کی جھک نہ رہے ان مقامات کے اکثر کو نزدیک تعلیم قبول کرنا ضرور ہے بتدیو کو تاکہ  
 انکے خیالات سکون کر کے شقت کو باقاعدہ اختیار کریں یعنی اول دل نیلو فری مقام  
 اسکا زیر ناف اور صورت اسکی مانند گل نیلو فر کے ہے اور تعلق اسکا نفس سے ہے  
 اور دوسرا دل صوبی مقام اسکا زیر پستان اور داما متحرک اور شکل اسکی مثل گل  
 اور تعلق اسکا ساتھ و سوسہ اور ذکر اور فکر و مراقبہ وغیرہ اور وہ کر سے اعتقاد اور خیالات  
 ہر قسم کی ہے اور تیسرا دل صوبی مقام اسکا میان دوا برو کے اور شکل مثل گل اس میں  
 کے ہی اور رنگ اسکا زرد ہی اور وہی نور نگاہ کا منبع ہے اور صوفیہ ایسے مقام کو سلطان  
 محمودہ کہتے ہیں اور جو تھادل مدوری ہے مقام اسکا ام الدماغ ہے مثل قرص  
 آفتاب رنگ اسکا مانند برق درخشندہ کے ہے اسی کو مقام عوش کہتے ہیں  
 اور مقام انتہا بھی کہتے ہیں ہر گاہ سالک بمصورتیہ اس مقام تک پہنچا اور مستقل

اور انتہا گوش ملک ایک آواز آویں کہ اس آواز کو اہل سلوک صوت صوری کہتے ہیں  
 اور یہ مقام حقیقت معرفت کا ہے ملک کو بیچ استقام کے لازم ہے کہ کبھی حواس  
 خمسہ میں دم کرے اور متوجہ بدماغ رہے اور شتاق آواز کا ہو۔ اور جو لطیف  
 سطر جسے میں کہ لطیف اول نفس لطیفہ دوسرا قلب لطیفہ تیسرا روح لطیفہ چوتھا سطر  
 پانچواں خفی لطیفہ چھٹا خفی چنانچہ تمام اہل کائنات مقام دوسرے کا زیر پستان تمام  
 تیسرے کا قلب خاس تمام چوتھے کا روح مقام پانچویں کا پیشانی مابین دو ابرو مقام  
 چھٹے کا ابرو ہے بیچ ہوا برون دائرہ جسد فیزی کے ہے اور اصل ہر لطیفہ کی عالم  
 امر ہے وہ یوں ہے کہ اصل نفس کی قلب ہو اور اصل روح کی ہوا اور  
 اصل سر کی بانی ہے اور اصل خفی کی نار ہے اور اصل اخلاقی خاک ہو ہر گاہ کہ یہ  
 مقامات سکشف ہو گئے نور قلب نہ دظاہر ہو گا اور نور روح سرخ اور نور سر سفید اور  
 نور خفی سیاہ نور خفی سبز اور نور بحت صرف یکیت کہ انکا کوئی رنگ نہیں اسی  
 بی رنگی کہتے ہیں واللہ اعلم بقانون الاسرار کہ اس مقام حیرت میں بیچ کے مقام اسرار  
 بیچ روح کے اور مقام عزرائیل بیچ ناف اور مقام میکائیل بیچ دماغ کے اور یہ  
 چاروں فرشتے ہر انسان کی جان کیا ولی کیا کافر کیا دیندار کیا سبکے علیحدہ  
 علیحدہ ہیں اور یہ سلسلہ میں دقیق تر ہے سوائے ذات عارف باللہ کے دوسرے کو  
 معلوم نہیں اور یہ چار مقامات فقرائین کہاں سے آئے جواب باہوت ہو اور باہوت  
 بیچ لاہوت کے ایمین اور لاہوت سبھی بیچ حیرت کے اور حیرت سبھی  
 ناسوت کے پونچا میں اور لاہوت غلوت خانہ ہے اور لاہوت ایک اشتیاق ہے  
 کہ بیچ اس کے شاہ حسن نے ساتھ خود تائی کے خود دم لیا اور دعویٰ لاہوت کا کیا اور

میردت مقام ہے کہ بیچ اسکے شاہ حسن لاؤ بالی نے وجود اپنے کو پہچانا اور شہنا  
 اپنے ساتھ پیدا کی اور ملکوت دوسری جا ہے کہ وہاں شاہ حسن شکوہ حسن اپنے کی  
 دیکھ کر ساتھ مع اور شہنا اپنی تلییل و تسبیح کرتا ہے اور یہ وہی مقام ہے کہ جناب محمد کو  
 سراج میں آواز آئی تھی کہ میں ناز پڑھتا ہوں اور ناسوت ایک ہنگامہ ہے کہ  
 ساتھ ظہور کثرت کے وہ اس عالم خلق میں ہر لباس میں خود نمودار ہوتا ہے تاکہ تیری  
 ہزار مخلوق اسی کا ظہور ہی اور وہ اس عجبہ ہزار مخلوق کے لباس میں طرح طرح سے  
 ساتھ خوش و غرض کے اپنے کو دکھاتا ہے اور دوسرا دیکھنے والا نہیں حقیقت  
 وہ اپنے کو آپ ہی دیکھتا ہے اور وہ مقام نہ اوپر نہ نیچے ہے یہ سب طرز اسکی وہ  
 ہیں کہ جس سے ظہور کثرت ماوشا ہے میں ہزار چھپاتا ہوں گریات کھلی ہے ہرگز چھپا  
 چھپتے نہیں زبان سے نہ کو تو کیا اگر دلوں میں سمجھ و جوہر اس مقام پر حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ

### فرماتے ہیں رباعیات

|                                    |                                  |
|------------------------------------|----------------------------------|
| در ذات حق اندراج شان معرفت         | شان جوین مقتضی ذات حق موصوفت     |
| این کا عدہ یاد دار کا خباکہ خدات   | نے جو نہ گل نہ صرف فی معرفت      |
| ایہی در تو عیان بابہ بیانہا ہم بیچ | پندارتین با و گمانہا ہمہ بیچ     |
| از ذات تو مطلقا نشان نتوان داد     | کا خباکہ توئی بود نشانہا ہمہ بیچ |
| ہستی کہ نہور یکند در ہمسر شے       | خوابی کہ بری بجال وے در ہمہ پی   |
| او بر مرقی صاحب راہین کہ چنان      | محو وے بود اندر وی دی در می می   |
| یک خطا بشریے عجیب اندر کش          | و انکہ تنق از جمال عجیب اندر کش  |
| چون جلوه آل جمال بیرون تو غیت      | پا بر دامن و سر بجیب اندر کش     |



در زندہ غیر مجیب پوششی بہتر      در گتہ عشق ہنر پوششی بہتر  
 چون برنج مقصود نقابت سخن      از گشت دیشہ ما نحو پوششی بہتر  
 اور ایست موقع پیر علیشاہ صاحب قادیانی کہ پیر سے پیر و مرشد کے بین وہ غیر ناگو  
 اخلاقی دل صاف کو برداشت کماکان      شیشہ کی نظر میں رہے باہر سے عیاں  
 خیر گشتہ ازان و آدم بر مطلب سالک کو اسکا لحاظ دریافت کر کے اعتقاد رکھنا  
 ضرور ہے کہ مراد برنج سے واسطہ مرشد ہوا اور مراد ذات سے اسم ذات ہے نہ معنی  
 اسکے خاطر بین موجود ہیں اور مراد صفات صفات مہات یوں ہوا اسکو اسطر علی ساتھ  
 معنی کے جانے۔ یعنی سنتے والا ساتھ قول میرے کے۔ اور دیکھنے والا ساتھ افعال  
 میرے کے۔ اور جاننے والا ساتھ احوال میرے کے۔ اور کلام کرنا والا ہے ساتھ میرے  
 اور زندہ کرنا والا ہے ہستی میری کو اور قدرت دینے والا ہے مجھ کو۔ اور ارادہ  
 قائم کرنا والا ہے میرا۔ اور وضع ہو کہ ہر انوع مراقبہ باطن میں لیکن در حقیقت  
 یہ ہے کہ جو سالک مراقبہ کا شغف و غیر طے کرتا ہے وہ بچاے خود شیخ محقق  
 ہو گیا درویش ہوا وہ دوسری بات ہے یعنی جو سالک بعد محقق ہونیکے دلو  
 اپنے شل سیلاب ساکن کر لے مراد ساکن کر لینے سے یہ کہ تصرف کامل رکھتا ہو  
 اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ شاہدہ و تہذیب کہ حکو ہرنگی کا خطاب کرتے ہیں بارادہ اپنے  
 کیا کرتا ہو یہ صفت درویشی کی ہے۔ اور طریق ذکر نفی و اثبات ساتھ تفصیل بہت  
 ان سات کی ہر منفہ قلب خواہ روح۔ سر۔ نور۔ انگلی ہے اور یہ گیارہ کلمہ بھی  
 ضرور خاطر گزار سالک کے رہنا چاہیے۔ ہوش در دم۔ نظریہ قدم۔ سفر در وطن۔  
 خلوت و راجحہ۔ یاد کرو۔ بازگشت۔ نگاہداشت۔ یادداشت۔ وقوف و تہذیب

و قوت خود تھا۔ و قوت قلبی۔ تشریف ان گیارہ کلموں کی دوسری کتاب میں ملاحظہ  
 فرماؤ اور دیکھا ہی تشریحات ستم کی تفصیل و تفریق دوسری کتاب سے واضح ہوگی  
 وہ یہ ہیں نصیب۔ وحدت۔ الوہیت۔ ارواح۔ مثال۔ اجسام۔ اور یہ مفہوم رسالہ  
 سعد الدین رستم اللہ علیہ سے کہ پہلے بیان ان چھ مراتب کے اصطلاح اور خصوصیات  
 اس نام سے پکارتے ہیں۔ ہا ہوت۔ باہوت۔ کلاوت۔ جبروت۔ ملکوت۔ انستوت  
 مختصر یہ کہ مراد باہوت سے مرتبہ ذات کا ہے اور باہوت سے تعین اولیٰ کی  
 مراد ہے اور لاهوت سے تعین ثانی کی مراد ہے اور جبروت سے جوہر اول کی  
 مراد ہے اور ملکوت سے عالم ارواح و عالم مثال کی مراد ہے اور انستوت سے عالم  
 ملک و شہادت کی مراد ہے اور باہوت سے ذات احدیت کہ اُسکو ذاتِ محبت  
 کہتے ہیں پہنچی ہے اور باہوت حقیقت محمدی و وحدت عالم و برزخ البرزخ و وحدت  
 ذات ہر اور لاهوت و احدیت و حقیقت انسانی و الوہیت و ربوبیت ہے مگر  
 ایک دوسرے سے فرق کرتے ہیں جبروت عالم طور جوہر اول و عقل اول و روح  
 اعظم عبارت اُس سے ہے پہلے اسم مرتبہ کے حضرت حق و حکیم مطلق و مہر افروزی  
 عالم صفات کہتے ہیں کہ تعین اول سے تا مرتبہ ربوبیت ہے اور ملکوت جوہر اول  
 و عالم ارواح و عالم مثال عبارت ہے ارواح انسان و ملکی علوی و سفلی ہے  
 اور یہ عالم مرکب ہے عناصر لطیف سے اور انستوت عالم حسن و شہادت ہے کہ عرض  
 رحمن سے مرکز خاک تک اور اُسکو عالم کون و فساد کہتے ہیں جو کچھ کہیں ذات  
 سعدن صفات حضرت خالق کائنات کی خفیٰ اور جمع تھا و پہلے اک مرتبہ کو سبکو  
 بقدرت اپنی عیان کیا اور یہ بھی واضح ہو کہ اکثر بزرگ اس مقدمہ مراتب تشریفات

ستہ میں بہت اختلاف فرماتے ہیں مگر طالب کو عمل غلبہ پر کرنا ضروری ہے شرط یہ ہے  
 دوسری کتب سے وضع ہو جائیگا اور کچھ شرح اسکی مولانا عبدالحی نے بھی اپنے  
 رسالہ تشریحات میں لکھے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ ساکب شائق ان چھ پر قادر  
 ہو جائے اور قادر ہونا موقوف ہے اور محنت اور شغف و ریاضت و مستعدی و  
 استقلال طالب کے وہ یہ ہیں اول مجاہدہ دوسرے مراقبہ تیسرے مشاہدہ چہرے  
 محاربہ پانچویں محاسبہ چھٹے مواظفہ اس معنی مختصر سے مجاہدہ وہ ہے کہ طالب پیر  
 اور محنت اور ریاضت شائقہ کو ار کرے کہ بھی تخم محبت ہے اور مراقبہ وہ ہے  
 کہ نگہبانی دل طالب کی کرے اسکے باون قسم میں شرح اور ترکیب اسکی درج ہے  
 کتابوں سے منکشف ہوگی اور شاہدہ وہ ہے کہ ساکب شائق کو آئینہ پیش آتا ہے  
 اور تبدیل اس تصور کے اپنا آئینہ حق کو جاننے اور حق کا آئینہ اپنے سر پر ہونے  
 اور محاربہ وہ ہے کہ طالب اپنے گناہوں پر نادم ہو اور استغفار کرے گناہ صغیر  
 اور کبیرہ سے پھر کبھی اُن گناہوں کا پیر و نواز اور محاسبہ وہ ہے عمل نیک اور بد کو  
 شمار کرے اور میزان عقل سے تولے اور ظاہر کوئی بات خلاف شریعت کی کرے  
 تاکہ صحبت جلسہ ہل دنیا طالب سے نفرت اور گریز اور طعنہ زنی کرے کہ وہ دوسرے  
 لوگ نیظامدہ کی محبت پیش کرے اوقات طالب خراب و ضائع کر نیچے اور اسکی آواز  
 جواب میں طالب کو ابھنا پڑیگا کہ اُس سے اپنی عبادت میں بیچ اور ضرر پہنچ گیا کہ  
 اس ضرر اور بیچ سے جمعیت خاطر طالب کی منتشر ہوگی ایسے موقع پر غشیان طائر  
 ساتھ آشتی اور اتفاق ضرور ہے اور مواظفہ وہ ہے کہ طالب اپنے نفس کو وعظ  
 اور نصیحت کرے ساتھ ضبط یا مطلوب کے مع ذکر اور شغل اور فکر کے جبکہ طالب

سب اتون پر قادر ہو چکا پھر اور منازل کا طے کرنا طالب کو اور نقطہ کا لکھنا متناظر شدہ  
 سہل اور ضرور ہوا اب اس صورت میں مزید میٹرک بقوت تمام عشق صادقہ سے منجوبی  
 اپنے مقصد سے فائز ہو گا اور حیکہ طالب اپنی ذات سے توجہ پر ایسا بنگیا تو یہ خود  
 آپ اپنا پیر ہو گیا کہ جو کچھ سالک پہلے اسکے کر چکا تھا گو کیا وہ تعلیم مثل مدرسہ ملا کر تھے  
 اور دستور ہے کہ مدرسہ میں کسی کو تحصیل کامل ہو جاتی ہے اور کوئی ناقص رہتا ہے  
 چنانچہ مدرسہ صوفیہ میں لاکھون بہن ناقابل رہے و ہزار دن قابل بھی ہو گئے  
 کہ اکثر پیر و نسے مراجع ان کے برہ گئے و سیا ہی اب بھی ہے اور پیر کی تو یہی خواہش  
 رہتی ہے کہ مرید میرا مجھے بہتر ہو مگر جب کو خدا چاہے سوائے اسکے مرید مستعد بھی پیر کو  
 کم میں آتے ہیں سستی اور کاہلی اور تساہلی اور آرام کو دخل دیتے ہیں ایسا خیال  
 مرید کا بکار آمد نہیں ہوتا آئیہ کریمہ ہے تلک الایام ند اولھا بین الناس  
 اور فیہ فیہ کے شفق و مہربان حکیم محمد یعقوب اعجاز یہ فرماتے ہیں رباعی  
 ہوتا ہے کبھی کا بڑا اور کبھی کی سات  
 کل پر جو توجہ ہی کر لے جو ہو سکے  
 دستور یہ سلف سمی لیل و ہنسار کا  
 کیا اعتبار زندگے ستار کا  
 فی زمانہ طالبوں کو بہت غفلت ہے ناقابلوں کا بازار موجود ہے دیکھ لو اگر میرے کلام  
 باور نہیں تو مجھے سناؤ دکھاؤ بتاؤ کہ کون کون ہیں کہ جنھوں نے استفادہ ہو کر کیا  
 اور وہ کامل ہو گئے ہاں البتہ انہی بات یہ ہے کہ جنھوں نے کچھ کیا ہوا اور وہ  
 کچھ ہو گئے برادرین وہ ایسے مدرسہ والوں میں نہیں تھے انکا دل ہی میں جانب اللہ  
 مدرسہ تھا کہ جب کا علم عشق ہوا وہاں مرشد کا کچھ دخل نہیں وہ فیض وہی کلمات ہے  
 صد ہا کو ایسا بھی ہوا ہے وہ عنایت ایزدی ہے مگر ان طلبہ کو جو بیعت مرشد سے

کرتے ہیں کب درکار ہے کہ حسب فرمان مرشد کے عمل کریں مگر تاہم عشق مطہر میں  
 جو حاضر و ہوا یکہ طالب کسی بدرتہ عشق سے مطلوب کو دھونڈھے جیکہ طائر عشق  
 اپنا یار بناے تو مطلوب حقیقی کو پاسے شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

سعد بالنگرہ عشق بلند است بلند | تا ز سر یا کمنی پاسے تو انجا ز سر

وضوح ہو کہ جس طالب کے جو کچھ ضرورت غیر درج اس کتاب پیش ہو حسب خواہش و  
 کتابوں سابق سے خود تالاش کر کے اخذ کر لے وہ بانی اس قبیل کی کہ جیسا کہ  
 تلامذہ طلب علمت کی حسب موقع و ضرورت معین ہیں و اور اصطلاحات صوفیہ اور  
 طریق اربعین یعنی جلد و بیان الفہم راہ سلوک واسکے دفع کی ترکیب اور تعمیر عشق  
 اور ختم خواجگان و طریق نماز استخارہ و طریق صلوٰۃ کن فیکون اور طریق صلوات  
 سکوس اور طریق حصول زیارت جمال مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور  
 طریق کشف و قانع آئندہ اور طریق پانی نسبت اہل اللہ کا اور طریق ظاہر ہونے  
 خطرہ اور اسکے دفعیہ کا اور طریق سلب مض کا اور سب قسم کے مراقبہ نکاح اور ذکر و  
 اور ذکر کشف روح اور ذکر حاجت روائی اور طریق کشف احوال ملائکہ اور روحانیات  
 سائر اولیاء اللہ کا واداد و ابدال و غیر ہم اور ذکر شفاء و رخصت اور ذکر حل امور  
 مشککہ اور کیفیت دریافت انوار و انکشاف آثار محمودہ و غمخوارہ اور سوا کے اسکے  
 جو طالب کو ضرورت ہو مثلاً بنائے عالم ایجاد مرتبہ اول لایعین اطلاق ذات بہت  
 مرتبہ دوم تعین اول و مرتبہ سوم تعین ثانی و مرتبہ چارم مراجع ارواح اور یہ نیز  
 عبارت ہر اشیا کو نیمہ مجرد و مبیط سے سابق کی کتابوں میں مفصل مرشدان طریقہ  
 سب کچھ لکھ دیا ہے طالب معائنہ کر لے اور یہ لحاظ فرماؤ کہ اس رسالہ مختصر میں تکرار

یعنی واثبات میں اکثر تفرقہ پریشانی کثرت فراق سے پیدا ہوتا ہے پس اسکی ارتقاء  
 واسطے جلسہ سماع مناسب جانا اور یہ تو خاص اور عام کو تحقیق ہو چکا کہ جب روح  
 غالب آدم میں نہ آتی تھی تو فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ لجن پاکیزہ میں مصروف ہو جائیں  
 ارشاد رب الارباب کی وہ ساتحران الفاظ کے مصروف یا ہو یا ہو یا سن ہو پس  
 سوا حلا ہو اگر یہ اعتراض کرے کہ کیا اسوقت پہلے آدم کے فرشتوں کی زبان عربی  
 سنیں اور فرشتوں کی گویائی سے ان الفاظ کو کہنے معنی اور مطلب سے مراد ہی اسوقت میں  
 کس قسم کی بھی زبان فرشتوں کی ہو چنانچہ اس بنا پر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ  
 رباعی فرماتے ہیں

|                           |                             |
|---------------------------|-----------------------------|
| آرزو کہ روح پاک آدم بیدار | از بیم گنہ نمیشد سے اندر تن |
| گفتند ملائکان بہ سخن داؤد | در تن در تن در آ در آ در تن |

اور در حقیقت کہ سماع فوق و شوق کو بڑھاتا ہے اور سافر عشق کو متزل ہو چکا  
 اور سبع شاہ کے سنبلا ہنرمین مقام سیر و ہم میں جو قصہ شیخ ابوالحسن ہشتی اور طفیل  
 علی کا ساتھ صراحت کو اور ہدایت فرمانا جناب رسول اللہ کا در باب جواز سماع  
 عالم خواب میں تحریر کر رکھا ہے اور مولانا محمد عبداللہ شاد قادری ہشتی صابری اپنے  
 رسالہ شراب حریفین نہایت شرح و بسط سے جو الکتاب بید سماع کا کہ بہت حدیثیں  
 حلت اور حرمت کی شکوہ شریفین میں متعارض وارد ہوئیں اُن سے داور کتابوں نجات  
 الناس اور مکتوبات قدوسی عبدالقدوس گنگوہی سے اور امام غزالی کی کیا سعادت  
 اور امام شافعی کتاب سراج السالکین سے اور کتاب نغمہ عشاق مفتی محمد نور اللہ  
 بچراوینی سے اور کتاب طہنہ صابری مولوی عمر صاحب سے اور مولوی نعمت اللہ

تانی رحمت اللہ علیہ سے لکھے ہیں کہ جماع العارفين فرض و جماع الطالبین مند و جماع  
 المؤمنین بل عہد نہایت غنی سے کہا شد کہ کتاب مرقومہ بالکلام ہفتہ کرو اور سب ضرورت  
 صوفیہ اپنا دین و مذہب بالکل مذاہب ثلواہ سے علیحدہ سمجھ کر اسکی پیروی کرتے ہیں انکو دوسرے  
 کی صحبت نہیں بلکہ انکا یہ قول ہے کہ ہماری دین کے شجر کی شاخیں وہ دوسرے مذاہب المؤمنین  
 سے ایک ستر ہیں بلکہ یہاں تک نشان دہی کرتے ہیں کہ جب ہمارے یہاں کے شاخوں تک بیونہ  
 دوسروں کے دین اشجار میں پیوند دیا جائے تو اچھا اثر آتا ہے کہ ہر مذہب میں صوفی ہیں  
 اگر مینائی ہو تو چشم دل سے دیکھو اور یہ دونوں انگبین ظاہر کی ایسی ہیں کہ جو رادشہ  
 دونوں دکھائی دیتے ہیں اور چشم باطنی دل کے وہ ہے کہ ماسواہ اللہ کے کچھ نہیں معلوم  
 ہوتا اصل یہ ہے کہ جب کو جیہا اعتقاد دیا اسکو توشہ عابد مولانا مولوی محمد عبد اللہ شاہ  
 صاحب بنوری عاشق صادق کہ جنکو نہ خوشی بہشت اور نہ غم دوزخ ہے اپنی ذات کو  
 مطلوب محبوب کی رضا پر چھوڑا وہ بحالت جذبہ ثنوی فرمائی ہے

|                            |                             |
|----------------------------|-----------------------------|
| نشاط افزائی گل رنگ چندان   | پلا ساقی می عشرت پسندان     |
| کروں آغاز آہنگ             | کہ کھینچوں یک نشید عاشقانہ  |
| سرود عشق افزا و جنون خیز   | سناؤں نغمہ باکو و دشت انگیز |
| بر آسایم ز غوغائے زمانہ    | ہر شور و ربط و جنگ و چمانہ  |
| طاؤں نعمتائے دلکی آواز     | ہاؤں استخوان جسم کا ساز     |
| بقیہاے فرقت کی شکایت       | کردن میں قصہ ہجران حکایت    |
| کہ عقل و ہوش ہوین جس برابر | کردن مانند سو پیار فریاد    |
| کہ جس موم ہو رہے آہن و سنگ | سناؤں لہجہ داؤدی کی آہنگ    |

|                              |                            |
|------------------------------|----------------------------|
| دعوت و طیرت مکر جمع ہو جائیں | ہندہ انسان سکر و جہنم آئیں |
| اسی صورت سے ہو انسان بد ہوش  | سہری سے جھڑپ نا تو ہو ہوش  |

اور ظاہر ہو کہ زمانہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک کسی عورت نے پیش نمازی  
لیختے امانت نہیں کی کہ شرعاً جائز نہیں ہے اور بھی کسی ولیہ طائفۃ النساء سے سلسلہ جیت  
بھی جاری نہیں ہوا اور اب تک اس قدر طائفۃ النساء سے ولیہ کا ملہ ہوئی ہیں فہرست  
اسما کے ولیہ طائفۃ النساء - مامونہ مادر اویس قرنی ملک یمن فیض وہی -

حضرت رابعہ بصری - ابلا زابل بیت المقدس - مریم بصریہ - ریحانہ بصری - معاذہ  
انقران رابعہ بصری ادویہ - بغیرۃ العابدہ از بصرہ - شوانہ از اہل عجم - کریمہ  
از بصرہ - حضرت سیرین خواہر خواجہ محمد سیرین رابعہ شامہ زوجہ احمد بن ابوالحسن  
حکیم دمشق از سادات شام - ام احسان از دما د ایل کوٹہ - فاطمہ نیشاری از مدائن  
خراسان بودہ است - زیونہ نام دی فاطمہ - فاطمہ البروعیہ عربی - ام علی زوجہ  
محمد حقویہ - ام محمد والدہ الشیخ ابو عبد اللہ بن خنیف - فاطمہ بنت ابی بکر الکاتبی -  
وقفہ عربی حضرت خدیجہ واعظہ و ذی عمہ والدہ ماجدہ شیخ عبدالقادر جیلانی - تلینہ  
بنیری - تحفہ - قطی - بیگم دختر کعب عربی - فاطمہ بنت المثنی - امہ مصریہ آخری -  
امہ امصنہانیہ - امہ فارسیہ - امہ مجلولہ و ہم ذوالنون گویند - اسارہ  
خوارزم - جابر بیسلہ - جاریہ سوڈانیہ - جاریہ محمولہ - بی بی فاطمہ شام -  
بی بی تاج - بی بی تاج - بی بی حور - بی بی نور - بی بی گوہر - بی بی شہباز  
بی بی جوہری - بی بی ستورہ - بی بی کسلی مجذوبہ از دہلی - بوڑگی بی مجذوبہ  
از سید آباد کن + اور مخفی نہیں یہ بات شل آفتاب روشن ہے کہ ابتداً طریقہ



سلامت روی کا پابندی شرع شریف کی بہت خوب اور بہتر ہے کہ اس ختمیہ سے بگڑا  
 بن جاتا ہے پھر ہا سیدھا ہو جاتا ہے کہ جیسا میل آوے کپڑا اصابوں سے صاف ہو جاتا ہے  
 یا جیسا آتش سے جل کر سفال پاک ہو جاتا ہے کہ جیسا کہ غسل یا پانی سے دیا تو نجاست غم  
 ہو جاتی ہے یا جیسا شورہ نوشا دروڑا لٹنے سے چاندی سونہ نکھر کر سیل سے خالص  
 رہ جاتا ہے یہ شرع و دین خیر ہے اگر کوئی شخص کعبہ کی طرف دھوکے سے بھی نہیں گرا اور  
 پابند صوم و علوۃ و نہیات شرع شریف پر نہیں تو وہ طریقت میں قبول نہ ہو گا  
 کہ ابتداً اس نے رکن اسلام کا ارادہ سے ترک کیا تو وہ مسلمان نہ ہوا وہ ملت  
 مصطفوی سے علیحدہ رہا ایسے شخص سے ہمیں کچھ بحث نہیں خواہ کوئی میرا عزیز  
 یا بعید مرشدان طریقت انہر توجہ نہیں کرتے کہ سوا سطلے کہ دین انبیاء کے چار کھم ہیں  
 شریعت طریقت حقیقت معرفت جب کہینے ایک کھم کو گرا دیا تو وہ تین کھم کام میں  
 نہیں آتے اور جبکہ چار کھم برابر ہوئے تو مسافر گرتے پڑتے اُترتے چڑھتے ان  
 کھموں کی آسرا اور سایہ میں بام حدم پر سا تھو اپنے توشہ اعمال دنیا کے بدرقہ ہنگام  
 عشق اور ہدایت مرشد سے بڑی پہلے حال کسی تکسیر سے پہنچ جا کر جو فرزند اس  
 عالم میں لگایا تھا اس زراعت کو باطنین دیکھ لیکھا دوزخ یا بہشت یا دونوں کی ناپ  
 یا کوئی تیسری حیرت برنگی ہو کیفیت انکی معلوم ہوگی اور جو دیوانی ذلیل غرار دنیا و دنیا  
 دونوں سے خیر راہ میں اپنے تصور میں گرفتار عاشق اللہ کے ہیں انکی خیالی کارروائی  
 یہ شب و روز انہیں آرام نہیں بہشت اور دوزخ سے انکو کام نہیں نہ انکو مرشد سے  
 غرض اور نہ مرید سے واسطہ انکا مرشد عشق ہو انکا مرید مل ہو انکی دیوانی منزل ہو  
 ظاہر میں جبکہ کچھ خطا اور نشا طائیف وہ تصور پختہ سے زمین سے اچھلے ایک فن میں

آسمان پر پہونچے آسمان سے کو دس صفحہ زمین پر قدم مارا چشم زدن میں جو چاکا لیا اور  
شیر صفت دھارے ہیں سامنے آنکھ کوئی دم نہیں مارتے وہ عاشق آبادانی خواہ  
پہاڑوں یا جنگلوں میں سر جھکائے شاہدہ محبوب میں پڑے ہیں شب و روز  
دنیا مایہما سے مطلق بخیر نکھانیا ہوش نہ بستر پر نظر آنکھ کو بجلی مطلوب ہے اس درجہ گھیر گیا  
کہ جیسا بیل عشق پہچان کسی درخت کو لپیٹ لیتی ہے آنکھ یہ حل بھی از سر تا پا یومین  
وصال ہے اب زبان گویندہ لال ولس۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ منازل کوئی  
الکسیات مقدمہ وحدت میں مجذوب کا قدم بڑھا ہوا ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ  
سالک عاشق صادق کا قدم بڑھا ہوا ہے اب منظرہ دھچپ مجذوب اور سالک کا  
جگوش ہوش دربار عشق میں اور فیصلہ کرنا حضرت عشق میر دربار کا سنہ اسطر ہے

فرق ثانی  
شمع وکیل سالک کہ سلوک میں قید ہے  
ساتھ اطلاق کے جاوے بغیر ممکن ہے ساتھ  
واجب کے ممکن ہو۔

فرق اول  
قلم وکیل مجذوب کہ مقام سکرو فامین  
اور بعد فٹا بقا میں نہ پہونچا ہو

دعویٰ ہمسری مقابل ایک دوسرے کا

پہنچنے وکیل فریقین دربار عشق عظیم النظرین واسطے اظہار دعویٰ باسید داؤد خان  
اپنی اپنی کسے دونوں باہم سرشام کہ دن کی سفیدی اور رات کی سیاہی دست  
گبر بیان ہو ہی تھی حاضر آسے حسب دستور ناظر دربار نے اظہار نویس کو حکم دیا کہ  
وکلہ اسے فریقین سے اظہار لیکر شل مرتب کرو باہم دونوں نے بیان کیا کہ ایک  
مقابل دوسرے کے دعویٰ ہمسری کرتا ہے ہر واحد اپنی اپنی لاف زنی پر مقرر ہے

اداوار لوہے کی کھال کی کہ تم باتوں کو صلح کرو جواب دیا کہ باخود با صلح محال ہے  
 غم دل سے کچھ با اثر نہیں ہے خیال میں نہ آیا و حقیقت کہ بلندی اویستی کی کہیکو  
 خدائے بے صفات کے دریں آسینا گھر نہیں خود فرما و جبکہ فریقین نفسانیت کو تابع  
 ہوئے تو ان صلح کا کیا اہارہ ہے اگر آپس میں فصاحت ہو جاتی تو اس دربار کے  
 ہیئت کی ان لڑائی ہر فریق اپنی اپنی کایاتی کی سرت چاہتا ہے اس غرض سے  
 ہر طرف دربار کا اتفاق ہوا ہے یہ منکر اظہار لوہے کی قلم آبنوس دست پر است  
 کہ ان لوہے کی دوامت میں سیاہی شکوہ ہوا پھر بالکین ہاتھ میں چھین ہو کر لیا شمع کو  
 ان نور سے جلادیا اور دربار میں چرچا پھیل گیا کہ آج تحویل آفتاب برج حمل میں ہے  
 کہ قلم کا وجود پیش میرا خوشکہ قلم جذبہ سے بیان کیا کہ جنبہ میرا نام ہو  
 کہ قلم قدرت لوح محفوظ پر لکھ چکا ظاہر کرنا آفتاب میرا کام ہے یہ ان عشق میں ایک  
 شہوت خاندان شہر ہے اسی سے ان کی ریاست کا اور ہی جذبہ خیالات ہے  
 ساتھ ہیچ نسبت تمام ہے ان کے لئے کہ اگر دیکھو چھرا مدام ہے جو ان پر ہر  
 اپنی روشنی پر نظر کر کے ساکب کیلئے جو ہر ہر گداز ہے اظہار میری ان کا کیا ہو  
 یہ میرے سونے کی شان ہے وہ اسکی تعمیر کا ان ہی شمع ساکت سنکر یہ جواب  
 کہ میں میرا نام ہے اپنی کوہ دست دو ہر کوہ کا مقام ہے میں اپنی راستہ کو  
 سید عابد اختیار کیا آبادی ہر خاص و عام میں میرا مقام ہے نمائش گاہ ہر  
 اہمیرت تجلی میری فریب و خلعت ہر میرے مقابل قلم کی کیا قدرت ہی عرض  
 ہے حقیقت سہروردان وہ مستحق مذمت ہر دو عالم میں فیض میرا جاری و ساری  
 نہیں جیست ہر ای چہ قلم دو زبان میرے سامنے سر اٹکائے کیا خیال اس صلا

خام خیال ہے وہ میری روشنی میں گم ہونے لگا ہے اس کے منہ سے خون بہا رہا ہے  
 غور فرماؤ کہ یہاں میں ایک زبان کا اعتبار دینا ہوتا ہے وہ زبان ہمارا مکار صنف  
 کا نہیں ہے ہمیشہ خوار ہے کافہ ہو کہ رہنا کی خدمت مجھے حاصل مقام میرا طالب کا دل  
 کہ کس طرح سے کیوں رحمت نہ پہنچے چور اچکا بھاگے صاحب مقام کو میری روشنی سے  
 سسٹن راحت ہو۔ یہ سن کر قلم خندہ جواب گزارش کرتا ہے کہ حضور اگر یہاں  
 شمع ہوتا تو یہ ظلمت عدم کی انتہا نہ پادین اسکو کا ظرور ادب کا چاہیے نہ پادین  
 ام النور ہے کہ ظلمت عدم سے نور کا ظہور ہے بے ادبی اولاد اسکو کہتے ہیں کہ جب  
 احسان فراموشی کو رہی ہے اور دھڑی ہے اصل پیش کرتا ہے راد گیسو  
 انکو نے منہ دہوتی جمع کیا وہ گل گل کر تحلیل ہو کے خاموش ہوئی ہے  
 میرے رشتہ دوانی کا اسکو کھٹکا تا نفس ہمیدہ اس کے مقوم میں انکا یہ تانا بانہ  
 رشتہ محبات اسکا جسم کے ساتھ جکڑنا بود ہو جاتا ہے یہ الگ تانا بانہ کام آتا ہے۔ یہ سن کر  
 شمع راکت ہے جواب عرض کیا کہ حضور والا عالم ظلمت میں پہلے خود ہی ظلمت کو  
 تمیز نہ تھی کہ میں کون ہوں اور کون ہوں اور کیسے ہوں میری روشنی کی سبب  
 ظلمت اپنی ذات کو جانچا گا کہ یہ میں ہوں وہ قاتل ہے یہ بڑے اور وہ  
 نشانہ ہے یہ اپنا ہے اور وہ بیگانہ ہے یہ مجھ سے ہے اور وہ تجھ سے میرے سبب  
 سبکو وہ کانٹا نہ نصیب ہے فی اب وہی دید میری رقب ہوئی غور فرماؤ کہ ظلمت کو  
 کہ ب دید تھی اور روانی قلم تو نا پید تھی۔ یہ سن کر قلم بردہ ہے جواب اب جو شکلیا  
 کہ کاتب تقدیر میں ہوں عالم کے ہاتھ کا وزیر میں ہوں لوح خطوط دید میری روانی کہ  
 جس کے انکشاف ضمیر زبانی ہے اس شمع بہودہ کی ہٹ دھری بجا گری ہے میں

شہر شوشانی میں یہ چھوٹا سا ظلمات میں فکر اثبات کا رافع شبہات ہوں میں  
 سید اسے دل کا پیر میں نافہ رشک کا غبار میں نیلم کا انتظار ہوں اور میں زحل کا  
 سردار میں سیاہی رومک کا مدگار ہوں میں نخل نبفشہ اور حسن میں شب  
 بیدار و نکی عبادت ریاضت کا سعدن ہوں اور اکثر موقع پر رہا ہوں ہوں جس  
 یہ جملہ اخیر شمع سلوک شنگے لکھا لکھ رہا ہے اور یہ رد جواب جواب عرض کیا کہ اے  
 میری سخت کائنات بس یہی جملہ اخیر فریق اول کا قابل دار و گیر ہے کہ شب بیدار  
 پورا اپنا اور زاہد و عابد و فقیر ہے اگر وہ رہن مانع حال ان بد اعمالوں کا ہوا تو وہی  
 کار و دانی انکی قوت لمبری کی تھی نابود ہوئی کہ ایسے جیلہ سے پروردگار انھوں کا  
 رزق رسان ہے اور زاہد و عابد و فقیر مقام قیام سے دور لیجا کر اپنا اپنا کام  
 کرتے تھے سب ظلمات سے تجلی نور کی سدود ہوئی وہ نیک ترین سے معطل  
 رہی بیچارہ نکی طلب اور عبادت میں بڑا نقصان آیا تو عرض بجز ضرر کے کسی فروع  
 قطع نہ پایا اور جس لکھنے پر کہ قلم کو اغماض ہے کوئی بغیر روشنی کے لکھ نہیں سکتا  
 اور کوئی بغیر میری روشنی کے اس لکھنے کو بڑھ نہیں سکتا وہ دعویٰ اسکا محض  
 بیکار بچر کلام کا اور میں صبح رنگ آئینہ دار سا کنان ملا الا علی سیری تجلی سے  
 سرشار میں سبکی نور نگاہ کی بھلیس آبلہاس کی انہیں میں تجلی افروز آنجیات  
 زینبندہ قند و نبات میں مر و اید کی آب و تاب مردک دید کی ہمنار سفیدی  
 حلقہ چشم مجھے دو چار قلم حبشی بچہ ہدوش شک ختن میں غیرت تسرین و  
 نستران وہ پردہ ظلمت میں بہان اور میں ہر قلب فائوس میں جلوہ کنان وہ سیاہ  
 و حوان و حار میں تجلی طور موسیٰ کی یادگار وہ سکر میں چور بدست بے خبر میں

شاہ اگست پیش نظر وہ جذب شوق سے نصف تنزل پر آگاتا ہے جبکہ مین سالک  
 رہنما اسکی دونوں وہ راہ چھٹکتا ہے۔ شوق فریقین کے سوال کے سوال و جواب  
 اظہار نویس نے لکھکر منظرہ ہذا کا یہ خلاصہ لکھا کہ نہ قلم کی قباب ہے اور نہ شمع کی فنا ہے  
 مگر ان دیکھنا کہ دونوں کے دونوں کا خدا عشق کا یار ہے تو جو فیض وہی سے پیرا ہے  
 مثل مقدمہ تیار ہے واسطے حکم قطعی کے آجئے عشق سیر در بار کا اختیار ہے یہ سکر  
 سیر در بار کہنے فریقین کو سامنے بلا مثل شکار درون کا دعویٰ دیکھ سن لیا شمع کو حلال  
 شرق بحالات آفتاب اور قلم کو طرف غرب بحالات زحل کھرا کر کے اور شمع کو  
 یہ وہ در بیان کر کے حضرت میر نیریم فرما کر یوں فمائش و کلا سے فریقین کی کرتے ہیں  
 کہ تم دو نون پیار سے اللہ ہم بے نیاز لا پر واہ ایک کو لگاڑتے اور دوسرے کو سنوارتے  
 ایک کو اندھے کوئین مین گراتے دوسرے کو باہم فلک پر چڑھاتے مین ایک کو باسج  
 دوسرے کو غمرہ دکھاتے مین ایک کو رولاتے دوسرے کو ہنساتے مین ایک کو نخلتے جگاتے  
 دوسرے کو راحت سے سلاتے مین ایک کو وصل کا انتظار دوسرا ہنگامہ ہے سیکو پاسر  
 جلاتے ہم باہم سیکے خود جاتے مین ایک کو آنکھ دکھاتے دوسرے کو سینہ سے لگا ڈالتے  
 ایک کو خوار کرتے دوسرے کو پیار کرتے مین ایک کا مقام فصل دوسرے کو موقع حمل  
 ایک بعد سے رنجور دوسرا دید سے سرور ہے ایک غائب دوسرا حاضریم دونوں کو  
 ناظر یہ سب پوشیدہ راز اور دونوں سے ساز باز یہ عاشق و معشوق کا تاز و نیریا  
 گل گشت کائنات مین لیل و نهار سیاہ اور سفید کی بہاریات ستار مین ہر سیکو قصہ  
 انتظار ہر دریاب اطلاعات نشان ہسری تم دونوں کا خطا اظہار ہے۔ حکم قطعی۔ سنو  
 میرے ہاتھ سبکی تدبیر اور تقدیر ہے غرض اسوقت بچھ مین ان عمل مین تم دونوں کو

دھوی کو ٹولا تو سیاہی ہو گئی اور سفیدی طمع چشم دونوں کو ہم پہ پایا اب وکلا سے  
 فریقین رخصت میدان عدم میں آخری دربار کی صحبت ہی اس روز تجویز ثانی میں  
 نتیجہ دونوں کے دھوی کا کھل جائیگا ہر ایک عوض اپنی مشقت کا پائیگا۔ یہ حکم میر کا  
 سکندر کلائے فریقین نے متفق لفظ غصلیا کہ ایک ذات پر نیاز ہے گو کہ چھپا رہا ہے  
 مگر یہ کیسی عروت کہ دوسری صحبت پر تجویز ثانی قرار پائی اس صورت میں کہ انوار دنیا  
 شک گذرے ہم اب بیان نہیں رہتے اور نہ وہاں نہ جاتے اشیاء پیدا و برباد  
 دو عدم کے بتاتے ہیں واہ بقولیکہ مصالح نشہ بلا شہاب ہم فیصلہ اپنا خود کر لیتے ہیں  
 فعل نہ دینگے ہر صاحب غلام لوہم جاتے ہیں آپ کیون انکھ کر اگر غریبوں کا دل دکھائیں  
 یہ سکندر میر نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سپیدی ہو نہ ہو قلم نسخہ کو بل کر گیا  
 اوشع خاموش ہو گئی میر نے چشم خود دیکھا کہ قلم کی تاب اور شمع کی اب دونوں میں  
 دو عدم کے اپنے اپنے مقام پر پہنچ کر تحلیل ہو گئیں۔ (واللہ اعلم) راجون تعمیر نظر  
 ادیب فراہمان عبارت و نشانہ۔ نبض شمس عبارت و اطالہ۔ شمع کا شانہ فراست دہانی  
 شجرہ سینائے فرشتک روشنائی جان اشعار۔ روح افکار۔ طبع زاد بطون کا دست  
 باہرہ۔ نتیجہ القال خیال و کثرت باکرہ۔ بھیداق مع سخن گفتن و کبر جان سخن است  
 نسیم سو گاہ اختصاص۔ سجادہ نشین محراب بارگاہ اخلاص۔ فرزاقا علی صاحبہا  
 بتسلیم خراما مٹو نہ خوش احوال خدایہ کہ بر شاعر گلشن ترانہ سازی۔ و رنگین لہذا  
 پہلے کہ دیکھتے تان شوق نغمہ بردازی کہ لب بانش عہودیت مستقی الحامد کہ بستر و پیش  
 ہر کہ سے بردہ باز ہر دن تیار و ردہ۔ ہر سبزہ کہ از گل زمین پیر بر آمدہ۔ ہاشاکہ خبر بکلا  
 طلیحہ حوالہ کشاید۔ ہر شجرہ کہ بر شاخ گل شکفتہ گردد کجا دمان خود را جزو تہمید نہ داند

بانگ غلام چین غلغلہ ذکر و ان سن شیخ الالبیح مجدد لبوامع ساکنان صوامع  
 ملکوت در انداخته و ز فرزند طهران گلشن نوای اذکارش بلند ساخته از  
 حقیقت حقیق و زلفه کشفی از زرزره زرزور و زلفه کشفی پدید است  
 که در اکرش هستند نو اگر شان دادم درین بستان و ستار و در شور لراقمه  
 نقش بر تر از قیاس نیست با عاقل از قریان سیکندرباب جبهه نعمه الله الایه  
 عشق را داد کار فرمائی حسن داد جلوه پیرائی به جواهر و ابر لغت لکثاره و  
 مثالیته شار کیماس گردون ماس سید الانامی است افضل الخیه و الشاکه بلب  
 شیرین شور از دل انا اضع الیک خیمه و بهمن نگرین ملک در حکم انا اضع  
 صلی الله علیه و علی آله و صحابه وسلم لراقمه شاهنشاه سندنوبت کجینیه فضل و  
 کان رحمت به ختم رسل و شفیع عالم به ظل کمرش پناه آدم به خود کعب و جانش  
 ایند پاک پاک به لولاک لما خلقت الافلاک به سلطان رسل پناه دایرین به  
 سر بر خطا دست جمله دکنین به کجینیه کفای فیض سر به او بر همه محرمان سر آمد  
 دریا به رموزی مع الله به سرخیل مقرران درگاه به گنجور خانه آلهی به اندک شاه  
 کلمه شاهی به آباء جویان رسته باز از معانی را صلا به و میر فرمان دایر العیار  
 معنی را خورده باد که دین نمایان نصرت تو امان خدیو گیتی ستان سیف  
 سلول بانوئی کشور کشانی مصاصم مصاصم مکره فرمان روانی نص غاتم انبال  
 آب گوهر اجلال - آصف سلیمان صولت - غاتان حبشید مرتبت - ظالمون فطنت  
 سکندر در - فریدون فرزند کادوس کوس - سیماوش و ش - تهن تن - منوچهر  
 خورشید شید - عطار و قلم - برجیس مشیم - خورشید کمال - ماه جلال - کیوان ایان

۲۸  
 نقش بر تر از قیاس  
 عشق را داد کار فرمائی  
 مثالیته شار کیماس  
 شیرین شور از دل  
 صلی الله علیه و علی آله  
 کان رحمت به ختم رسل  
 ایند پاک پاک به لولاک  
 سر بر خطا دست جمله  
 دریا به رموزی مع الله



بهرام پاسبان - عرش خروگاه - فلک با نگاه - نواب میر محبوب صنیعیان  
 نظام الملک آصفیه - ابط الله فلکم ابدانکم بطول مرتبش اگر آسمان را زمین است  
 فلک را انقارست - و بدر باشی ابر سنخایش اگر دریا را قطره شمارند ابروی بدر  
 لرافقه زهی کرم نهاد و یک روز نزل نمایند به کان و معدن و دریا یک نمان گوهره  
 تو از براسه دو عالم جو قرة العینی به چاک کردی ده جگر گوشه بهر کان گوهره تو گوهر شرف  
 درج خسروی و شاهی که شلی تو توان یافت در جهان گوهره چنان بهر فشانندی  
 اگر گری چینه به به جا دانه به منتظران گویه و وزیر صواب تدبیر فلاحون بطیش  
 که مقنن قوانین عدل و داد - و مقوم عمارت صلاح و سداد - بانی مباحی جہا شبانی -  
 قاعد مقامه قاعدہ دانی - مهر سپردنش و پیش - سپهر مہریش و دانش -  
 اعتماد الملک الخلی - اعتماد الخلفه الکبری - رکن دولت - عمارت سلطنت  
 مربع نشین چار بالش عزت و شان - نواب مستطاب علی القاب خاتجہ اللق علی  
 بهادر مدار المہام سرکار عالی است - و ام اقباله را تا زم که بسر گری شعله صفاش  
 حسن و خاشاک شرف و نفا و پاک سوخته - و بهشتگیری دست کمرش گدایان اطران  
 و اکثاف هر بلاد و امصار مایه شادمانی اندر خفته - صیت اقبال مالگیری چون میر  
 در نصف النهار ظاهر - و آوازه اہلش چون ماه میر در وسط ماه با هر لاف  
 آنکه گر خاکپایه او بود به تابش مهر و قرون گرد و دین رایت قمر او شود چو بلبل  
 سخن مهر سرگون گرد و دگر باج درش و هم نسبت به چرخ از حد خود بردن گردد  
 بعدش قضا و فرماید به کاف را شکل عقده نون گرد و این کتاب کرامت تاب  
 مخزن اسرار عجیب مطلع انوار لایبی - لالی ستالی درج عرفان - اختر تابند و جلال

فلک زہر ز نازل تا ابد لکان شہی به بعد تلاش در گنجیان گوهره

شیخ شهبان پیران حقیقت - از بر راه حق - مصداق مطلق - در برج عرفان خشنود  
 مری - اصل نادره الفکر فخری - المعنی به طوالت تمیز - معنی زبده الابرار - قدوة  
 الانحرار - واقعه روز ایشان - فتح کشور عرفان - سجده انکار پسندیده او  
 در نور وادی حقیقت - زنگوله بند مراحل معرفت - عاقل اضاف کمال تازم  
 حاوی انواع هنر به اندازه - قدوة المحققین - پیشوای سالکین - وساده طریقت  
 زیب و زین - جناب حکیم جعفر حسین الملقب به محبوب شاه که به پیش به سر  
 حاصل - و خلافتش درین افتاد علی کامل است - همچو شاه در عاقل من خفا  
 بر صفت شود و خراسید - جدا که تا بیکه اگر اعمی فطری به چشم خیال سعادتش روشن نماید  
 نور از دیده غریبش می رباید - و اگر کور سقری بدیده معنی در آید - زبان پیغام  
 سرفیاض را بدینرشاید - شاد بلیست سرا با نور و جمال که هر که او را یک نظر بنید دل  
 از دیدارشس و قمر بر چید - هر الفش به چشم نازک خیالان خبر از عالم وحدت الوجود  
 می دهد - تو گوئی که معنی لا اله الا هو همین است - بمانا هر نقطه اش غیرت ناهمای  
 چین است - چه طور محبوب القلوب نگردد - که وجه تشبیه اش به چار محبوب تمام است  
 نخستین سلسله اش آن حضرت شاه نظام الدین احمد خلیف حضرت سید قطب الدین احمد  
 ابن حضرت عبداللہ اکحیم بغدادی تا به محبوب سجانی غوث صمدانی میرسد که قدوة  
 الاقطاب بها است دومین تا به محبوب الهی بخشیده فیض ناقصی که در پشت غریب  
 همه بزرگانست - سومین خلافت الکبری - زبده انظار مستنشین ریاست حیدر  
 فرخنده بنیاد دکن سرور گیتی ستان محبوب طلیحان ادام سلطنته و اقباله که صاحب  
 الرأاست - چهارمین غوث موقت این کتاب بابر کات انور شد زبده گوار خود محبوبی است که

لقب یافتہ - و بدین نام بزرگ در دل عالم جاے خویش ساخته - بنام زم زمش را تاج  
 خون جگر حوزہ کہ این لالی آباد از صدف سینہ بر دل آورده اگر طالبان طریقت کہ  
 این معنی دارند بہ چشم خود آرسند - باز دیدہ خود را از و بر نگیرند سبحان اللہ ہر حرفش  
 ظلمت گنجینہ سر را الہی - و بفرش معدن فیوض نامناہی - دیدہ و ذکر گنج است تا داد این  
 سخنانے بندود - و شناسا و عوی کو کہ چشم الضاف بروند - ہر جنبش سرخ و سبز حق  
 فی فی خط گنیم صراحت کہ خواصان بحر عرفان لالی ستالی از و بدست آرند - اگر سالکا  
 ساکب معرفت بر جادہ این قدم رانند ہمانا بر نہائے خطر ہدایت بہ منزل مقصود خود  
 میرسند - گلزاریت پر بہار کہ گلہائے گوناگون سر از شاخہ حقیقت بر آورده اند -  
 بہشتی است از بہت فرخ کہ حیران معنی در و رقص و طرب سر کرده اند - عند لیان حمد  
 تا بزرگ و کشتافتمہ پر از می کنند - دل از دست می ریا بند لراقمہ نثر چہ نثریت کہ شر  
 تبارہ شرح شریعت کہ شوری شارب الہی تا چستان گیتی بزرگوار گلی گلہائی بوقلمون  
 لغات آگین باشند این دوستان معرفت را با بیاری فیض گوناگون مطرا  
 و از گشت گلہایش شام شمیم آشنایان رنگ و بوی حقیقت را بر اسطرکن بحر علیہ الرحمہ

از شب تا سپیدان معنوی معمور دار

یارب این نوباع را از با و مر در دوا

و کر فکر شعرا در باب مادہ تالیف - اور برادران طریقت اور نفا رکیان علوت  
 ہمشیدہ نہ رہے کہ حسب احوال نواف تالیف اس کتاب کی گویا ہمیشہ از پیش تالیف کے  
 قبل رسول مقبول سے استخراج ہو چکی تھی و حقیقت کہ یہ بات سرت آیات شہود  
 اس تالیف کی سلف سے آجک کہ کی تالیف و تصنیف کی نسبت اس مجلس نے  
 کہ کاوٹے سنی اور نہ انکوٹے کہیں کہیں دیکھی کہ کسی کو بھی ایسا مادہ تالیف میسر ہوا ہو

الحق کہ نہری رسالہ دینی مطالبہ مندرجہ اسکے کہ جو حدیث نبوی سے چسپان ہوا تو  
 سبب یہ مادہ ہمیشہ نظر نگاہ گذارنا تو سبب بت فکر اور کوشش کی کہ ایسا مادہ دوسرا  
 سبب یہ میر نہ آیا تو سبب اتفاق بیاختہ پکارا اٹھے کہ دوسرے کسی کا کیا مقصد وہی  
 کہ معنی و تناسب مثل اسکے مادہ پیدا کر کے سبقت لیجائے اور لائحہ یہ تالیف لاجواب  
 مقبول ہوئی چنانچہ ان سب شعرا کو خواہ مخواہ لازم ہوا کہ اسی مادہ بکثرت کو اپنے اپنے  
 طور پر عربی فارسی اردو میں بقید نظم گرہ بند کریں پس ایسا ہی عمل ہوا سب تالیفین  
 ذیل میں درج ہوئیں ملاحظہ ہو۔ جناب فضائل باب مکانات انتساب جامع علوم  
 معقول و منقول عالم نکات فروع و اصول اشہ فی الناس مولانا مولوی علی عباس  
 دام برکاتہم ساکن قصبہ جیراکوٹ ضلع اعظم گڑہ ملک بھارتی نے رطب لسان گہ  
 فشان سے تصدیق سائل مندرجہ رسالہ ہذا کی یہ قطعہ تالیف فرمایا۔

صَحِيَّةٌ مِنْ عِظَامٍ لِحُضْرٍ  
 ذندہ کرنیوالی پڑتیوں بوسیدہ تین  
 حَدِيثُ رَسُولِ الْهَلْهِ الْفَقِيرِ الْفَخْرِيِّ  
 سخن رسول ہمارے تین کہ وہ الفقیر فخری ہی

کتاب ذالکتاب من ذیبت لخصی  
 گوایہ کتاب گذار کرنیوالی سنگ کی ہے  
 وَجَدْتُ لِتَارِيخِهِ بَعْدَ فِكْرِ  
 پایا میں واسطے تاریخ کے بعد اندیش

اور یہ قطعہ تاریخ شیرین زبان جادو بیان حدیث بوسیدہ فہم صادق غنیمت گلستان  
 عقل صادق موضوع حباب ادراک آسمان رسا محمول قیاس اندیشہ فلک پیما  
 مراتب ظاہری و باطنی را حقیق مناسبت صورتی و معنوی را محل تطبیق زہد و  
 امور باطلہ بے تحقیق قاتل ہر لحد و زندہ جناب مولوی ابوالبرکات صاحب  
 دام فیضانہم قادری نقشبندی گلی سہل شرح ہوا۔

|   |  |
|---|--|
| <p>لِلّٰهِ دُرُّ مُؤَلَّفَةٍ قُلُوبُهَا<br/>بِحُضْرَتِ كَبِيِّ الْأَوَّلِ مُحَمَّدٍ<br/>أَبْنِ مَنِ الْأَخْلَاقِ كُلِّهَا<br/>نہا کر دہ ست از اتلاق ہر دقتہ را<br/>قادر مرقبہ کہ وَالْمُغْضَىٰ إِلَىٰ<br/>بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ<br/>أَفْشَرُ مِنِّْي قَدْ أَفَىٰ تَارِيخُهُ<br/>انفرد غری آمدہ است تاریخ آن</p> | <p>سِفْهُ الْبَرِّ إِلَى الْبَرِّ<br/>بِحُضْرَتِ كَبِيِّ الْأَوَّلِ مُحَمَّدٍ<br/>أَبْنِ مَنِ الْأَخْلَاقِ كُلِّهَا<br/>اروشن شود لطف انسانی بہ ہر کس کہ فی کتبہا<br/>صافیہ من حکمہ تشر ذوالنقل<br/>انچہ دران ستا ز حکمت آغزینکے صاحبان<br/>قَوْلٌ جَلِيلٌ قَالَهٖ حَسْبُ الْبَشَرِ<br/>آن قول بزرگ است کہ فرمودہ است تا زبیر اشیر</p> |
|---|--|

یہ قطعہ تاریخ نتیجہ فکر سے مولانا فاضل اجل شاعر اکل قرن دہا آفتاب غلتے  
و وفا جاگزین قلوب ارباب صدق و صفائے درخت فصاحت سیدہ نعل بدافت  
سر زبا احسان معجم الاقنان سوسی شیخ عبداللہ بن فضل المکی اور صفحہ سنیہ تصفا  
سخنوران عصر کے نقشہ ہوا

|  |   |
|--|---|
| <p>أَيُّ طَالِبٍ بَاسِرٍ لَا إِلَهَ إِلَّا الْقَادِرُ<br/>أَعْلَىٰ خَبَائِنِ اسْمِهِ الْقَادِرُ<br/>فَانْظُرْ كِتَابَ الْوَدْعِ أَبِي الذِّكَا<br/>وَكَيْفَ كِتَابِ عَالَمِ فَرَاغَتِ مَنْدِ<br/>تَنْظُرْ بَيْتَ خَيْبَةٍ فِي خِلْوَةٍ<br/>فَتَحْ بِأَوَسَاتِهِمْ بَارِكِي كَيْفَ بِشَيْبِي مَن<br/>أَبْنِ مَنِ الْأَخْلَاقِ كُلِّهَا<br/>ای طالع باسیر لا الہ الا قادر<br/>اعلیٰ خباہن اسمہ قادر<br/>فانظر کتاب الودعی ابی الذکا<br/>وکیف کتاب عالم فراغت مندی<br/>تظفر بیک خیبہ فی خلوت<br/>فتح ہا و ساتہم باریکی کی ہوشیگی من<br/>ابن مانی اخلاق کلہا</p> | <p>وَحَقِيقَةُ سَخْفِيَّتِ الْبَاسِلِ الظَّاهِرِ<br/>وَحَقِيقَةُ كَيْفِيَّةِ بَيْنِ الْبَاسِرِ<br/>ذِي الْفَضْلِ وَالْمَجْدِ لَا تَبْلُغُ الْفَاخِرِ<br/>وَصَاحِبِ فَضِيلَتِ بَيْنِ وَرَعْدَةِ بَرْقِ الْفَاخِرِ<br/>مَحْبُوبَةِ لَذِي الْوَدْعِ الْقَتْمِشِ الْفَاخِرِ<br/>دوست ہے واسطے صاحب فہمیر و شوق<br/>وَمَعَارِفًا وَمَظَاهِرًا لِلنَّاسِ ظُلْمِ<br/>و حقیقہ سخفیت الباسل الظاہر<br/>و حقیقت کہ پیوستہ بین الباسر<br/>ذی الفضل و المجد لا تبلغ الفاخر<br/>و صاحب فضیلت بین و رعدہ برق الفاخر<br/>محبوبہ لذی الودعی القتمیش الفاخر<br/>دوست ہے واسطے صاحب فہمیر و شوق<br/>و معارفًا و مظاہرًا للناس ظلم</p> |
|--|---|



شماره الفصحی فی الثمونی

SECRET

والتی کہ اس کا وہ سب سے بڑا پتہ ہے۔ یہ پتہ ہے کہ اس کی شہرت پر بقدر قلم طراز سے تحریر کیا۔

گزیده و فاسد محبوب شایسته  
کند لطف برش ز دل غم غلط  
چو نزد یک و از دور بر جان دوست  
گردد چنان چشمت دل در نماز  
بهت که سوخ از دلش میزند  
گر از مهر یاران حکایت کنند  
به هوش نیاز دلم در وجود  
نشاط دل از می بیدار کنم  
درین دور که جلوه شه تبخت  
نوشته بعلم تصوف کتاب  
ز خلوت محبوب نامی بنام  
ز پرده کشوف صد سر غیب  
اگر گویش از گل معرفت  
بهر لعل سیرش بهار جمال  
به بستان تاریخ به روم دماغ  
که چون بنده هر گونه گلشن سرور

که شلش در اخلاق نویسد کم  
شود دل چو غمگین به بحر ستم  
همه مهر گستر به چشم کرم  
کرد کسب خنده کند صبحدم  
نه سامان ز شادی نه نقصان ز غم  
کنم خیر مهرش بیتی علم  
بنایش نعم از سینه اندر عدم  
بست من آید اگر جام  
بصفحه زهر دست رفته قلم  
مکبزه تو گوئی که کرد ابیم  
به خلوت چو گل از چمن سبتم  
بعرفان که در صفحه اش مرسم  
همه دل ربا باغ رنگ ارم  
به دشت جنبش غزال حرم  
که حینم گاش غطر بنشتم به شتم  
بفتا چو شتم من و او که هم

|   |                                 |
|---|---------------------------------|
| بانی ز مہری گو کہ ز اتقای رسد   | مولانا زوریا فقیر فخری بہ رستم  |
| بانی فتح آئین غیر املتہ والہین حضرت سرور عالم مولانا زوریا فقیر تاجی رحمہ فرمایا  |                                 |
| مرتب است چون این نسخہ نفیض  | نرم راز الانسان سہری            |
| نرم محبوب شہ فرمود سہرودن   | سن تارنج ان الفخر فخری          |
| وحید اوان فرید جهان مولوی محمد عبداللہ صاحب نقشبندی قادری ساکن ملک برار نے یہ قطعہ تارنج تو شیخ کہ مصرعہ اول سنہ تارنج اور مصرعہ ثانی سے نام مولف ظاہر ہوتا ہے نرم فرمایا |                                 |
| این طرفہ کتابیت کہ در ہر سخن او   | جہت زجر تا قبل اسرار الہی       |
| لا مع زحرفش کہ بود لعلہ توحید   | حکایت نہ اُمنہ انوار الہی       |
| فیض ازلی بہت زہر نقطہ ہویہ  | من فیاض جہانت جو گفتار الہی     |
| قاری ہم خواندن الفاظ فیض  | راز ازلی یا بدو اسرار الہی      |
| رخشندہ تر از زہر درخشندہ جروش   | رحمیران دل ازین مرآت انوار الہی |
| فہم ہمہ در معنی او گاہ رسانیت   | سربستہ نکاتیت ز گفتار الہی      |
| خیر و دیہانت نہان در ہمہ لفظش   | یعنی کہ صفا تہیت ز کردار الہی   |
| رحمت لبرش ہر کہ ز دل بشنود اورا   | نشنید ہر آنکس کہ گنہ گاہ الہی   |
| یاد ہمہ دم فائدہ از مغیش آنکس   | + سرشار بود از می سرشار الہی    |
| قطعہ تارنج مولف کتاب  |                                 |
| ہوئی جب خلوت محبوبیہ وقت در خلوت  | کہ ہے سرتابہ پانچینا اسرار ماوی |
| بفیض شمع بزم سوختہ جانان پائش   | بہار گلشن امکان فروغ ملت برضا   |



|  |   |
|--|---|
| <p>گل گزار محبوبی محیط گوهر سحر<br/>سن بصری وقت نظام الدین در دنیا<br/>هوا القدر فخری سیده فواض القا</p> | <p>چراغ نرد در شمع شریکی در زکات امان<br/>سید الشهدا در دنیا و آخرت<br/>خیال فخری در شمع شریکی در زکات امان</p> |
|--|---|

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ الشُّرَى وَأَجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ النَّجَاتِ  
وَأَجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ التَّحَصُّلِ وَ

تو هست و لی  
التوین

۱۸۱۸

۵۵۰  
۲۶

|   |   |
|---|---|
| <p>در دستر آهی گنج در گنج<br/>بسال کنیز در دستر آهی گنج</p> | <p>کتابی که ز معانی ناگاه رسد<br/>شده است در فضل حق و الی طبع طبع</p> |
|---|---|

بیدارم که در قلم حقیر  
بیدارم که در قلم حقیر